UNIVERSAL LIBRARY

OU_226152

UNIVERSAL LIBRARY

UNIVERSAL LIBRARY

فیصلہ احمدی بحکم علمائے امت آنحضرت صلی اللہ علیہ

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان مکرم واوان معظم رسالۂ رافع النزاع المسمے بہ

احقاق السماع

[illegible] مصنفہ عالم علامی فاضل لوذعی جناب مولانا مولوی حافظ [illegible]

[illegible] برین حرف بلندم ز گواہ است + سر نہان [illegible]

حسب فرمایش خواجہ حافظ شریف الدین صاحب باہتمام محمد عبد الخالق مینیجر

در مطبع یوسفی واقع [illegible] محلہ [illegible] دہلی طبع گردید

قیمت — ۲ ر

۲
۱۹۶۲۲ / ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَسْمَعَ قُلُوْبَ الْاَنْبِيَاۗءِ اِلْحَانَاتِ الْوَحْيِ الْمُطْرِبَاتِ فَتَغَنّٰى بِهٖ اَكَابِرُ اَصْحَابِهِمْ بِاَصْوَاتٍ مُرْغُوْبَاتٍ وَالصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْبَرِيَّاتِ الَّذِيْ اُوْتِيَ طِيْبَ النَّغَمِ وَجَوَامِعَ الْكَلِمِ وَاَنْوَاعَ الْاٰيَاتِ وَالْبَيِّنَاتِ وَعَلٰى اٰلِهٖ الطَّاهِرَاتِ وَاَصْحَابِهِ السَّادَاتِ الَّذِيْنَ اَصْغَوْا لِلْغِنَاۗءِ الطَّيِّبِ وَالْاٰلَاتِ الطَّيِّبَاتِ وَاَوْلِيَاۗئِهِ الَّذِيْنَ ذَاقُوْا شَرَابَ الْعِرْفَانِ وَحَجَلُوْا وَجْدًا بِمُشَاهَدَةِ الذَّاتِ

امابعد اس زمانہ مین دیکھا جاتا ہے کہ مسئلہ سماع مین بعض لوگونکو کلام ہے گویا یہی قضیہ آجکل مطرح انظار ہر خاص و عام ہے بعض اہل ظواہر مطلقا بغیر کسی تفصیل کے اور بے قائم کیے کسی برہان یا دلیل کے حرام کہنے پر آمادہ ہین نہ احادیث پر اونکی نظر ہے نہ آثار صحابہ کی خبر ہے محدثین محققین کے کلام کی تردید کرتے ہین ظواہر عبارات فقہا کی بے سمجھے تقلید کرتے ہین مراد فہمی کی طاقت نہین رکھتے مطلق و مقید کے امتیاز کرنیکی قدرت نہین رکھتے محارم اللہ سے تجاوز کرتے ہین خدا سے نہین ڈرتے ہین حرام کو حلال حلال کو حرام کہتے ہین اچھے کو برا اور برے کو اچھا سمجھتے ہین بلے صاحبو یہ کیا تعصب و تقشف کرتے ہو تم یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ بعض حضرات نے جب دیکھا کہ ادلہ شرعیہ سے حلت منصوص و منطوق ہے اور محققین کا اسی پر وثوق ہے مجبورًا حلت کا فتویٰ تو دیدیا مگر ایسی شرطونکا ملمع کردیا کہ حاصل وہی ہا صرف الفاظ بدل گئے وہی مقصود رہا وہی مکنون و مضمون تھا تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اہل انصاف کو یہ ہٹ دیکھکر تعجب ہے کہ دینی امر مین یہ کیا تعصب ہے۔ اسلیے اس بے ہیچ فقیر محمد و

عبدالباری حنفی قادری نے حق کو باطل سے جدا کیا صواب کو خطا سے امتیاز دیا خالصاً للہ وحسبۃً للہ یہ
چاہا کہ چند مختصر فصول مسمے بہ **احقاق السماع** اس مسئلہ کے متعلق اردو مین سرورست لکھے تا کہ کتمان علم کا
ملزم نہ بنے فقہای حنفیہ و ائمہ محققین کے ارشادات کو پیش کرے اور احادیث نبوی و آثار صحابہ سے اور فقہاے
متقدمین و متاخرین کے کلام سے سند دے تاکہ حق ظاہر ہو اور تعصب اور ہٹ دھرمی کی آلودگی سے یہ مسئلہ طاہر ہو
بعد اسکے ارادہ فقیر کا ہی کہ ایک اور دوسرا رسالہ اردو مین نہایت تحقیق و تدقیق سے حضرات صوفیہ کثرہم اللہ کی سماع
کے متعلق اور اوسکے فیوض و برکات سماع اور اوسکے شروط و آداب لکھے اور اوسمین ادلہ موافقین و مخالفین
سے کماحقہ بحث کرکے جو امر حق ہوا وسکو صاف صاف ظاہر کردے واللہ ولی التوفیق وھو الھادی لسواء الطریق

تمہید جاننا چاہیے کہ اسمین کسی قسم کا کلام نہین کہ ائمہ اربعہ سے گانا سننا مروی ہوا ہی خاص کرکے جنکے ہم حنفی
لوگ تقلید کرتے ہین یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے گانا سُننا معتبر ین علما
کی روایت سے ثابت ہی اور اونکے مذہب کے فقہا کے نزدیک بھی مطلقاً سماع جائز و مباح ہی۔ اور علماے احناف نے
بھی امام صاحب سے سماع سننا اور اونکے صاحبین سے جواز کا فتوی دینا روایت کیا ہی اور بفرض ثبوت حرمت
نزدیک امام صاحب کے باوجود احادیث حلت کے باصحت مروی ہونیکے حنفی کو احادیث صحیحہ متواتر المعنی پر عمل
کرنا چاہیے اور امام صاحب کے قول کو ترک کرنیسے ایسی صورت مین حنفی حنفیت سے خارج نہین ہوتا۔ اور
جواز سماع اوسکے لیے تفصیل ہی آلات و بلا آلات کے اور اباحت سماع قول و فعل سے شارع علیہ الصلوۃ
والسّلام کی منصوص ہی اور اوسکی تائید اجماع اور افعال صحابہ و تابعین و اولیاے کرام سے ہوتی ہی
پھر اوسکی اباحت کے لیے کوئی شرط علاوہ اون شروط و موانع کے نہین ہی جو اور مباحات مین بھی مشروط
ہین اور ہمارے زمانے مین یہی شرائط اباحت بہت سے محافل مین پائے جاتے ہین اور جبکہ بوجہ اجتماع شرائط
جسکے لیے سماع جائز ہی تو ترک کرنا اوسکا بوجہ احتمال اس خیال کے کہ دوسرے نااہل کرنے لگین گے کچھ ضروری
نہین حضرات صوفیہ صافیہ کی مشابہت کی نیت سے سماع سننا موجب اجر و ثواب کا ہی اور جبکہ اولیاے کرام
رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہر سلسلہ اور ہر خانوادہ کی ہمیشہ سے سنتے چلے آئے ہین اور مریدین کو اتباع شیوخ امر
مباح مین کرنا سلوک کے قواعد سے ضروری ہی اور اوسمین طرح طرح کے فیوض و برکات اونپر نازل ہوتے
ہین تو جس صورت مین کہ اختلاف علما کا حلت و حرمت مین ایسا ہو کہ حضرت شارع علیہ السلام سے ثبوت حلت کا دلائل
صریحہ سے ہو تو ترک کرنا سماع کا احتیاط نہین ہی بلکہ سوء ظن اپنے پیران عظام سے لازم آتا ہی یہ مقصد ہم چھوٹی

دس فصلون مین لکھکر خاتمہ پر کتاب کو ختم کرینگے وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ وَإِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۵

فصل اول اسکی تحقیق مین کہ ائمہ مجتہدین مین کن کن سے سماع سننا ثابت ہوتا ہی۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مجتہد ہونیکی صلاحیت فاسق نہین رکھتا جیسا کہ کتب فقہ و اصول سے واضح ہوتا ہی اس وجہ سے کہ اصولیین کے نزدیک مفتی و مجتہد ایک ہی ہی جیسا کہ فتح القدیر مین ہی اور فاسق صلاحیت اسکی نہین رکھتا ہی جیسا کہ ہدایہ مین ہی تو اب ہم کہتے ہین کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے خود سماع کا سننا ثابت ہوتا ہی چنانچہ حکایت ہی کہ انکا ایک پڑوسی تھا جو ہر رات گایا کرتا تھا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنتے تھے ایکبار امام صاحب نے اپنے پڑوسی کو نہ پایا دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ اوسکو امیر عیسی نے قید کیا ہی امام صاحب خود تشریف لیگئے اور امیر سے اُسکی سفارش کی امیر نے عذر کیا کہ مین اوسکا نام نہین جانتا ہون آپنے فرمایا کہ اوسکا نام عمرو ہی امیر نے حکم دیا کہ جسکا نام عمرو ہو اوسکو چھوڑ دو امام صاحب کی سفارش کی برکت سے جتنے عمرو کے نام سے موسوم تھے سب چھوڑ دیے گئے اور اوس عمرو نے بھی رہائی پائی اس قصہ کو علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی نے لکھکر لکھا ہی کہ اس حکایت سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سماع کا سننا ثابت ہوتا ہی کیونکہ آپنے اُسکو گانیسے نہین روکا اگر آپکے نزدیک گانا ناجائز ہوتا تو آپ اُسکی سفارش نہ کرتے اور اُسکو گانیسے ضرور روکتے پس یہ حکایت دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ امام صاحب کے نزدیک گانا سُننا جائز ہی اسلیے کہ امام صاحب کا ہر رات گانا سننا باوجود آپکے کمال زہد و ورع کے سوائے اباحت کے کسی اور چیز پر محمول نہین ہو سکتا ہی اور جو روایت اسکے خلاف اُن سے ثابت ہو تو اُسکو محمول کرنا چاہیئے ایسے گانے پر کہ جسمین فحش ہوتا ہی تاکہ قول و فعل مین امام صاحب کے موافقت ہو جائے انتہی اور علامہ ملا علی قاری حنفی اپنے رسالہ سماع مین فرماتے ہین کہ غنا کی تین قسمین ہین ایک قسم جو خالی ہو آلات محرمہ سے اور جمہور اسکی اباحت کے قائل ہین بغیر کراہت کے اور یہی نقل کیا گیا ہی ایک جماعت سے صحابہ کرام اور مجتہدین اور تابعین عظام کی جیسے امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمد حنبل رح بلکہ امام غزالی اباحت سماع پر اتفاق نقل کرتے ہین اور ملا علی قاری حنفی فرماتے ہین کہ جاحظ نے امام ابو حنیفہ کے سامنے غنا و سماع کا ذکر کیا تو امام صاحب نے فرمایا کہ مین پسند رکھتا ہون کہ اگر کوئی میرا قرضخواہ ہو اور میرے ساتھ رہے یا اپنا کوئی آدمی مجھپر مسلط کردے اور مجکو وہ کسی ایسے گھر مین جسمین سماع ہوتا ہو لیجاوے تو مین سماع سننے لگون اور بھی ملا علی قاری حنفی امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہین کہ جب وہ مجلس مین رشید کی آتے اور وہان سماع ہوتا تو اوسکو سنتے اور روتے گویا جنت کو یاد کرتے اور رسالۃ الرضا بیرمین بھی کشف سے نقل کیا ہی کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ جب ہارون رشید کی مجلس مین تشریف لاتے اور وہان گانا ہوتا تو آپ سُنتے اور روتے جب آپسے گانیکے متعلق مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپنے امام صاحب کا قصہ مذکورہ بیان کیا اور کہا کہ امام صاحب ہر شب اسمین اپنا وقت نہ ضایع کرتے اور قاضی محمد بن علی شوکانی یمنی و ابو الروح حنفی نے بھی امام ابو حنیفہ سے گانا سننا

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سماع سننا ثابت ہے

علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی کی عبارت اباحت سماع امام صاحب

قول ملا علی قاری حنفی بابت سماع امام صاحب

[illegible] ابو یوسف و امام ابو حنیفہ

نقل کیا ہی اور فرح الاسماع مین محمد بن احمد مغربی شاذلی نے بھی امام صاحب سے گانا سننا روایت کیا ہی اسیطرح ابراہیم بن سعد زہری نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے گانا سننے کی روایت کی ہی اور ایک قصہ طولانی نقل کیا ہی اور اُس قصہ کو خطیب حافظ ابوبکر بغدادی نے اپنی تاریخ بغداد مین ذکر کیا ہی اور کتاب اغانی مین ابو الفرج اصفہانی نے اور ابن حمدون نے تذکرہ مین نقل کیا ہی کہ امام مالک اپنے مکان پر تشریف فرما تھے ایک شخص گاتا ہوا جاتا تھا اور گانیمین اوسنے غلطی کی امام صاحب نے اپنی کھڑکی سے جھانک کر ٹھیک بتا دیا اوس شخص نے چاہا کہ دوبارہ پھر بتائین تو آپنے اوس سے کہا کہ تاکہ تم کہو کہ مینے اس گانے کو مالک ابن انس سے سیکھا ہی اور ابن حزم مالکی نے اس بات کی تصریح کی ہی کہ ہر شخص کو گانا سننا اپنی بی بی اور اپنی لونڈی کا جائز ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت حجۃ الاسلام امام احمد غزالی نے لکھا ہی کہ اونکے مذہب مین غنا حرام نہین ہی مینے اونکی بہت سی تصانیف دیکھی کوئی نص اونکی تحریم غنا پر نہین پائی اور مینے کتاب اُم اور رسالہ کا مطالعہ کیا اور اُنکے مذہب کے متقدمین اور متوسطین اور متاخرین کی تصانیف دیکھی کسینے امام شافعی رح سے حرام ہونا سماع کا نقل نہین کیا ہی بلکہ اوستاذ ابو منصور بغدادی کہتے ہین کہ اونکا مذہب اباحت سماع کا ہی اگر گانے والا مرد ہو یا سننے والیکی لونڈی یا بی بی ہو یا وہ عورت ہو جسکی طرف اُسکو نظر کرنا حلال ہو اور گانا اُسیکے گھر مین ہوتا ہو یا اوسکے دوست کے گھر مین۔ راستہ گلی مین نہ ہو اور کوئی ناجائز چیز اوسمین شامل نہ ہو اور اُسکی وجہ سے نماز کا وقت نہ ضایع ہو جائے اور جس گواہی کا دینا اُسپر واجب ہی اُسکا وقت نہ جاتا ہے اور فرماتے ہین کہ جو امام شافعی سے ایسے الفاظ مروی ہوے ہین کہ خلاف اباحت کے ہین وہ اُس گانے پر محمول ہونگے جسمین فحش اور بُری باتین ہون تو تحریم اسکی ان عوارض کی وجہ سے ہوگی نہ گانیکے وجہ سے و نیز علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی لکھتے ہین کہ حاصل یہ ہی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے اقوال و افعال بصحت مروی ہوے ہین جو صراحتًا اباحت سماع پر دلالت کرتے ہین اور امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ اُنھون نے اپنی بیٹی صالح کے پاس گانا سُنا اور مقنع کی شرح مین امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی کہ اُنھون نے قوال کو گاتے سُنا اور کوئی انکار ظاہر نہین کیا اونکی بیٹی نے اُنسے کہا کہ آپ اسکو بُرا سمجھتے تھے تو فرمایا کہ لوگ بُرائی کی آمیزش سے سنتے ہین تمام ہوا قول علامہ عبد الغنی حنفی کا حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے اونکے شاگرد عالم و فقیہ بیرون بکارنے موفقیات مین اور ماوردی نے حاوی مین گانا سننا اُن اشعار کے ساتھ جنمین کسی قسم کا قبح نہین ہی روایت کیا ہی ایسا ہی علامہ عبد الغنی نابلسی نے لکھا ہی اور اسیطرح سے ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ بھی ائمہ اربعہ اور علمائے مجتہدین سے سماع سننا نقل کرتے ہین

فصل ثانی۔ اسکی تحقیق مین کہ امام صاحب اور صاحبین اور فقہائے حنفیہ کا مسئلہ سماع مین کیا مسلک ہی امام اعظم علیہ الرحمۃ سے کوئی روایت حرمت سماع کی صراحتًا مروی نہین و من ادعی فعلیہ البیان بلکہ فتاوی خیریہ لنفع البریہ علی مذہب الامام ابی حنیفہ مین لکھا ہی کہ کوئی تصریح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے

ف۔ امام مالک کا سماع سننا

ف۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سماعت سماع

در باب غنا کے مروی نہین ہی مگر یہ کہ فرمایا امام صاحب نے کہ اوس ولیمہ مین نہ جائے جہان لہو ہوتا ہو اس سے
علمائے حنفیہ مطلقاً سماع کی ممانعت سمجھ گئے اور صاحبین سے بے جو اسباب مین مروی ہوا ہی صراحت مطلق غنا
کی حلت پر دلالت کرتا ہی لطائف اشرفی مین فتاوی عتابیہ سے مرقوم ہی کہ امام ابو یوسفؒ سے مسئلہ
غنا کے متعلق پوچھا گیا کہ جائز ہی یا نہین تو اونھون نے جواب دیا کہ ہان جائز ہی اور امام محمدؒ کے نزدیک
بھی ایسا ہی ہی اور اسی پر فتوی ہی جیسا کہ تاتارخانیہ مین ہی اور سیر کبیر مین ہی کہ غنا جائز ہی جیسا کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ہی انتہی اور عامہ علمائے حنفیہ رحمہم اللہ بھی مطلق سماع کی حلت ہی کے قائل
ہین جیسا کہ ادفوی کہتے ہین کہ مان لیا ہی اباحت سماع کو صاحب بدائع نے جو کہ حنفی ہین اور صاحب ہدایہ
نے حنفیہ مین سے کہا ہی کہ اباحت سماع کو اختیار کیا ہی شمس الائمہ سرخسی نے اور بحر الرائق مین ہی کہ علامہ
سرخسی نے سماع کو جائز رکھا ہی شادی مین اور جب کوئی غائب آئے اور جبکہ خدا کے بندونکے قلبو نمین
رقت حاصل ہو کشف مین ہی اور بدائع مین ہی سماع اوقات سرور مین سرور کی تاکید کے لئے اور اوسکے
بڑہانیکے لیے مباح ہی اگر سرور مباح ہی جیسا کہ گانا عیدون مین و شادی مین اور قدوم غائب و روقت ولیمہ و عقیقہ
اور وقت ولادت اور وقت ختنہ اور وقت حفظ قران کے ایسا ہی ردالمحتار وغیرہ مین ہی ہدایہ مین ہی
طبل غازیون کا اور دف جسکا بجانا حلال ہی شادی مین اگر اوسکو کوئی تلف کریگا تو اوسکو ضمان دینا ہوگا
بالاتفاق ایسا ہی شرح وقایہ مین ہی واقعات مفتیین مین ہی کہ اگر کسی شخص نے اجرت لی طبل بجانے کیلیے
قافلہ مین اور غازیون کے لیے تو جائز ہی اور اگر لہو کے لیے ہی تو جائز نہین ایسا ہی خلاصہ مین ہی اور
کشف مین ہی ذکر کیا وجیز مین اور انوار مین کہ فقہ شافعی یہی ہی کہ دف اگرچہ اوسمین جھانجھ بھی ہون
حرام نہین ہی اور بدائع مین ہی اگر کسی نے لکڑی بجائی تو کچھ ہرج نہین اور فتح القدیر مین ہی کہ غنا حرام
وہی ہی جو ایسے الفاظ سے کہ حلال نہین ہین جیسے زندہ عورت اجنبیہ کی صفت اور وصف شراب کا
جنسے طبیعت کو اونکی طرف میلان ہو اور ہجو مسلمان کی یا ذمی کی اگر متکلم نے ارادہ ہجو کا کیا ہی اور ایسا
نہین ہی یعنے حرام نہین ہی جبکہ ارادہ صرف سند لانیکا فصاحت اور بلاغت کے لیے ہو اور نہ
جبکہ اوسمین مردہ عورت کی صفت بیان کی جائے یا پھلون اور باغون اور شگوفون اور نہرونکی
صفت ہو تو کوئی وجہ اوسکی منع کی نہین ہی اور بھی بدائع مین ہی کہ سماع کی حرمت منکرات شرع
اور لہو کی آمیزش سے ہی نہ یہ کہ سماع فی حد ذاتہ حرام ہی اسلیے کہ اچھی آواز سننا اصل مین مباح ہی

عبارت فتاوی عتابیہ

جواز سماع نزدیک امام محمدؒ

عبارت صاحب بدائع

عبارت بدائع و فتح القدیر

فحش اور لہو پر مشتمل ہونیکی وجہ سے حرمت عارضی اوسکو لاحق ہو اور جب عارضی چیز جاتی رہیگی تو اپنی اصل اباحت پر باقی رہیگا اور فتاوی نافع سے لطائف مین مذکور ہی کہ گانا سننا جائز ہی زوجہ اور مملوکہ سے اور اسی کتاب مین فتاوی بسیط سے منقول ہی کہ سماع غنا حلال ہی چاہے مغنی سے سنا جائے یا غیر مغنی سے ملا مصلح الدین لاری سے تنقیح فتاوی حامدیہ مین روایت کیا ہی کہ اونسے پوچھا گیا حکم شبابہ اور دُف اور سماع کا تو اونھون نے جواب دیا کہ مباح ہی اور کہا اونھون نے کہ ہمارے زمانے کے بعض علما اسکے خلاف گئے ہین اور میرے دادا نے اسکے جواز کا فتوی دیا ہی اور اوس فتوے کی تصحیح اکابر علمانے اونکے زمانہ کی کی ہی اور علامہ عینی حنفی نے حاشیۂ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی وحشت دفع کرنیکے لیے گائے تو کوئی ہرج نہین ہی عامہ مشائخ کے نزدیک اور اسیکو اختیار کیا ہی شمس الائمہ سرخسی اور مصنف یعنی صاحب ہدایہ نے اور اوستاذ الاساتذہ جدنا حضرت ملا نظام الملۃ والدین محمد سہالوی فرنگی محلی قدس سرہٗ مناقب رزاقیہ مین فرماتے ہین بدانکہ در استماع سرود اختلاف فقہاست امام شافعی و شمس الائمہ سرخسی از فقہائے حنفیہ و شیخ ابو یزید بسطامی و شیخ ابن عربی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین قائل بحل اند و تفصیلش در موضع ست اور جدنا مولانا شاہ محمد عبد الرزاق لکھنوی فرنگی محلی قدس سرہ اپنی شرح عمدۃ الوسائل مین فرماتے ہین - پس التزام شنیدن غنا بر ہر مرید لازم نیست چہ ہر کس لیاقت آن ندارد حل آن مشروط ست بچند شروط و یافتہ شدنش در ہمہ کس غیر ممکن و آن شروط اینست کہ دران رغبت بدنیا و ذکر فواحش و طرق لہو و لعب و محفل فساق و مجمع نسوان نباشد و سامع از اہل نفس نباشد و شنیدنش باظہار فقر و ریا نباشد و اظہار وجد بدروغ نہ نماید و تا بمقدور ضبط کردہ باشد و قلبش پر از عشق خدا باشد کہ غنا مسکن قلب و باشد چہ نغمہ را تاثیرات ست کثیرہ پس اگر این شروط در ذات خود جمع دارد پس او را مباح ست و چون شیخ او التزام سماع میدارد و او جامع الشروط پس التزام آن اولی است و بدون اجتماع شروط حرام لکن درین زمان جامع الشروط نادر الوجود ست لہذا فقہا حکم بحرمت آن دادہ اند مطلقا و فی الحقیقت لیس ہکذا بل لاہلہا حلال و لغیر ہلہم کُم چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی در کتاب خود مدارج النبوۃ بتفصیل و تحقیق بیان نمودہ انتہی اور اخینا مولانا عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی روح روحہ اپنے فتاوے مین فرماتے ہین کہ قول فیصل اس باب مین جو مؤکد بالاحادیث ہی یہی ہی کہ نفس غنا عموماً ممنوع نہین بلکہ اوسمین حرمت یا کراہت بوجہ عوارض خارجیہ کے عارض ہوتی ہی انتہی - اور عمدۃ الرعایہ حاشیۂ شرح وقایہ مین فرماتے ہین کہ تحقیق مشائخ نے سخت اختلاف کیا ہو مسئلۂ سرود مین بعضے بہت سختی کرتے ہین بعضے بالکل ڈھیل دیتے ہین اور حق یہ ہی کہ سرود کے مطلقاً حرام ہونیکی کوئی وجہ نہین ہی بلکہ اوسکے ساتھ

حرام چیزونکی آمیزش ہو تو حرام ہی اور عمل بھی حضرت اغنیا المعظم روح روحہ کا اسی پر تھا بلکہ ایام سرور و تقاریب مین
اونکے روبرو قوال دف پر گاتے اور وہ سنتے تھے زمانۂ ولادت مین اپنی صاحبزادی کے بلاناغہ روز اونکے یہان
قوالی ہوتی تھی اور دف بجتا تھا اور اسیطرح ایک بزرگ سکندر علی شاہ صاحب ہلوی اونکے روبرو اکثر گاتے تھے
اور وہ سنتے تھے اور جو خوش گلو آجاتا تھا اوسکا گانا سنتے تھے فتاوی خیریہ مین ہی جو شخص حلال کو حرام کرے
تو وہ گمراہی مین پڑگیا عقوبت و نکال کا مستحق ہی اسلیے کہ سماع حرام نہین ہی بالنص نہ بالاجماع اور اختلاف
غیر معین سماع مین ہی اور تحقیق جواز سماع کے قائل صحابہ اور تابعین ہین اور بڑا گروہ اور بہت سے لوگ اسکے
قائل ہین و نیز اسی کتاب مین ہی کہ نہایہ شرح ہدایہ مین ہی غنا مباح ہی جبکہ قوافی اور فصاحت لسان کے لیے ہو
اور بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ جب وحشت دفع کرنیکے لیے گانا ہو اور اسیکو اختیار کیا ہی شمس الائمہ سرخسی نے
اور استدلال لاتے ہین کہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے خود گایا ہی اور مان لیا ہی صاحب بدایع نے
مذہب شمس الائمہ کا اور علت بیان کی ہی کہ سماع سے قلب مین رقت پیدا ہوتی اور حضرت شیخ مولانا عبد الحق
محدث دہلوی اپنے رسالۂ نکات الحق مین فرماتے ہین (نکتہ) جاہل کیست آنکہ مطلق سماع را بہر حال در ہر وقت
از ہر کس اندک و بیش حرام داند و فاسق آنکہ مطلق آنرا حلال داند اور اگر کوئی کہے کہ بعض کتب حنفیہ مین ایسے
عبارتین ہین جنسے حرمت سمجھی جاتی ہی تو اوسکا جواب ہم دینگے جیساکہ علامہ عبد الغنی نابلسی کی عبارات سے
ظاہر ہوتا ہی کہ کتب فقہا پر فتوی دینے کے لیے ایک امر کا لحاظ ضروری ہی وہ یہ کہ بسا مسائل کے لئے فقہا
بغیر کسی قید کے کوئی حکم ثابت کرتے ہین اور حقیقت مین وہ حکم مقید ہوتا ہی اور پھر اوس قید کو بعض
دوسرے نقل کرتے ہین یا محض سلیقہ اور تمیز پر طالب کے بوجہ کمال ظہور اور اعتماد فہم کے چھوڑ دیا کرتے
ہین تو ہمکو لازم ہی کہ ہم اوسکو غور سے سمجھ لین کہ یہ حکم مقید ہی یا مطلق اور پھر وہ قید اونکی کتابون مین صراحتاً
مذکور ہی یا کنایۃً سمجھی جاتی ہی یا ہماری فہم پر اعتماد کرکے ترک کردیگئی ہی جیساکہ شیخ زین الدین ابن نجیم حنفی رسالۂ
خیرباقی مین لکھتے ہین کہ مسائل کے سمجھنے مین علی وجہ التحقیق دو قاعدونکی طرف احتیاج ہوتی ہی ایک تو طلاق
فقہا کا غالبا مقید ہی ساتھ قیود کے کہ جسکو صاحب فہم مستقیم ممارس اصول و فروع جانتا ہی اور فہم پر طالب حاذق
کے اعتماد کرکے اوس قید کے بیان کرنیسے سکوت کرتے ہین اور جو اسکا لحاظ نہین کرتا ہی تو وہ خطا اور غلطی مین
پڑجاتا ہی انتہی۔ اور جبکہ اس امر کا لحاظ تمام مسائل مین ضروری ہوا تو مسئلۂ سماع مین بھی اس امر کا لحاظ ہونا
چاہیے تب اوسکی حرمت یا عدم حرمت کا فیصلہ ہوسکتا ہی اکثر کتب فقہا جو ہم دیکھتے ہین تو اونمین ایسی عبارتین ہین

عبارت فتاوی خیریہ

عبارت نہایہ شرح ہدایہ

عبارت مولانا عبد الحق محدث دہلوی

حال عبارات بعض کتب جنسے حرمت ظاہر ہو تی ہے

عبارت ابن نجیم

جنمین قید ایسی چیزونکی حرمت سماع مین لگی ہوئی ہی جو خود حرام ہین تو اونکی آمیزش سے سماع کے حرام
ہونے کا حکم دیا گیا ہی جیسا کہ تصریحاً اوپر کی عبارات سے واضح ہوا ہی مثلاً لکھتے ہین کہ الملاہی
والاتِ اللہو اس عبارت نے صاف افادہ اس بات کا کیا کہ سماع وہی حرام ہی جسمین لہو بھی شامل ہو
اور اوسکے متعلق حکم حرمت کا نہین ہی جو لہو سے خالی ہو اور مراد لہو سے وہی لہو ہی جو فسق وفجور اور
بیحیائی کا باعث ہو اور بعض کتب مین صاف حرمت کا حکم دیدیا ہی بغیر کسی قید صریحی یا کنایہ کے تو اوسکا
حال ہم بیان کر آئے ہین کہ بسا غایت وضوحکی وجہ سے قید مذکور نہین کرتے پھر چونکہ عوام کو شبہ مطلقاً حرمت
کا ہوتا کتب مبسوط مین اوسکی تصریح کر دیگئی تاکہ وہ شبہ جاتا رہے جیسا کہ لطائف مین شرح بزدوی سے منقول ہی کہ وہ سماع جسمین
ہمارے علمانے اختلاف کیا ہو وہ ہی جو کھیل کود کی راہ سے ہو جیسا کہ بدکار شرابخوار تارک نماز سنا کرتے ہین اور جو شخص نیکبخت نمازی ہو اور
سماع سنتا ہو اوسکو حلال ہی بلا اختلاف نیز شرح کافی مین ہی کہ ہمارے علما کے نزدیک سماع وہ مکروہ ہی جو بارادہ گناہ یا کھیل کود
کے ہو کہ فساق اوسکے لیے جمع ہون اور نماز اور قرأت قرآن کو چھوڑین جو شخص کہ نمازی قرآن پڑھنے والا صالحین
مین سے ہو اوسکے لیے سماع حلال ہی بغیر اختلاف علما کے اسلیے کہ اونکی غرض اس سماع سے محض وجہ اللہ اور
حضور الٰہی ہوتی ہی اللہ کو اور آخرت کو یاد کرتے ہین یہ اچھی باتین ہین نہ بُری انتہی اور خزانہ اور کافی مین
ہی کہ حرمت سرود وغیرہ کی مقید ہی لہو کے ساتھ اور جو بغیر لہو ہو جیسے نکاح کے وقت اور ولیمہ مین اور
تیاری قافلہ اور غازیون کے لیے اور رقت قلب کیوقت خدا کے بندونکی کہ جنسے خدا راضی ہی
جیسے حضرات صوفیہ تو اونکے لیے حرام نہین امام ابو حنیفہ کے نزدیک جیسا کہ قاضی ثناء اللہ صاحب
پانی پتی نے تحریر کیا ہی اسیوجہ سے رسالۂ ایضاح الدلالات مین علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی فرماتے ہین
کہ جتنی عبارتین فقہا کی ایسی ہین جنسے حرمت سماع ظاہر ہوتی ہی تو وہ حمل کی جائینگے اوس گانے پر جسمین
فحش اور فسق وفجور وغیرہ ہو انتہی۔ تو معلوم ہو گیا حال عبارات فقہا کا کہ آپس مین تعارض نہین ہی بلکہ جو حرام
کہتے ہین وہ بقیود محرمہ

فصل ثالث امام ابو حنیفہ سے علمای حنفیہ اور معتبرین علمانے گانا سننا روایت کیا ہی امام
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اونکے شاگرد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے سماع نقل کیا ہی جیسا کہ اوپر
کشف کی عبارت سے ظاہر ہوا اسیطرح سے اور کتب حنفیہ جو خاص اسی باب مین وضع کیے گئے ہین
سننا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ثابت کرتے ہین۔ چنانچہ پڑوسی کی حکایت اوپر گذری اور بھی معتبرین علما

امام صاحب سے سماع نقل کرتے ہین جنمین سے بعض کی عبارات فصل اول مین گذری ہین اور عبارتین فقہا کی جو مذکور ہوئین جنسے حرمت ظاہر ہوتی ہی اگرچہ اونکا حال اوپر بیان ہوچکا ہی تاہم اونمین سے کوئی امام صاحب کی طرف منسوب نہین بلکہ امام محمد صاحب کی طرف بھی منسوب نہین ہین اونسے استدلال اس امر پر کہ نزدیک امام ابو حنیفہ کے بھی سماع حرام تھا جائز نہین ہوسکتا کیونکہ خاص تصریح اونسے سننے کی اونکے شاگرد امام ابو یوسف روایت کرتے ہین اور یہ ہو نہین سکتا ہی کہ امام صاحب باوجود کمال زہد و ورع کے ہر شب معصیت مین مبتلا ہوتے اور اوس فاسق و فاجر کی سفارش کرنے جاتے انھین وجوہ سے مقصد السالکین مین لکھا ہی کہ جو روایات فتاوی امام اعظم سے اور اکابر علما سے منقول ہین جنسے حرمت سماع کی ثابت ہوتی ہی محمول ہین اس بات پر کہ مراد اونسے آلات لہو مزامیر ہین کہ وہ حرام ہین اور وہ غنا جسمین آمیزش ہو آلات لہو کی نہ غناے مطلق تو جائز نہین ہی اون عبارات سے استدلال لانا حرمت سماع پر علی العموم تاکہ لازم نہ آئے انکار احادیث صحیحہ کا کہ جو اباحت سماع پر مروی ہوے ہین اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب علماے حنفیہ نے کوئی نص حرمت پر امام صاحب کی منقول نہین کی بلکہ ایسی روایت مروی ہوئی ہی جس سے حلت معلوم ہوتی ہی اور صاحبین سے بھی صراحت حلت مروی ہوئی اور کتب فقہاے احناف سے بھی حلت ہی صاف صاف ظاہر ہوتی ہی اور جو عبارات کہ جنسے حرمت مفہوم ہوتی ہی وہ مؤول ہین اور حرمت قواعد مقررہ امام صاحب کی بھی خلاف ہی تو کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی ہی کہ علماے شافعیہ یا مالکیہ یا حنابلہ یا ارباب ظواہر کہ معتبرین ہین انکی نقل نہ تسلیم کیجائے - بلکہ حرمت چونکہ مخالف صراحت حدیث کی ہی تو اگر امام صاحب سے کوئی نقل بھی کرے وہ اسکے قابل ہی کہ اوسکی تاویل کیجاے - برخلاف امام مالک کے نسبت جواز متعہ کے قول کو منسوب کرین کیونکہ اونکے علما اونسے حرمت کو نقل کرتے ہین بلکہ خود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ موطا مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حرمت متعہ کو روایت کرتے ہین اسپر اس مسئلہ سماع کا قیاس نہین ہو سکتا ہی -

فصل رابع - اسکی تحقیق مین کہ آیا حنفی کو اس مسئلہ سماع مین یا کسی دوسرے مسئلہ مین جبکہ متحقق ہو جاے احادیث صحیحہ سے کوئی حکم تو اوسکا خلاف موافق اوس قول کے جو منسوب ہی امام اعظم کیطرف کرنا چاہیے یا نہین اور حنفی اس خلاف کرنیسے حنفی رہتا ہی یا نہین - اخینا مولانا عبد الحی روح روحہ فرماتے ہین کہ علامہ مفتی مکہ معظمہ حنفی نے اپنی کتاب القول السدید فی مسائل التقلید مین تحریر کیا ہی کہ ہمپر یہ واجب نہین ہی کہ ہم امام صاحب کی تقلید کرین جبکہ ہمکو صواب اونکے خلاف ظاہر ہو جائے اور بعد اسکے لکھتے ہین اور ہم باوجود اسکے بحمد اللہ درجہ تقلید سے اپنے امام اعظم ابو حنیفہ کے خارج نہ ہونگے اور بیری زادہ شرح اشباہ و نظائر مین لکھتے ہین کہ ابن شحنہ نے

اپنے شرح ہدایہ مین تحریر کیا ہی جبکہ حدیث صحیح معلوم ہو جائے اور مذہب کے خلاف ہو تو عمل حدیث پر کیا جائے کیونکہ وہی مذہب ہی امام صاحب کا اور مقلد اونکا حنفیت سے خارج نہ ہوگا کیونکہ بصحت امام اعظم سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا جب صحت کے ساتھ حدیث معلوم ہو تو وہی میرا مذہب ہی ۔

[illegible]

فصل خامس ۔ اس تحقیق مین کہ سماع جبکہ حلال ہی تو اوسکے لیے کوئی قید بھی ہی یا بلا قید حلال ہی علامۂ عبدالغنی نابلسی حنفی اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ سماع محققین کے نزدیک لفظ عام ہی شامل ہی سماع غنا کو خواہ حمد کے معنا مین ہون یا غزلین معین ہون یا غیر معین نغمہ کے ساتھ ہو یا بغیر نغمہ کے سازکے ساتھ ہو یا بے سازکے یا محض باجا سنا جائے اور ساز مین بھی کوئی فرق نہین دف ہو یا اور مزامیر اور برابر ہی دف مین جھانجھ بھی ہون اور برابر ہی کہ نغمات کے ساتھ بجایا جائے یا بے نغمات کے اور برابر ہی کہ یہ شادی مین ہو یا ولیمہ مین عید کے دن ہو یا کسی کے آنیکے وقت ذکر و تہلیل پر ہو یا درود پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو یا نہ ہو اور برابر ہی کہ آدمی اکیلا اپنے گھر مین ہو یا مسجد مین اہل علم و صلاح کی جماعت مین ہو یا علاوہ انکے اور لوگونکے ساتھ ہو اور برابر کہ ناگاہ بلا قصد کے ہو یا بالقصد ہو یا خاص لوگونکے جمع کرنیکے لیے ہو کسی وقت مقرر مین یا غیر مقرر وقت مین مردون کے لیے ہو یا عورتون کے لیے ہو یا صرف مردون کے لیے یا صرف عورتون کے لیے تو ان سب کا نام سماع ہی اور لفظ سماع جب بولا جاتا ہی تو یہی مراد ہوتی ہی اور اون سب کا حکم شرع مین ایک ہی اور کوئی معنی نہین ہین کہ فرق کیا جائے اس سماع اور اوس سماع مین انتہی **تنبیہ** سازون مین علمانے اختلاف کیا ہی بعض مطلقا کل سازکو حلال کہتے ہین چنانچہ عبارت سے علامۂ عبدالغنی نابلسی حنفی کی معلوم ہوا اور رسیطر سے قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی ارشاد فرماتے ہین در نکاح بضرب دف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم امر فرمودہ و مالک آنرا شرط صحت نکاح گفتہ و چون ضرب دف برای اعلان نکاح حلال یا مستحب باشد دہل و طنبورہ و نقارہ وغیرہ را از دف چہ تفاوت است برای لہو ہمہ حرام ست و برای غرض صحیح ہمہ حلال باشد اعلان نکاح از ہر یک میشود فرق کردن در دف وغیر آن امر یست غیر معقول انتہی ۔ اور بعض حلت کو خاص دف کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہین مگر چونکہ دف اور عود وغیرہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سننا ثابت ہوتا ہی اس وجہ سے قول مسلم اس بارہ مین یہ ہی کہ کل کے کل آلات سماع حرام نہین اور کل کے کل باجے حلال نہین ہین اور حکم انکا بھی جو حلال ہین اختلاف سے نیات کے بدل جاتا ہی جیسا کہ رد المحتار مین ہی آلات لہو بالذات حرام نہین ہین بلکہ قصد لہو سے خواہ قصد سننے والے کا ہو یا بجانے والے کا کیا تم دیکھتے نہین ہو کہ یہ آلات بالذات کبھی حلال

[illegible]

[illegible]

ہوجاتے ہین اور کبھی حرام ہوجاتے ہین نیت کے اختلاف کی وجہ سے اور یہی دلیل ہی ہمارے سرداران مشایخ صوفیہ کے لیے کیونکہ اونکا قصد اسکے سننے مین امور اہم ہوتے ہین تو معترض کو اسکی جرأت نہ ہونا چاہیے کہ اسکا انکار کرے تاکہ برکت سے اونکی محروم نہ ہوا سلیے کہ وہ ہمارے سرداران بزرگ ہین ہمیشہ رکھے اللہ اونکو اونکی امدادون کے ساتھ اور لوٹاتا رہے ہمپر اچھی دعائین اور برکتین اونکی انتہی

فصل سادس اس بیان مین کہ درصورت اباحت سماع آیا اسکی اباحت محض قیاسی ہی یا حضرت شارع کے قول و فعل سے ثابت ہوتی ہی سو افعال سے صاف صاف حلت معلوم ہوتی ہی چنانچہ صحیح بخاری اور سنن نسائی مین حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ میرے پاس حضرت ابوبکر صدیق عید کے دن آئے اور میرے یہان دو چھوکریان گا رہی تھین جو کہ انصار نے بُعاث کے دن کہا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑے کو لپیٹے میٹھے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اونکو منع کیا تو آپ نے اپنا منہ کھولکر فرمایا کہ ای ابوبکر چھوڑ دو انکو اسلیے کہ ہر قوم کے لیے عید ہی اور یہ ہماری عید ہی اور اسی حدیث کو بہت طرق سے بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہی

(حدیث بخاری و نسائی)

اور نسائی نے اسناد صحیح سے اور طبرانی نے کبیر مین روایت کیا ہی کہ ایک عورت خدمت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئی تو آپ نے حضرت عایشہؓ سے ارشاد فرمایا کہ اسکو پہچانتی ہو تو اونھون نے عرض کیا کہ مین نہین جانتی ہون یا نبی اللہ تو آپنے فرمایا کہ یہ فلان قبیلہ کی گانے والی ہی کیا تم اسکا گانا سننا چاہتی ہو تو حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہان تو وہ گانے لگی

(حدیث طبرانی و نسائی)

اور ابن ماجہ نے ثقہ لوگونکے واسطے سے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بار مدینہ کے کسی راستہ مین گذر ہوا اور چھوکریان بنی نجار کی دف بجاتی تھین اور گاتی تھین **شعر** نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِیْ نَجَّارٍ + یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا جانتا ہی کہ مین تم کو بے شبہ دوست رکھتا ہون

(حدیث ابن ماجہ)

اور ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض مغازی سے لوٹے تو آپکی خدمت مین ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا اسنے کہ مین نے نذر کی تھی کہ جب آپ صحیح سلامت واپس ہونگے تو آپکے روبرو دف بجاؤنگی اور گاؤنگی آپنے فرمایا اپنی نذر پوری کر اور بعض روایت مین ہی کہ اُنھون نے گایا **شعر** طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا + مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ + وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا + مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ

(حدیث ابو داؤد)

اور اسی باب مین عبد اللہ ابن عمر سے ابو داؤد نے روایت کی ہی اور عایشہ رضی اللہ عنہا سے فاکہی نے اپنی تاریخ مین بسند صحیح نقل کیا ہی اور حاکم اور نسائی نے روایت کی ہی اور حاکم نے بشرط صحیحین عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہی کہ مین ابو مسعود انصاری کے پاس آیا اور قرظہ

(روایات ابن عمر و عائشہ وغیرہ ابو داؤد)

روایت دارقطنی

ابن کعب وثابت بن قیس اور زید رضی اللہ عنہم بھی بیٹھے تھے اور اونکے نزدیک چھوکریان گا رہی تھین اور دف بجا رہی تھین مین نے کہا کہ آپ لوگ ایسا کرتے ہین اور آپ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اُن تینون نے فرمایا کہ ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی رخصت دی ہی اور اسی حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہی

روایت بخاری

اور الزام دیا ہی شیخین کو اسکی روایت نہ کرنے کا اور بخاری مین حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی کہ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہمنے ایک لڑکی انصار کے ساتھ بیاہ دی تو فرمایا آپ نے کیا تمھارے ساتھ لہو یعنی غنا نہ تھا اسلیے کہ انصار دوست رکھتے ہین غنا کو اسکو بہت سے طرق سے روایت کرتے ہین بلکہ زینب گانیوالی کو ارشاد بھی فرمایا کہ اوسکو ہمراہ کر دیتین بخاری مین حضرت رُبَیّع بنت عفراء رضی اللہ

روایت عبد الرزاق

عنہا سے مروی ہی کہ فرماتے ہین کہ میری شادی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بچھونے پر بیٹھے اور چھوکریان دف بجاتی تھین اور گاتی تھین اُنمین سے ایکنے کہا وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ آپنے فرمایا کہ اس مصرع کو چھوڑ دے اور فرمایا وہی گا جو گاتی تھی اور عبد الرزاق نے بسند صحیح ابن عمر سے روایت کیا ہی کہ تحقیق داؤد علیہ السلام بجاتے تھے اور وحی بالحان پڑھتے تھے اسی سبب سے آنحضرت صلعم نے فرمایا جب ابو موسی کو سنا کہ اُنکو تحقیق مزمار دیا گیا ہی آل داؤد کے مزامیر سے اور اسی طرحسے بکثرت احادیث ہین جنسے حلت بصراحت ثابت ہوتی ہی شروع فصل سے یہانتک یہ سب حدیثین رسالہ ابطال اجماع سے نقل کیگئی ہین بعد اسکے مصنف رسالہ ابطال کہتے ہین کہ احادیث اس باب مین بہت ہین کہتے ہین کہ

عبارت رسالہ ابطال اجماع

انھین حدیثون سے استدلال کیا اون لوگون نے جو دف بجانیکے قائل ہین اور یہی مروی ہی جمہور سے یہان پر ایک شبہ ہوتا ہی کہ احادیث حرمت سماع کی بھی مروی ہوتی ہین تو اوسکے جواب مین اسیقدر کافی ہی کہ وہ یا تو ضعیف ہین یا موضوع یا مطعون اور احادیث حلت کی متواتر اور مشہور اور صحیح ہین اونکا کوئی مقابلہ نہین ہی جیسا کہ مصنف رسالہ ابطال کہتے ہین اور جو روایتین کہ حرمت پر سند لائی جاتی ہین وہ انکے مقابلہ مین

عبارت امتاع ادفوی

کوئی چیز نہین اول تو کل اونمین ضعیف ہین اور بعض موضوع ہین اور اکثر احادیث جو اس بارے مین مذکور ہوئین اونمین نہی آلات ملاہی کی ہی اور جو لوگ جائز کہتے ہین غنا کو تو وہ ان احادیث کا جواب دیتے ہین کہا ادفوی نے امتاع مین جو حدیثین اس باب مین وارد ہوئی ہین اونکو ضعیف کر دیا ہی ظاہریہ اور مالکیہ اور حنابلہ اور شافعیہ نے اور اونسے احتجاج نہین کیا ائمہ اربعہ نے نہ داؤد ظاہری نہ سفیان ثوری نے اور وہ اصل الاصول مجتہدین کے ہین اور اصحاب مذہب متبعہ کے ہین یہان ایک امر قابل غور ہی کہ ائمہ حدیث نے حدیث

عدم احتجاج امام ابو حنیفہ وغیرہ بحدیث حرمت

قول ابو بکر بن عربی

قول شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ

جمع بین الصلوتین فی المدینۃ بغیر مطر و بلا عذر بسند قوی روایت کیا ہی پھر صرف اس وجہ سے کہ ائمہ اربعہ مین سے کسینے اوس حدیث سے احتجاج نہین کیا وہ حدیث باوجود قوت سند کے رد کر دیجاتی ہے چہ جائے کہ احادیث اس باب مین جو ضعیفہ اور موضوعہ ہین متعارض احادیث متواترہ او صحاح کی کیونکر باوجود عدم احتجاج ائمہ اربعہ کے قابل قبول ہو سکتی ہین اور ابو بکر بن عربی اپنی کتاب الاحکام مین ذکر کرتے ہین کہ جتنی احادیث حرمت پر سماع کی ہین سب ضعیف ہین اور سب کا ضعف بالتصریح بیان کیا ہی اور کہا کہ ایک بھی چیز تحریم مین صحت کو نہین پہونچی صاحب رسالہ ابطال کہتے ہین کہ مراد لی او نھون نے اپنے اس کلام سے وہ احادیث جو تحریم غنا مین وارد ہوئین اور آلات لہو مین اور ایسا ہی ابن طاہر نے کہا ہی کہ تحقیق ایک حرف بھی اسمین صحیح نہین اور علاء الدین قونوی شرح تعرف مین فرماتے ہین کہ ابو محمد بن حزم نے کہا کہ اس باب مین کوئی چیز بھی صحت کو نہین پھونچی ہی اور اگر ایک روایت بھی اسمین وارد ہوتی تو سبکے پہلے مین اوسکا قایل ہوتا اور جو کچھ کہ اسمین وارد ہوا ہی وہ سب موضوع ہی پھر قسم کھائی ہی اس بات پر اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج مین تحریر فرمایا ہی دوم طریق محدثین ست وایشان میگویند کہ ثابت نشدہ ست در تحریم آن حدیث صحیح ونص صریح بلکہ ہرچہ وارد شدہ است درین باب از احادیث یا موضوع یا مطعون پھر اب سامنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کون کلام حجت ہو سکتا ہی اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ یہ احادیث گانے بجانے پر صراحتہً دلالت کرتی ہین لیکن جو احادیث مطلقاً شعر کے متعلق وارد ہوئی ہین وہ ہرگز اس قابل نہین کہ اونسے گانا بجانا ثابت کیا جائے۔ اور بے شبہ وہ قابل استدلال نہین نہ کہ یہ احادیث اسی بنا پر صاحب عوارف کا ارشاد ہی کہ جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ آپ نے شعر سنا یہ غنا کے مباح ہونے پر دلالت نہین کرتا ہی کیونکہ شعر ایک کلام منظوم کا نام ہی اور اُسکا مقابل نثر ہی اگر مضمون اچھا ہی تو شعر بھی اچھا اگر وہ بُرا ہی تو یہ بھی بُرا ہی اور ان احادیث سے صرف شعر سننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت نہین ہوتا بلکہ غنا ثابت ہوتا ہی جیسا کہ پوشیدہ نہین ہی۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ مجمع کرنا لوگونکا اور احباب کو جمع کرنا اور اونسے صحبت رکھنا منفرداً جائز ہی اور گانا سننے کا جواز بھی ان احادیث سے اور اوسے ثابت ہی تو اسکی کونسی وجہ ہی کہ جب یہ سب مجتمع ہو جائین تو ناجائز ہو جائین اب اگر یہ خیال کیا جائے کہ ہیئت کذائیہ جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو نہین ہوئی اولا ممنوع ہی اس وجہ سے کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہو گیا ہی کہ آپکے روبرو گانا مع دف وغیرہ کے ہوا اور آپکے ہمراہ اور لوگ بھی تھے اور اگر مان لیا جائے

تواس سے کسی قسم کا قبح لازم نہین آتا ہی اور اگر کوئی منصف مزاج انصاف سے کام لے تو اوسکی نظیر ایسی ہی کہ جیسے کوئی غور کرے کہ لڑکے کتابین بغل مین دبائے اور ایک جگہ کہ جسکو مدرسہ کہتے ہین چلے آرہے ہین اور معلمین حکمت اور منطق کے کتب کا درس دیتے ہین اسکو غور کرے اور پھر دل مین سوچے کہ آیا اس ہیئت سے یہ مدرسہ کبھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے روبرو بھی ہوا ہی اور آیا کبھی ان حضرات نے اس طرح کے مدرسہ کے لیے چندہ کی تحصیل کی ہی اور چندہ ایسے مدارس کے لیے دیا ہی اور سطح دار الاقامۃ اور قواعد قائم کیے ہین - بالضرور انکار کرا وٹھے گا کہ ہرگز ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اصحاب رضی اللہ عنہم کی یہ حالت نہین ہوئی اور اگر اس عمل مین کوئی فضیلت مقصود ہوتی تو یہ حضرات اسکو ہرگز نہ چھوڑتے اگر یہ کہا جائے کہ مدرسہ مین تعلیم امور دینیہ ہوتے ہین اور وہ کام دینی ہی تو اوسکا جواب یا جائیگا کہ مجالس سماع مین تعلیم امور باطنیہ ہوتی ہی اور صوفیہ کا مقصد اس سے اہم کام دینی ہی کہ اوس سے حصول المقصود ہوتا ہی تو پھر کوئی فرق مدرسہ اور خانقاہ مین نہین رہا اب جو جواب مدرسہ سے دیا جائیگا وہی خانقاہ سے ہی شعر

مقصود من از کعبہ و بتخانہ تو بودی
مقصود توئی کعبہ و بتخانہ بہانہ

اب بجز افسوس کے اور کیا ہی اون لوگون پر جو سماع کو بے کسی قید کے حرام کہتے ہین کہ اہل اسلام کو زیبا نہین ہی کہ وہ اپنے نبی کیطرف نسبت کرین ارتکاب حرام کی اسی وجہ سے بعض علمانے ایسے شخص کی نسبت کفر کا فتویٰ دیا ہی جو گانے کو مطلقاً حرام کہتا ہی چنانچہ علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی فرماتے ہین کہ جو شخص سماع کو مطلقا حرام کہے اوسکو لازم آئیگا قائل ہونا اس بات کا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارتکاب کیا حرام کا اور حرام سے راضی ہوے اور جسنے اپنے نبی کیطرف یہ گمان کیا وہ یقینی کافر ہو گیا نصوص سے غنا کا ہونا اور دف کا بجنا روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور شعر اچھی آواز سے سننا ثابت ہی تو ہمکو نہین جائز ہی کہ ہم غنا کو حرام کہین انتہی - اب صاف ظاہر ہی اہل اسلام پر کہ قائل ہونا حرمت سماع کا باوجود احادیث صحیحہ کے کیسا کچھ موجب شومی تقدیر اہل اسلام کا ہی جبکہ مستلزم ہی ایسے کفر سخت کو چنانچہ بعض اکابر کے تجربہ مین آیا ہی کہ حدیث کے انکار سے علمائے ظواہر پر سخت بلائین اور آفتین مثل قحط و جلا و وبا کے خدا کیطرف سے نازل ہوئین سیر الاولیا مین ہی خاص اس سماع کے جھگڑے کے متعلق کہ اوس وقت کے علما سے اور حضرت سلطان المشائخ سے اس امر سماع مین مناظرہ ہوا اور سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے مدعیان حرمت سماع کو ساکت کر دیا احادیث سے مگر علمانے جب حدیثین اونکے روبرو پیش ہوئین

تواونھون نے اونکے سننے سے انکار کیا حضرت سلطان المشایخ کو یہ امر نہایت شاق گذرا اور آپکا براصحاب سے آپنے فرمایا کہ کیا عجب ہی کہ ان لوگون پر جلا وقحط و وبا نازل ہو چنانچہ ویسا ہی ہوا پورا قصہ مباحثہ کا لکھنا تطویل خیال کرکے چھوڑا جاتا ہی صرف وہ عبارت جسکو مقصود سے تعلق ہی یہان پر مذکور ہوتی ہی چنانچہ مرقوم ہی فاما مولانا ضیاء الدین برنی در حیرت نامہ خود می نویسند چون حضرت سلطان المشایخ از محضر مذکور درخانہ آمد بوقت نماز پیشین مرا و مولانا محی الدین کاشانی و امیر خسرو شاعر را طلب فرمودہ چون سعادت پای بوسی حاصل شد گفت کہ دانشمندان دہلی بعداوت وحسد من پر بودند میدان فراغ یافتند و سخنہای پر از عداوت ایشان بسیار گفتند و عجبی امروز معاینہ شد کہ در موضعی حجت احادیث صحیح حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نمی شنوند وہمی گویند کہ در شہر ما عمل بروایت فقہ مقدم ست بر حدیث و اینچنین سخنان کسانی گویندکہ ایشان را بر احادیث حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتقادے نباشد ہر بار کہ حدیث صحیح حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم مذکور می شد بر می آمدند و منع میکردند و می گفتند این حدیث متمسک شافعی ست او دشمن علماے ماست مانمی شنوم ونمی دانم با اعتقادا اند یا نہ کہ بحضور اولی الامر مکابرہ بر می آیند و احادیث حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ اند و او گوید کہ من نمی شنوم و من نمیدانم کہ این چہ روزگارست در آن شہری کہ اینچنین مکابرہ کنند چگونہ آبادان ماند عجب ست کہ خشت خشت نشود بعد از ان بادشاہ و امرا و خلق کہ از قاضی شہر و علماے شہر بشنوند کہ درین شہر عمل بر حدیث نیست چگونہ اعتقاد بر احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم راسخ ماند و از ان وقت باز کہ ایشان روایت کردن حدیث منع کردند من ترسانم کہ شومیت اینچنین بداعتقادی کہ بر علمای شہر معاینہ شد از آسمان بلا و جلا و قحط و وبا بر شہر خواہد بارید از ان بود کہ در چہارم سال ازین ماجرا تمامی علما کہ درین محضر بودہ اند و دیگر علمائے ہم بسبب ایشان در دیوگیر جلا کردند و بیشتری از ان علما در دیوگیر سر نہادند قحطی مہلک و بلائے سخت در شہر پیدا شد چنانچہ تا این غایت این بلا با لکلی دفع نمیشود سبحان اللہ ہر سخنی کہ بر زبان مبارک حضرت سلطان المشایخ گذشتہ بود عین آن معائنہ و مشاہدہ شد واللہ اعلم اس قصہ کو تاریخ فرشتہ والے نے بھی لکھا ہی۔ اب اگر او رمبادی ادلۂ اربعہ مثل کتاب اللہ اور اجماع اور قیاس پر نظر کیجائے تو بھی بنا حلت کی مضبوط اور مستحکم معلوم ہوتی ہی اور حرمت کا مبنی بہت ہی ضعیف ہی گو قرآن سے بھی علما نے حلت بوجہ عموم آیات کے ثابت کی ہی اور ظاہر ہی مگر حرمت بھی اسیطرح بعض آیات سے مفہوم ہوتی ہی

اوسکے علاوہ اجماع کسی فریق کا کتاب اللہ سے نہین ثابت ہوتا اسیوجہ سے ہم اوس سے یہان بحث نہین کرتے اجماع اور قیاس اور آثار صحابہ اور ارشادات اور افعال علما پر جو نظر ڈالی جاتی ہی تب بھی حرمت کا ثبوت نہین ہوتا بلکہ اجماع سے ثبوت حلت کا مطلق سماع کے ہوتا ہی جیسا کہ امام غزالی اپنی بعض تو الیف فقہیہ مین لکھتے ہین اور ابن طاہر نے اجماع صحابہ اور تابعین کا حلت غنا پر نقل کیا ہی اور تاج الفزاری اور ابن قتیبہ اجماع اہل حرمین کو نقل کرتے ہین اور ماوردی کہتے ہین کہ ہمیشہ اہل حجاز اسمین رخصت دیتے آئے افضل دنون مین جنمین ہمکو عبادات کا حکم دیا گیا ہی اور یونس بن عبدالاعلی نے امام شافعی سے سماع کے متعلق دریافت کیا کہ اہل مدینہ ہمکو مباح کہتے ہین تو اونھون نے فرمایا کہ مین نے کسی شخص کو اہل حجاز کے نہین پایا جو سماع کو مکروہ سمجھتا ہی ابن طاہر کہتے ہین کہ غنا مطلقاً سنت ہی اور وہ لوگ بہت کم ہین جو اسکی تحریم کے قائل ہین علاوہ نکاح اور ختنہ کے تقریب مین یعنی ایسی تقاریب مین کوئی بھی حرمت کا قائل نہین جسکا اعتبار کیا جائے رسالہ ابطال دعوی اجماع مین بھی حلت پر سماع کے اجماع نقل کیا ہی اب رہا قیاس تو اوسکی ضرورت اوس جگہ ہوتی ہی جہان ادلۂ ثلثہ سے ثبوت کسی حکم کا ظاہر نہو تو قیاس اونکو ظاہر کر دیا کرتا ہی اور اس مسئلہ سماع مین ایسا نہین اسی وجہ سے اگرچہ قیاس سے علمانے حلت ثابت کی ہی مگر مین اوسکا ذکر کرنا تطویل خیال کرتا ہون گو آثار صحابہ کی بھی یہانپر احتیاج نہین مگر چونکہ ہمارے نزدیک صحابہ کی تقلید واجب ہی بلکہ بعض تابعین کی بھی تو اختصار کے ساتھ اونکے متعلق بھی کچھ ذکر ہو جانا بے محل نہوگا ملا خسرو مرقاۃ الاصول مین لکھتے ہین کہ تقلید صحابہ کی غیر صحابی پر واجب ہی اوس صورت مین جبکہ وہ فعل اونکے زمانے مین شایع ہو نہ اُن امور مین جنمین اونکو اختلاف ہی اور کہا گیا ہی کہ تقلید صحابی کی مطلقا واجب ہی یعنی خواہ صحابی کا قول قیاس سے ادراک کیا جاتا ہو یا نہ ادراک کیا جاتا ہو اسلیے کہ اونکا قول یا تو سننے سے آنحضرتؐ کے ہوگا یا اپنی رائے سے تو اونکی رائے دوسرونکی رائے سے قوت رکھتی ہی اسلیے کہ اُنھون نے دیکھا ہی طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احکام بیان کرنے مین اور دیکھے ہین وہ احوال جنمین نصوص وارد ہوے اور اُن محل کو دیکھا جنمین باعتبار احکام تغیر ہوتا ہی اور اونمین احتیاط و ضبط زیادہ ہی اور کہا گیا ہی کہ اونکی تقلید اون چیزون مین واجب ہی جو قیاس سے نہین ادراک کیے جاتے ہین اور تابعی بھی صحابہ کا ایسا ہی اوسکی بھی بات قبول کیجائیگی اگر اوسکا فتوی دینا صحابہ کے زمانے مین ظاہر ہو گیا ہو اور جو کچھ اختلاف ہی وجوب تقلید مین ہی جواز تقلید مین کسی قسم کا اختلاف نہین ہی چنانچہ صحابہ اور تابعین جنکا فتوی زمانۂ صحابہ مین جاری تھا جنکی تقلید ہمپر کیا بلکہ ہمارے امام ہمارے پیشوا امام اعظم ابو حنیفہؒ پر بھی ضروری ہی اور اونکا اصول ہی

کہ قول صحابی پر ہم اپنی قیاس کو مقدم نہ کرینگے اونمین سے جنکا سماع ثابت ہی یہان بطور سند کے تھوڑے نام
لکھے جاتے ہین اگرچہ ایک ایک انمین ایسا ہی کہ بالانفراد سند ہی حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت
عثمان غنی حضرت علی مرتضی حضرت ابو عبیدہ بن الجراح حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عبدالرحمن بن
عوف حضرت زبیر ابن العوام یہ عشرہ مبشرہ مین سے ہین حضرت عقبہ بن عمر انصاری حضرت بلال حضرت
عبداللہ بن ارقم حضرت اسامہ ابن زید حضرت حمزہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عبداللہ
ابن عمر حضرت براء ابن مالک حضرت قرضہ بن کعب حضرت معاویہ حضرت خوات بن جبیر حضرت رباع بن
معترف حضرت نعمان بن بشیر حضرت حسان بن ثابت حضرت مغیرہ بن شعبہ حضرت عایشہ حضرت ربیع بنت عفراء
رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور تابعین مین سے حضرت عامر شعبی حضرت عبداللہ بن معتمر بن عتیق حضرت
سعید بن مسیب حضرت عبدالرحمن بن حسان حضرت قاضی شریح جنکا فتوی صحابہ کے زمانے مین نافذ تھا حضرت
عطا بن ابی رباح حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہم اللہ تعالی علیہم اجمعین یہ سب جلۂ تابعین مین سے ہین اور غیر تابعین
مین بہت سے علماے ظاہری و باطنی زمانہ سے حضرات تابعین کے ابتک ایسے ہوتے چلے آئے ہین جنسے گانا
سننا ثابت ہوتا ہی اونمین سے ہم بعض قلیل جماعت کو یہان تحریر کرتے ہین گو ہر ایک ایسا ہی کہ قابل سند ہی جیسے حضرت
عبدالملک بن جریج حضرت امام جعفر صادق حضرت ابراہیم بن سعد زہری حضرت ابو بکر بن مجاہد حضرت حاکم بن
ربیع حضرت شہاب الدین سہروردی فرماتے ہین سماع کا منکر یا تو سنت نبوی اور آثار صحابہ سے واقف نہین یا طبیعت
مین اوسکی بالکل ذوق نہین سماع ایک گروہ سے صحابہ اور تابعین کے مروی ہوا ہی علامہ شیخ ابوطالب مکی کا قول
ہی کہ اگر ہم سماع والون پر طعن کرین تو ستر صدیق پر ہمنے طعن کیا یعنی صدیقین سماع سنتے چلے آئے ہین امام احمد غزالی
فرماتے ہین اباحت دف اور غنا مین احادیث مشہورہ ہین تو جو اونکا انکار کریگا وہ فاسق ہوجائیگا اور جس نے
امام اعظم کے قول و فعل کو فعل پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ترجیح دے وہ بیشک کافر ہوجائیگا طاہر وراق کہ ایک
اہل علم و فضل سے ہین کہتے ہین کہ مین جدہ کی جامع مسجد مین معتکف تھا ایک دن ایک گروہ کو مین نے دیکھا کہ مسجد
جامع کے ایک گوشہ مین قوالی کرتے اور سنتے ہین تو مین نے اوسکو برا جانا اور کہا دل مین کہ خدا کے
گھر مین یہ شعر پڑھتے ہین دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسی گوشہ مین تشریف فرما ہین اور حضرت
ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک پہلو مین اونکے ہین اور ابو بکر کچھ گاتے ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھونکو سینہ پر
رکھتے ہین جیسے کسی کو حال آئے تو مین نے اپنے دل مین کہا کہ مجھکو کیا ہوگیا ہی جو مین ان لوگون پر انکار کرتا ہون

سماع صحابہ

سماع تابعین

قول حضرت شہاب الدین سہروردی

قول شیخ ابوطالب مکی و امام احمد غزالی

حکایت طاہر وراق

جوگانا سنتے ہین حالانکہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہین اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پہلومین ہین تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف التفات فرماکر فرمایا ھذا حق یحق یا حق من حق اور حضرت
ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ عارفین کہتے ہین کہ سماع سننے والونکے لیے ایسا ہی جیساکہ زمزم کا
پانی پینے والونکے لیے اور حدیث مین ہے کہ ثواب اعمال کا نیات کیوجہ سے ہوا کرتا ہے اور ہر شخص کیلیئے وہی ہے جو
۱۲ مصحح نیت کرے اور ایسے ہی تمام مباحات مین ہے اسلیئے کہ وہ حسنات اور سیئات ہو جاتے ہین بحسب اختلاف
نیات اور مختلف حالات کیوجہ سے انتہی اور حضرات صوفیہ کثرہم اللہ باوجود انواع اقسام کے ریاضات اور
مجاہدات کے برابر سماع سنتے چلے آئے چنانچہ لطائف مین ہے این فقیر مدت سی سال در تحت قبہ نیلگون و زیر
گنبد گردون بکار وار گردیدہ و بملازمت اکابر روزگار رسیدہ و از بزم نعمت الیشان جرعہ چشیدہ و خلعت ہمت
و نعمت این خوب کیشان در بر کشیدہ ہیچکس از طائفہ بے سماع نیافتہ و ہمہ این اشتغال داشتند اگرچہ بعض اکابر
و برخی اماثر بے سماع ہم بودند ولیکن انکار نداشتند و از مشائخ ماتقدم حضرت سید الطائفہ و ابوبکر شبلی و معروف
کرخی و سری سقطی و بایزید و ابوسعید ابی الخیر و عبداللہ ضعیف و حاجی شریف و عزیزانی کہ در تذکرۃ الاولیا
مذکور اند و بزرگانی کہ در طبقات الاصفیا مسطور اکثر ازانہا صاحب سماع بودہ اند و از مشائخ ماتاخر حضرت
شیخ فریدالدین و قاضی حمیدالدین و خواجہ قطب الدین و شیخ نظام الدین در روایات صحیحہ کہ از الیشان رسیدہ
معلوم شدہ کہ ہمہ تواجد کردہ اند و رقص فرمودہ پس ہر کہ سماع را منکر باشد و حرام گوید پس گفتہ باشد کہ
این ہمہ اولیا ارتکاب حرام کردہ باشند و این سخن از عداوت بود و من عادولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ
با حق تعالی حرب کردہ باشند۔ اور غایت تعجب تو اون حضرات سے ہے جو کسی سلسلہ مین بیعت رکھتے ہین
اور اکابر اوس سلسلہ کے سماع سنتے چلے آئے ہین اور پھر اوسکو یہ حضرات حرام کہتے ہین تو اس سے لازم
آتا ہے کہ اکابر سلسلہ نے حرام کیا ہے اور جو حرام کا مرتکب ہو تو وہ فاسق ہے اور فاسق کی بیعت درست نہین
پس معلوم نہین کہ کسطرح سے اپنے کو اونکے سلسلہ مین داخل سمجھتے ہین اور داخل ہوتے ہین اور سیر الاولیا مین
ہے سلطان المشائخ در باب سماع فرمود کہ سکہ سمع درین شہر قاضی حمیدالدین ناگوری نشاندہ رحمۃ اللہ
علیہ رحمۃ واسعۃ و قاضی منہاج الدین جرجانی چون قاضی شد و صاحب سماع بود این کار استقامت گرفت
اور سیر الاولیا مین قاضی حمیدالدین ناگوری کے قصص اسطرح لکھے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانے کے
بعض علمائے متقشفین نے انکار کیا تو اونکو مباحثہ مین قاضی صاحب کے یہان خود سماع سننے کی نوبت آئی

یاکھ سے کم ترک انکار کیا اور ایک مقام مین اسی کتاب مین ہی اما حق تعالی قاضی حمید الدین ناگوری را عشقی کامل و
علمی وافر کرامتی ظاہر دادہ بود باین وجہ صدر جہان آن وقت قاضی منہاج الدین جرجانی کہ در علم و فضل و لطائف
طبع مثلی نداشت صاحب سماع بود می شنید چنانکہ شمۂ از آن حالت در نکتۂ اہل سماع تحریر یافتہ ہست مدعیان آن وقت
را جائے در آمدن و سخنی گفتن در باب سماع نماند فاما چون آفتاب دولت و کرامت و عظمت حضرت سلطان المشائخ بر
جہانیان طالع گشت و شوق سماع در علما و فضلا و صدور و اکابر و وضیع و شریف دور و نزدیک کہ در جبلت ایشان
چاشنی عشق نہادہ بودند رسید و غلغلۂ در عالم افتاد و ولولۂ عشق وی دلہای ایشان جنبید و کار عاشق و عشقبازی
و سماع در جہان از سر تازہ شد و عالم بوستانی گشت انتہی اسیطرح سے اگر سیر الاولیا کے کتب دیکھے جائین تو معلوم ہوتا ہی کہ
حضرات صوفیہ مین یہ سنت ہمیشہ سے جاری ہی اور اسمین اونکو طرح طرح کے کوائف اور حالات ظاہر ہوتے
ہین کبھین حضوری جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی ہی گاہ اونکو وصال حقیقی معشوق حقیقی کا نصیب ہوتا ہی
کبھی وہ حالتین جو برسونکی عبادات اور ریاضات مین میسر نہین ہوتین سماع مین اونکو لحظہ بھر مین حاصل ہوجاتے
ہین تفصیل اسکی بھی کتب صوفیہ سے ظاہر ہوتی ہی خاص کرکے مسئلۂ سماع کو لطائف اور سیر الاولیا مین بہت
بسط سے لکھا ہی جسکو تحقیق سے دیکھنا ہو وہ ملاحظہ کرلے مختصر اون کوائف کے متعلق بھی تتمیم فائدے کی وجہ سے ذکر
ہوتا ہی وہ حضرات جنکو رویت حضرت رسالت پناہی سماع مین نصیب ہوئے بہت حضرات ہین منجملہ اونکے حضرت
مولوی عبدالاعلی فرزند اکبر مولانا بحر العلوم عبدالعلی محمد قدس سرہما اپنے شیخ حضرت شاہ شاکر اللہ صاحب قدس سرہ
کے قصہ مین فرماتے ہین مولوی نظام الدین اشغال ارشاد فرمود شیخ قدس سرہ مشغول بوے شد حالت ذوق
و شوق پیدا کرد از ماسوی در گذشت و صحرا گرفت در ہفتہ یک دو دفعہ آمدہ بجناب مرشد انچہ مکشوف می شد
گذارش می نمود وانچہ ضروری بود تعلیم می شد تا کہ بمرتبہ رسید کہ کشف حقایق شد آنوقت درخواست بعیت کرد
فرمود کہ چندی در خدمت شاہ مقیم باشید ویرا قوت بدنی بسیار ست اکثر اشغال موقوف بر قوت ست و مرا ضعف
بدنی بسیار ست ازین تعلیم نمیشود چندین بخدمت شاہ مقیم معین ماند و اشغال تلقین شد بعدہ بخدمت استاد
ظاہر و باطن آمد درخواست بعیت نمود فرمود کہ قسمت شما نزد سید اسمعیل ست و سید قدس سرہ اکثر سرود و رقص
زنان و امردان مشغول بود لہذا قدس سرہ از وی انکار میداشت لیکن بموجب فرمودۂ استاد بحضور وی رفت
و در دائرۂ خانقاہ وی استقامت نمود و باشغال مشغول بود و در مجلس رقص حاضر نمی شد کسی بحضور سید اظہار
نمود کہ وی انکار میکند سید وی را طلب کرد و در مجلس داخل شد آنجا نہ رقص یافت نہ اہل رقص مجلس دید کہ رسول خدا

قصہ حضرت شاہ شاکر اللہ صاحب

مع اصحاب و دیگر اولیا نشستہ اند شیخ نشستہ بعد چندے سید برخاست بخانہ متوجہ شد شیخ لپس او شد تا بدروازہ
خانہ رسید سید فرمودہ چہ دیدند شیخ عرض نمود کہ فی الواقع این تصرف سید ست از یاران دور ست امید کہ از مجلس
رقص بندہ را معاف دارند فرمود بہتر باز گاہی در مجلس یاد نہ فرمودہ شیخ را اعتقاد کلی حاصل گشت مشرف بہ بیعت
شد بکمال رسید کہ خلیفہ پیر خود شد و شیخ را از ارواح نظام الدین گنجوی و مخدوم اشرف جہانگیر استفادہ و اجازت
بود و از اولیاے دیگر بسیار فائدہ بود لیکن اجازت نہ بود پس قول شیخ ما در سماع مثل قول شاہ محمد اسحق است
علیہ الرحمہ چون شیخ بکمال رسید از سماع نفرت میکرد بلکہ بارادہ نشنند و شیخ عبدالحق دہلوی در ترجمہ مشکوۃ شریف
یا مدارج النبوۃ مینویسد کہ ائمہ ثلثہ را نفرت از سماع نبود و احمد حنبل و ابوحنیفہ و از زبان والد ماجد شنیدہ ام کہ
میفرمود کہ صاحب فتوحات میگوید سماع اگرچہ مباح ست لیکن ضرر رسیدار دچہ خاصۂ ویست کہ مستمع را شوق ہر چیز
کہ میباشد آنرا زیادہ میکند اگر متوجہ بلہو باشد پس زیادہ میشود اگر متوجہ شوق ست شوق زیادہ میشود لیکن از سماع
عادت میشود کہ یاد حق بدون نمی شود پس احتراز و اختیار منتہی را مساوات پس وی را لغو ست و عیب پس احتراز ازین
اولی فقیر میگوید کہ آواز حسن بالخاصہ دل را سوی خود متوجہ میکند خصوصا در صورت حسن پس از کسی کہ دل وی باختیار
خود باشد وی را مباح و اگر باختیار خود نباشد و متوجہ سوے حق مروی را واجب و اگر متوجہ سوے سماع ست وی بی اختیار شدہ ہمہ را فراموش میکند
حتی کہ خالق و مخلوق را پس وی را حرام پس اصل سماع موقوف بر حال مستمع ست اور یہی قصہ حضرت شاہ شاکر اللہ
قدس سرہ کا ملفوظ مین حضرت شاہ نجات اللہ قدس سرہ کے بھی مرقوم ہی اور چونکہ بر سبیل تذکرہ حضرت شاہ
اسحق خانصاحب کیطرف بھی اشارہ اس عبارت مین ہوا ہی اس وجہ سے اونکے قصہ کو بھی لکھتا ہون مناقب رزاقیہ
مین حضرت اوستاذ الاساتذہ ملا نظام الملۃ والدین قدس سرہ تحریر فرماتے ہین روزے پیش حضرت شیخ
قدس سرہ یعنی حضرت قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین سیدنا سید شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس سرہ العزیز مطربان
بغنا بیتی میگفتند و حضرت شیخ قدس سرہ در حال حسن بود بندہ در گاہ از محمد اسحق گفت میل بسرود داری وی در مسجد
نشستہ بود گفت خبر میدہد کہ حضرت شیخ قدس سرہ را میرسد کہ بشنود او کامل الوجود ست ترا نمی رسد تو ناقص ہستی
مولانا عبدالاعلی ابن بحر العلوم قدس سرہ اس قصہ کی شرح مین تحریر فرماتے ہین فرقۂ نقشبندیہ از صوفیہ سوی حرمت
وی رفتہ مگر در عیدین و جہاد و نکاح و سرود ہمسایہ و چشتیہ از فرقۂ صوفیہ سوے وجوب وی رفتہ مشروط کردہ اند
کہ مغنی و مستمع امرد نباشد و ذوق الٰہی داشتہ باشد مولانا عبدالاعلی کے اس عبارت سے سمجھا جاتا ہی کہ حضرات
نقشبندیہ کے نزدیک سماع حرام ہی لیکن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تصریح سے ظاہر ہوتا ہے

کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کے نزدیک سماع حرام نہین ہی عبارت قاضی صاحب کی یہ ہی حضرت خواجہ خواجگان عالیشان خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ فرمود در حق سماع کہ نہ انکار میکنم و نہ این کار میکنم چونکہ بنا طریقۂ ایشان برکمال اتباع سنت ست ویقین ست کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وصحابۂ کرام را سماع معمول نبود لہذا فرمود کہ نہ این کار میکنم وچون حرمت سماع نزد ایشان ثابت نہ بود لہذا فرمود نہ انکار میکنم اگر حرام میداشتند البتہ انکار میفرمودند ونہی از منکر میفرمودند مراد قاضی صاحب کی یہ ہی کہ جس لیے صوفیہ نے سماع کو معمول کرلیا ہی یعنی اپنے شوق وذوق کو بڑہاتے ہین اسیطرح صحابۂ کرام نے چونکہ شوق وذوق کمال درجہ پر تھا سماع سننے کا معمول نہین کیا؟ کیونکہ اونکو ضرورت نہ تھی ورنہ مطلق سماع کا سننا ثابت ہی اور پھر تھوڑے فاصلے پر مولانا عبد الاعلی لکھتے ہین اما کاملان کہ بعید از شہوات نفسانی وبعید از غفلت الٰہی اند ہمہ چیز را مظہر وی بینند مباح ست وگاہی کامل را از سمع اسرار عجائب ومطالب غرائب ذوقی پیدا میشود کہ لا عین رأت ولا اذن سمعت پس بعضے بزرگان در سرود وجد میکنند واز حرکات ضرری بوی نمی رسد وقتیکہ سرود موقوف میشود حالت میرود پس ویرا سماع ضرور وطعن برآنہا خالی از تعصب نیست جسطرح سے حضرت شاہ شاکر اللہ صاحب کو اولاً انکار سماع سے تھا اوسکے بعد جب رتبۂ کمال کو پہونچے تو وہ انکار جاتا رہا بلکہ خود سماع کی محفل کرتے تھے جیساکہ حضرت مولوی عبد الاعلی قدس سرہٗ کی تحریر سے معلوم ہوا اسیطرح حضرت قاضی ارتضی علیخان نے فوائد سعدیہ مین حضرت شاہ نظام الدین عرف اللہ دیلی قدس سرہ کے احوال مین لکھا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اولاً شاہ اللہ دیلی قدس سرہ کو انکار سماع سے تھا مگر بہ تصرف حضرت شاہ عبد الصمد صفی قدس سرہ وہ انکار اونکا جاتا رہا بلکہ ہر وقت سماع مین مصروف رہتے تھے چنانچہ قصتہ یہ ہی روزیکہ آنحضرت آمدہ مشرف پای بوس حضرت شاہ صفی شد مجلس عرس حضرت مخدوم بود شیخ فرمود کہ شما مجلس عرس حاضر شوید وی عذر کرد کہ آنجا محفل سرود وسماع ست درین بدعت حاضر شدن نمی توانم شیخ فرمود کہ من پیش پیش رفتہ سرودیان را منع میکنم شما از عقب من بیائید وخود رفتہ از تغنی قوالان را منع ساخت آنہا آلات سرود را گذاشتہ بیک کنار شدند دہل وتنبورہ خود بخود نوازیدن گرفت حضرت سید بمعاینۂ اینحال بیہوش شدہ افتاد واصلا از ماسوی خبری نداشت اور جو لوگ سماع مین واصل بحق ہوگئے ہین وہ بھی بہت حضرات ہین کتب صوفیہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہی چنانچہ صاحب لطائف فرماتے ہین بسیاری از مشائخ متقدمین وکبرای متاخرین در حالت سماع جان دادہ اند چنانکہ حضرت قطب الدین بختیار اوشی در سماع این بیت جان بحق سپردہ اند ورخت سفر بصحرای وصول بردہ بیت کشتگان خنجر تسلیم را ✦ ہر زمان از غیب جانی دیگرست ✦ واز متقدمان بسیار اند

جو لوگ سماع مین واصل بحق ہوے

کہ در سماع جان بجان دار داده اند کہ تفصیل گفتہ آید چنانچہ در طبقات صوفیہ آورده اند کہ خواجہ صوفیہ ذوالنون مصری
وشبلی و خراز و نوری و دراج قدس اللہ ارواحہم ہمہ در سماع رفتہ اند سہ تن از ایشان سہ روز زیستند باقی
در ہمان دم بدوست تسلیم کردند و غیر ایشان از مشایخ و مریدان در سماع رفتہ اند بعد اسکے قصے صاحب لطائف
نے لکھے ہین منجملہ اوسکے حضرت قاضی ارتضی علیخان صاحب نے فوائد سعدیہ مین حضرت ابوالفتح فرزند حضرت
شاہ اللہ دیا قدس سرہ کا قصہ تحریر فرمایا ہی جو مانند قصہ حضرت قطب الدین بختیار اوشی کے ہی تحریر کرتے ہین

عبارت لطائف

ابوالفتح قدس سرہ فرزند آنحضرت بسیار بزرگ و صاحب کشف و کمال و اہل وجد و حال بود گویند کہ در مجلس
عرس والد ماجد وی قوالان این بیت می سرائیدند **بیت** جان بجانان ده وگرنہ از تو بستاند اجل * خود تو
منصف باش اے دل آن نکو یا این نکو * او را کمال ذوق در گرفت و بی اختیار بزبان راند کہ این نکو این نکو
دادم دادم و جان بجانان سپرده بریاض رضوان خرامید مزارش در روضہ والد ماجد خود ست آب ہا یہ کہ او نکو
وہ کوائف سماع مین حاصل ہوتے ہین جو دوسری اوقات مین نہین ہوتے لطائف مین ہی حضرت قدوة الکبری

عبارت سیر الاولیا

میفرمودند حالتی کہ عارف را در سماع دست دہد وقتیکہ سالک را در استماع نصیب گردد از صد چلہ حاصل نشود
و از ریاضات شدیده وصل نبود و کدام لذتی زیاده ازین بود کہ در ذوق آن شراب وصول جان میدہد
از شوق جو سیراب وصول کردند اور سیر الاولیا مین ہی احوالیکہ در سماع پیدا میشود حضرت سلطان المشایخ

عبارت تنقیح حامدیہ

قدس سرہ میفرمود این بر سہ قسم ست انوار ست و احوال ست و آثار ست و آن از سہ عالم نازل میشود و آن
سہ عالم ملک و ملکوت و ما بینہما جبروت یعنی در حالت سماع انوار لازم می شود از عالم ملکوت بر ارواح بعد ازان
در دل پیدا آید آنرا احوال گویند آن احوال از عالم جبروت ست بر قلوب بعد ازان برکت ظاہر میشود کہ آن را
آثار گویند آن از عالم ملک ست اور بہی اندنون کتابون مین بہت سے کوائف لکھے ہین شایق کو چاہیے
کہ ان کتابون کو ملاحظہ کرے تنقیح فتاوی حامدیہ مین علامہ مصلح الدین لاری سے کلام دوانی کا جو شرح ہیاکل
مین ہی نقل کیا ہی کہ انسانکو قابلیت حرکات عبادیہ کی ہی جسکو شرع نے مقرر کردیا ہی واسطے شوارق قدسیہ
بلکہ محققین اہل تجرید سے اپنے دلونمین طرب قدسی مشاہده کرتے ہین اور رقص کرنے لگتے ہین اور تالیان بجانے
لگتے ہین اور پہرنے لگتے ہین اور ان حرکات کی وجہ سے قابلیت حاصل کرتے ہین اور انوار کی یہانتک حالت
اونکی کسی وجہ سے جاتی رہتی ہی جیسا کہ سالکونکا اسپر تجربہ ہی اور یہی سر ہی سماع کا اور اصل باعث ہی اسکے وضع
کرنیکا یہانتک بعض اعیان نے اس طائفہ کے کہا ہی کہ سالکین کے لیے وه اسرار ظاہر ہوتے ہین جو جلوتمین

ظاہر نہین ہوتے ہین انتہی حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہین جیساکہ اونکی ملفوظ مین ہی حکمت درین آنست کہ در وقت استماع نغمہ طبیعت ساکن و بر جای خود میباشد لاجرم روح و ادراک معانی بیشتر میرسد محبوب آنہا معانی ست و نغمہ امثال ذیور آن میدانند و الا بنفس نغمہ مبتلا نیستند **فایدہ** یہ حضرات صوفیہ چونکہ اپنے نفوس کو بالکل مرتاض کر لیتے ہین اسوجہ سے انکی طرف گمان تصنع و ریا کا نہین ہوتا ہی اور اونکے آداب اور اتباع کا لحاظ ہمیشہ سے علما کو رہا چنانچہ ہمارے زمانے تک جو اکابر تھے باوجودیکہ گانا نہین سنتے تھے مگر حضرات صوفیہ کے آداب و اتباع کا پاس و لحاظ رکھتے تھے چنانچہ ثقات سے سنا گیا ہی کہ حضرت مولانا فضل الرحمن قدس سرہ وارد لکھنو ہوے اور رکارسے والی مسجد واقع محمود نگر مین بیٹھے وضو کر رہے تھے عبد الرحمن خانصاحب مالک مطبع نظامی نے اونسے کہا کہ حضرت محبوب الہی نظام الدین قدس سرہ گانا بہت سنتے تھے آپنے خانصاحب کی طرف پلٹ کرکے فرمایا کہ میان یہ وہ حضرات ہین گانا سننا تو کیا اگر ہمسے کہین کہ ناچو تو ہم ناچنے لگین واللہ اعلم **تنبیہ** حضرات مشایخ کرام بطریق تنزل کے ایک جواب منکرین سماع کو دیتے ہین کہ ہمارے مشایخ کی سنت ہی ہم اسکو ترک نہ کرینگے چنانچہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہ فرماتے ہین جواب آخر ما در مقابلہ منکران سماع و مواجہ مدعیان استماع این ست کہ سنت پیران ماست و ما می شنوم و از ین کار در انکار باشید ابیات دنیا طلبا جہان بکامت بادا ؛ این جیفۂ مردار بدامت بادا ؛ گفتی کہ بنزد من حرام است سماع ؛ گر بر تو حرام ست حرامت بادا ؛ ظاہر ہی کہ جواب نہین ہی بلکہ خصم مجادل سے بحث کا ترک کرنا ہی واللہ اعلم

فصل سابع اس بیان مین کہ درصورت اباحت اسکے لیے کچھ شرائط و موانع ہین یا نہین اور ہمارے زمانہ مین آیا وہ شرائط پائے جاتے ہین یا موانع موجود ہین اولاً یہ جاننا چاہیے کہ چونکہ دار و مدار تمام اعمال کا نیت پر ہی اور اختلاف نیت سے احکام بدل جاتے ہین اسیوجہ سے بہت سے مسائل ہین کہ جنکے لیے فقہانے مختلف حالتون مین مختلف حکم ثابت کیے ہین جیسے نکاح مثلاً کبھی حرام ہوتا ہی اور کبھی حلت کا حکم ثابت ہوتا ہی کبھی مکروہ کبھی مباح کبھی سنت کبھی واجب لیکن ان مختلف احکام مین ایک حکم ایسا بھی ہی کہ جو اوسکے لیے بالذات ثابت ہوتا ہی کسی دوسرے امر کا اعتبار نہین ہوتا ہی چنانچہ اسی نکاح کے لیے حکم حلت کا ثابت ہے اور یہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر تا ایندم حلال رہا تو اور جتنے احکام اسکے لیے ثابت ہین وہ دوسرے امور کے لحاظ سے ہین تو بعض امور متعلق نکاح کرنیوالے کے ہین بعض اوقات نکاح کے مثلاً ذی رحم محرمہ کے ساتھ یا موطوئۃ الاب کے ساتھ نکاح کرے تو یہ حرام ہی اسیطرح سے زمانہ عدت بائنہ مین نکاح حرام ہی اور اسیطرح سے

قول مولانا فضل الرحمن رح

نماز ہی کہ اخلاص نیت کے ساتھ فرض بھی ہی واجب بھی ہی سنت بھی ہی نفل بھی ہی کبھی مکروہ کبھی حرام بھی ہوتی ہی مثلاً حالت جنابت مین نماز پڑھنا حرام اوقات مکروہ مین نماز مکروہ ہی اور اسمین بھی اگر غور کیا جائے تو اوقات کا بھی لحاظ ہی نماز پڑھنے والیکا بھی اعتبار ہی جگہ کا بھی خیال ہی نماز پڑھنے والا طاہر ہو وقت مکروہ نہو جگہ غصب کی نہ ہو اسیطرح محض نیت ہی پر کہین حکم بالکل بدل جاتا ہی کسی دوسرے امر کا لحاظ نہین مثلاً جنب ہی کہ اگر بسم اللہ الرحمن الرحیم بہ نیت دعا کی پڑھے تو جائز ہی اگر بہ نیت تلاوت کے کہے تو ناجائز ہی اسیطرح جیسے بہت سے ایسے مسائل ہین اسمین بھی کوئی شک نہین کہ کل یہ افعال فی نفسہ حلال موجب فضیلت ہین حاصل یہ ہی کہ مسائل شرعیہ کے لیے دو قسم کے حکم ثابت ہوتے ہین ایک تو بلحاظ اونکی ذات کے اور دوسرے بلحاظ غیر کے چنانچہ مولانا نظام الملۃ والدین قدس سرہ فرماتے ہین وگاہ باشد کہ مباح بعارض ممنوع میشود چنانچہ نکاح آنکس کہ حاجب نہ ذکر خدا باشد چنانچہ از نفقہ وکسوت وسکنی عاجز باشد پس بعد نکاح در کسب آنہا مشغول پس آن خلوات از دست رفت ہمچنین سرود ست کہ ہر چند اکثری علما بوی رفتہ چون اشعار ہندیہ مشتمل بہ عشق مجازی کہ متعلق بہ نساء و امارد است و آنگاہ کہ فسقہ را ذوقی مبعد از جناب الٰہی باشد بیا باشد پس ہمچنین سرود ہمچنین مردم را مباح نباشد اب یہ بھی جان لینا چاہیے کہ جب مطلقاً اوس مسئلے کے متعلق دریافت کیا جاتا ہی تو وہی حکم بیان کیا جاتا ہی جو اوسکے لیے ذاتی ہی اور اگر قرینہ خارجیہ ایسا ہو جسکی وجہ سے معلوم ہو جائے کہ پوچھنے والیکا مقصود حکم ذاتی نہین تو جیسا حکم اوسکے لیے باعتبار اوس قرینہ کے ثابت ہوگا وہی بیان کیا جائیگا جب آپکے ذہن نشین ہو گیا تو اب ہم کہتے ہین کہ مسئلہ سماع کا بھی ایسا ہی ہی کہ اوسکے لیے حرمت کا حکم بھی ہی اور کراہت کا بھی اور اباحت کا بھی اور استحباب کا بھی ہی اور بعض صور تونمین سنت بھی ہی اور بعض کہتے ہین کہ واجب بھی ہی لیکن اب اختلاف ہی تو اسمین ہی کہ آیا حکم ذاتی سماع کے لیے ان احکام مین سے کون حکم ہی کہ جو مطلقاً سماع کے اوپر بولا جائے بے کسی دوسرے اعتبار کے جہانتک غور کیا جاتا ہی اور عبارات فقہا اور احادیث پر نظر کیجاتی ہی تو یہی ظاہر ہوتا ہی کہ سماع کے لیے حکم اباحت ذاتاً ثابت ہی اور جتنے احکام اوسکے لیے ثابت کیے جاتے ہین وہ غیر کے اعتبار سے ہین اب اباحت سماع کے لیے ثابت رہیگی جب تک وہ امر نہ پایا جائے جس سے اوسکا حکم بدل جاتا ہی یہان پر اسکا ذکر بھی کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ یہ جتنے احکام ہمنے سماع کے لیے ثابت کیے ہین وہ ہمارے دلی منصوبے نہین ہین بلکہ علما کی عبارات سے معلوم ہوے ہین جیسا کہ حضرت ملا علی قاری حنفی فرماتے ہین کہ غنا کی تین قسمین ہین ایک قسم

جو خالی ہو آلات محرمہ سے تو جمہور اوسکی اباحت کے قائل ہین بغیر کراہت کے اور دوسری جگہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ علمانے غنا کی تقسیم کی ہی مباح اور مستحب کیطرف اور کہا ہی امام غزالی نے کہ جبس سماع سے حالات حسنہ کو جنبش ہوا مور آخرت کے لیے تو وہ سماع مندوب ہی اور جندی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہی کہ سماع کے مسئلہ مین لوگونکی تین قسمین ہین عوام اور زہاد اور عارف لوگ لیکن عوام تو اونکو حرام ہی بوجہ خواہشات نفسانی باقی رہنے کے اور زہاد کو مباح ہی کہ اونکو مجاہدات اوسکی وجہ سے حاصل ہوتے ہین لیکن ہمارے اصحاب کے لیے مستحب ہی اور اسی مذہب کے قائل ابوطالب مکی ہوگئے ہین اور پھر اسکے بعد ملا علی قاری حنفی لکھتے ہین کیا اچھا قول ہی ابن حزم کا کہ جسنے نیت کی سماع اور غنا مین قلب کے فرحت حاصل ہونیکی تاکہ طاعت پر خدا کی قوت حاصل ہو تو وہ مطیع ہی اور جسنے نیت نہین کی نہ طاعت کی نہ معصیت کی تو وہ لغو ہی اور اوسکو معاف ہی جیسے لوگو نکو باغون مین جانا یا دروازون پر بیٹھنا تفریح کیلیے اور بعد اسکے اپنا قول لکھتے ہین کہ لائق ہی کہ مقید کیا جائے یہ قول اوس صورت کے ساتھ جبکہ قول مباح سے سماع ہو لیکن جسوقت کہ اوسمین ایسے اشعار ہون جنمین صفت اجنبی معروف عورت کی کیگئی ہو تو وہ سماع حرام ہی تمام علماکے نزدیک بخلاف اوس صورت کے جسمین وصف ایسی عورتونکا ہو جو معروف نہون تو اوسمین اختلاف ہی اور احوط عدم جواز ہی اور اشعار مباح پر محمول کیا جائے جو عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہوا ہی کہ وہ اپنی لونڈیون سے غنا سنتے تھے انتہی دستور القضاۃ سے لطائف مین منقول ہی کہ سماع کبھی حرام ہوتا ہی اور کبھی مباح ہوتا ہی اور کبھی مندوب ہوتا ہی اور کبھی مکروہ اور فتاوی خیریہ مین لکھا ہی شیخ عز الدین عبد السلام سے پوچھا گیا سماع کے مسئلہ کے متعلق جو کہ اس زمانے مین محافل مین ہوتا ہی تو اونھون نے جواب دیا کہ جبس سماع سے اچھے احوال جوش زن ہوتے ہین اور یاد آخرت ہوتی ہی تو وہ سماع مستحب ہی اور قواعد کبری مین ہی ذکر سماع کے نزدیک جسکو سماع سے خواہش مباح کی ہوتی ہی جیسے عشق اپنی زوجہ یا لونڈی کا تو اوسکو سماع مباح ہی کوئی حرج نہین اور جسکو حرام کی خواہش ہوتی ہی اوسکے لیے سماع حرام ہی اور جو شخص کہتا ہی کہ مجکو کوئی بھی بات نہین ہوتی تو اوسکو سماع مکروہ ہی اور حرام نہین ہی تو جس شخص نے اوسکی تحریم کا یقین کیا تو اوسنے خطا کی انتہی اور علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی فرماتے ہین سماع کی تین قسمین ہین ایک تو حرام محض اکثر لوگونکے لیے حرام ہی جیسے جوان لوگ اور جنپر خواہش اور شہوات و لذات غالب ہین حب دنیا اونکی بادشاہت ہی باطن اونکی کدورتسے مملو ہین مقاصد اونکے فساد والے ہین دل مین اونکے سماع سے اوس صفت مذمومہ کا جوش ہوگا جسکا اون پر

دستور القضاۃ

اور اونکے قلبون پر غلبہ ہی دوسری قسم مباح یہ اون لوگون کے لیے ہی کہ جنکو سماع سے کوئی حظ نہین ملتا ہی بجز اچھی آواز سے تلذذ ہو اور سرور و فرحت کی خواہش ہو یا کوئی شخص غائب یا وفات یافتہ یاد ہوا اور اُنکا حزن زیادہ ہو تو سماع کی وجہ سے اونکو اس سے راحت ہوگی تیسری قسم مستحب ہی یہ اون لوگون کے واسطے ہی کہ جنپر محبت الٰہی اور شوق باری غالب ہی تو سماع کی وجہ سے صرف اوصاف محمودہ جوش مین آتے ہین شوق خدا کی طرف زیادہ ہوتا ہی اور بزرگ حالات اور عالی مقامات اور روشن کرامات اور عنایات ایزدی کو ترقی ہوتی ہی جسکے لیے سماع سے ایسی چیزین موجود ہون تو اوسکے لیے سماع مباح و مستحب ہی اور لطائف مین فتاوی بسیط سے نقل کیا ہی کہ جس گانے پر ذکر طلال و منازل و ازمان ہو وہ مباح ہے اور جسمین لہو اور فسق ہو وہ سماع حرام ہی اور جسمین وصف رخسارون اور قدون کا ہو وہ مکروہ ہی مگر اوس عالم ربانی کے لیے مکروہ نہین ہی جو طبیعت اور شہوت مین تمیز دیسکتا ہی اور الہام اور وسوسہ مین اور اوسنے اپنے نفس کو مجاہدات اور ریاضات کرکے مار ڈالا ہو بجھ گئی ہو بشریت اوسکی اور حظوظ اوسکے جاتے رہے ہون مگر حقوق رہگئے ہون پوچھا گیا بعض مشایخ سے سماع کے بارے مین تو اونھون نے کہا کہ وہ مستحب ہی اہل عبادت کے لیے اور پرہیزگارون کے لیے اور مکروہ ہی اہل نفس و حظوظ کے لیے اور حضرت جنید سے دریافت کیا گیا تو فرمایا حضرت جنید نے جو چیز جمع کرے بندے کو خدا سے وہ مباح ہی اور جبکہ مجتمع ہو جائین اخوان و زمان و مکان تو سماع سننا واجب ہی اہل عرفان و اہل صفا کو جیسا کہ واجب ہی سفر کرنا جاہل کو عالم کیطرف تاکہ اوس سے مسائل دین کا علم حاصل کرے اور مستحب ہی مریدونکے حق مین اور مباح ہی دوستونکے حق مین مشابہت حاصل کرنے کی غرض سے اہل صفا اور اہل کمال کی افعال و حرکات و سکنات کے ساتھ اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ جس نے مشابہت کی کسی قوم سے تو وہ اوسی قوم مین سے ہی اور خدا فرماتا ہی کونوا مع الصادقین صادقین کے ساتھ ہو جاؤ اگر خود صادقین سے نہین ہو انتہی اور اسیطرح سے مولوی عبدالعلی قدس سرہ کی عبارت اوپر گذری جس سے معلوم ہوا کہ حضرات چشتیہ کثرہم اللہ تعالی کے نزدیک گانا سننا واجب ہی اور دوسری جگہ تو یہ فرماتے ہین فقیر میگوید کہ آواز حسن بالخاصہ دل را بسوے خود متوجہ میکند خصوص در صورت حسن پس از کسے دل وی باختیار خود باشد وی را مباح ست و اگر باختیار خود نباشد و متوجہ سوی حق مر ویرا واجب و اگر متوجہ سوی سماع ست و بی اختیار شدہ ہمہ را فراموش میکند حتی کہ خالق و مخلوق را پس ویرا حرام اور شمائل الاتقیا مین ہی کہ سماع نمازیونکے واسطے واجب ہی مریدونکے واسطے مستحب ہی مشائخونسے محبت

رکھنے والونکے لیے مباح ہی اور ابن طاہر کا قول بھی اوپر گذر گیا ہی کہ گانا سننا مطلقاً سنت ہی تو اب ثابت ہوگیا
کہ سماع پر بھی مختلف احکام ثابت کیے جاتے ہین حرام مکروہ مباح مستحب سنت واجب اب تفصیل ہر ایک کی
الگ الگ بیان کیجاتی ہی و اللہ ولی التوفیق سماع حرام و مکروہ تحریمی سماع حرام یہ تو معلوم کیا گیا ہے کہ گانا فی نفسہ حرام نہین ہی
بلکہ بوجہ عوارض خارجیہ کے حرام یا مکروہ تحریمی ہوتا ہی اور یہ اسطرح پر ہوگا کہ کوئی امر حرام یا مکروہ تحریمی کی
آمیزش ہو منجملہ اون امور کے جو حرام یا مکروہ تحریمی کثیر الوقوع ہین اونکو علمانے تحریر کیا ہی تو بعض خاص گانیکے
متعلق ہین بعض گانا سننے والے کے متعلق اور بعض گانیوالیکے متعلق تو جو امور محرمہ یا مکروہ تحریمی گانیکے
متعلق ہین منجملہ اونکے یہ ہی کہ فحش ہو کسی نامحرم اجنبیہ عورت کی توصیف ہو جس سے مفسدی کا خوف ہی کسی
مسلمان یا ذمی کی ہجو ارادے سے ہو یا وصف حرام چیزون کا ہو مثلاً شراب کا وصف گانیمین ہو جس سے
سننے والیکی طبیعت کو اوسکی طرف میلان ہوتا ہو جیساکہ فتح القدیر مین ہی کہ غنا حرام وہی ہی کہ جو ایسے
الفاظ سے ہو کہ حلال نہین ہین جیسے زندہ عورت اجنبیہ کی توصیف اور وصف
شرابون کا ہو جس سے طبیعت کو اوسکی طرف میلان ہو اور مسلمان اور ذمیونکی
ہجو کی قصد سے ہو اس مین کوئی شک نہین کہ یہ اُمور ایسے ہین کہ اگر کلام نثر مین
بھی ہون تب بھی حرام ہین اسی طرح سے جو امور محرمہ یا مکروہ تحریمی گانے والے کے
متعلق ہین منجملہ اونکے یہ ہین کہ نامحرمہ عورت یا صبیح الوجہ امرد قصد لہو سے گاتا ہو تو ایسون
کا گانا سننا حرام ہی جیسے بازاری عورتین گاتی ہین اور مرد لباس عورتون کا پہنکر
محض لہو سے گاتے بجاتے ہین تو یہ سب ناجائز اور کبیرہ ہی اگرچہ نثر سادہ مین
کیون نہ ہون کیونکہ دیکھنا بشہوت امرد صبیح الوجہ کی طرف حرام ہے کیونکہ
حکم صلوۃ مین مانند مردون کے ہین اور حکم نظر مین موافق عورتون کے جیساکہ تفصیل اسکی نفع المفتی
والسائل مین مذکور ہی اور لہو حرام بے شبہ حرام ہی یہانتک کہ اگر قرآن شریف اجنبیہ عورت پڑھتی ہو
تو اوسکا سننا بقصد شہوت و بقصد لہو حرام ہی اور جو امور کہ گانا سننے والیکے متعلق ہین جنسے گانا حرام
ہو جاتا ہی منجملہ اونکے یہ ہین کہ یہ گانا سننے سے مبتلا فسق و فجور مین ہو مثل زنا یا لواطۃ کے یا قصد مصمم فسق و فجور
کا کرے جیساکہ تفصیل سے اسکو علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی نے تحریر فرمایا ہی کہ اگر آلات ناجائز اور سماع
کے ساتھ خمر اور زنا اور لواطۃ اور اوسکے دواعی ہون جیسے شہوت سے بوسہ لینا یا نظر کرنا شہوت سے

فتاوی بسیط | اور تھیٹرونکا | گانا کسبیون اور بھانڈون | حرام گانا درگاہون مین سننا

غیر وجہ یا غیر امتہ کی جانب یا یہ چیزین مجلس مین موجود نہ ہون بلکہ قصد اور نیت مین شہوات محرمہ ہون اسطرحپر کہ
تصور کرے ان چیزون کا اپنے دل مین اور اونکی موجودگی کو اچھا سمجھے تو یہ سماع حرام ہی اسوقت مین اوسی شخص کو
جسکو ایسے خیالات ہین باعتبار اسکے قصد اور نیت کے اسلیے کہ یہ چیزین اسکے لیے باعث ہین محرمات کے
ارتکاب کا جو اس مجلس مین ہین یا اسکو مقصود ہین اور تصور مین ہین اور رہونا اونکا مجلس مین اچھا سمجھتا ہی اور
جو باعث حرام کا ہو حرام ہی اور لطائف مین فتاوی بسیط سے نقل کیا ہی لیکن حرام اون لوگونکو ہی جو جوان
ہین اور اونپر شہوات دنیا غالب ہین تو اس سے وہ صفات مذمومہ جو اونکے قلب پر غالب ہین جوش مین
آئینگی انتہی پس ثابت ہوا کہ کسبیون اور بازاری عورتون اور بھانڈون کا گانا سننا جیسا کہ مجالس لہو ترتیب دیکر
فسقہ سنتے ہین حرام ہی اور ایسے ہی تھیٹر مین جاکر گانا سننا بھی حرام ہی اور جس مجلس مین یہ امور ہون اوس مجلس
مین شریک ہونا جائز نہین اور اچھا سمجھنا ان امور کو کفر ہی اور ارتکاب ان امور کا بزرگون اور اولیاء اللہ کی
درگاہون مین اقبح القبائح ہی اور جتنی احادیث حرمت پر گانے کے مروی ہوے ہین اونکو محققین نے ایسے ہی
گانے پر محمول کیا ہی بہرحال اسطرحکا گانا بے شبہ حرام ہی اور سخت گناہ ہی اور جو کہے کہ ایسا گانا رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے نعوذ باللہ سنا اور اوس سے راضی ہوے تو اوسنے بہتان لگایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
فلیتبوء مقعدہ من النار کیونکہ ایسا گانا احادیث سے ہرگز نہین ثابت ہوا ہی اور فقرا کا فعل بفرض ثبوت حجت نہین

فرقہ ملامتیہ کا فعل قابل عمل نہین

بعض فرقہ ملامتیہ تصرف سے اپنی تبدیل محرم کرلیا کرتے ہین جیسا کہ اونکے احوال کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی تو
اونکے فعل کو سند نہ لانا چاہیے اور فعل پر اگر جائز نہین ہی تو عمل نہ کرنا چاہیے اگر اوس سے فائدہ باطنی حاصل
ہو تو اوسکا فعل اسی پر حمل کیا جائے کہ اوسنے تبدیل محرم کرلی ہی واللہ اعلم۔

بیان گانا مکروہ

لیکن سماع مکروہ وہ ہی کہ جسمین امر محرم
نہو بلکہ بطور کھیل کے اوسکی عادت کرلی ہو اکثر اوقات مین سنا کرتا ہو جیسا کہ لطائف مین فتاوی بسیط سے
نقل کیا ہی لیکن مباح تو وہ اون لوگونکے لیے ہی کہ جنکو کوئی حظ نہین بجز خوش آوازی کے لذت لینے کے اور
مکروہ وہ ہی کہ اکثر اوقات بطور کھیل کود کے سماع کے سننے کی کسی نے عادت کرلی ہو انتہی۔

بیان سماع مباح

لیکن سماع مباح تو
اگرچہ ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ گانیکی اباحت کے شرط یہی ہی کہ موانع اور بواعث حرمت مرتفع ہون اور حاصل ہماری
تقریر سابق سے سمجھ گیا ہوگا تاہم غایت توضیح کے لیے اوسکے متعلق بھی لکھا جاتا ہی سماع مباح کے لیے تین

مکان وزمان

شرطین ہین مکان و زمان و اخوان۔ مکان سے مراد یہ ہی جس مجلس مین گانا ہوتا ہو تو شرط اباحت سماع مین
یہ ہی کہ وہ مجلس خالی ہو خمر اور زنا اور لواطۃ سے اور جتنے کہ محرمات شرعیہ اور مسکرات ہین زمان سے

وہ اوقات مراد ہین جنمین سماع سُنا جائے تو اباحت سماع کے لیے شرط یہ ہی کہ اون اوقات مین جنمین اگر سماع مین بیٹھلے ہے تو نماز نہ جاتی رہے یا اور کوئی واجب نہ ترک ہو یا شہادت واجبہ کا وقت نہ جاتا رہے یہان سے ظاہر ہو گیا ہی کہ ہمارے زمانیکے جو متصوفین اپنی مجالس سماع مین بیٹھے رہتے ہین اور اذان ہوا کرتی ہی یا اونکو دیا نہین ادنی امر یہ ہی کہ اسکی وجہ سے جواب دینا اذان کا جاتا رہتا ہی اور خدا کا نام کان مین نہین پہونچتا اس سے بہت پرہیز رکھنا چاہیے انھین وجوہ سے علمائے ظواہر حرمت کو نہایت شد و مد سے ثابت کرتے ہین اسیطرح جسے وقت نماز کے سرگرم مجلس رہتے ہین یہ صریحی گناہ کبیرہ ہی اور اخوان سے مراد شرکائے مجلس ہین جیسے اجنبیہ عورت یا لڑکی جنسے شہوت کا خوف ہو وہان موجود نہون اور سننے والا قادر ہو ضبط قلب و حفظ خطرات پر دل کے کہ دل مین اپنے وہ خیالات نہ لائے جو حرام ہین اور اگر دلمین وہ خیالات آجائین تو اونکے دفع کرنے پر قادر ہو اگرچہ اسی حال مین بار بار اوسکے دل مین یہ خیالات آوین مگر اونکو دفع کرتا رہے جیسا کہ علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی فرماتے ہین سامع کے لیے قصد حسن اور نیت صالحہ ہو اور باطن اوسکا شہوت محرمہ کے ہجوم سے طاہر ہو جیسے شہوت زنا اور لواطہ اور شراب اور جو چیزین مسکرات اور مخدرات ہین نہون اور وہ قادر ہو ضبط قلب اور حفظ خطرات پر کہ دلمین وہ چیزین جنکو خدا نے حرام کیا ہی نہ لائے اور اگر دل مین خود آجائین تو قادر ہو اسپر کہ قلب سے دفع کر دے اور دل کو فوراً صاف کرے اسکو اسطرحکے خیالات ضرر نہ دینگے اسوجہ سے کہ انسے بچ سکتا ہی اور قبول کرنیسے انکے باز رہ سکتا ہی تو اسکے لیے سماع مذکور کے تمام اقسام جائز ہین اور کوئی چیز اوسمین حرام نہین ہی تو جبتک ان اوصاف سے متصف رہیگا سماع حلال رہیگا اسوجہ سے کہ دل اوسکا طاہر و نظیف اور ظاہر و باطن اوسکا پاک ہی تو سماع کی وجہ سے اوسکے دل مین وہ چیزین جاگزین نہ ہونگی جو خدا نے منع کی ہین اور نیز فرماتے ہین کہ ایسے شخص کے لیے سماع مباح ہی اگرچہ عارف باللہ نہ ہو اور خدا کی تجلیات سے آگاہ نہ ہو گو کہ وہ عامی اور غافل ہو یا عالم ہو مگر شہود اوسکو نہ حاصل ہو ہر چند کہ موانع بھی مانند شروط کے سابقاً مذکور ہوے ہین مگر توضیحاً اور تتمیم فائدہ کے لیے تکرار کا خیال نہ کر کے ذکر کرتا ہون منجملہ اونکے یہ ہی کہ گانا مخش ہو اور جو مسلم و ذمی کے قصد سے ہو گانیوالی نامحرم عورت اور صبیح الوجہ امرد جس سے شہوت محرمہ کی ہیجان کا خوف ہوتا ہو اور سننے والے فسق و فجور کے لیے مجتمع ہون یا تصور مین اونکے یہ امور محرمہ ہون اور گانیسے قصد مصیم اونکا ہوتا ہو **فائدہ** شہوات محرمہ کی قید ہمنے اس وجہ سے لگائی ہی کہ اگر شہوت مباحہ ہو مثل شہوت طعام لذیذ اور شہوت اشربہ لذیذہ اور شہوت نکاح زوجہ و امتہ حرام نہین تو اونکا موجود ہونا یا متصور ہونا بھی حلم

نہوگا اور گانیکی اباحت نہ جائیگی یہانپر یہ شبہ ہوتا ہی کہ خواطر شہوت محرمہ جیسے شہوت زنا اور لواطت اور شراب اور مانند انکے جسوقت دل مین آئین تو وہ مرفوع ہین اور انکا سوچنے والا گنہگار نہ ہوگا شرعاً تو پھر کیونکر اباحت سماع کی مشروط ہوگی ایسے خواطر کے زوال کے ساتھ جو شرعاً مباح ہین اور گناہ نہین ہین تو اوسکا جواب علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی نے اسطرح دیا ہے کہ بیشک خواطر مذکورہ بندے پر لکھے نہین جاتے ہین اور بندہ گنہگار نہین ہوتا جبتک کہ قلب مین اوسکے رہین اگرچہ قلب مین قائم رہین اور اونمین تردد اور تفکر کرتا ہے تا آنکہ عزم مصمم مسکانہ ہوجائے لیکن جسوقت کوئی گانا سنتا ہی اور اوسکے قلب مین یہ خواطر ہوتے ہین اونکو حرکت ہوتی ہی اور اوسپر عزم قوی ہوجاتا ہی اور آتش طبیعت اونکی طلب مین جوش زن ہوتی ہی پس اوسکے دفع کرنے پر قدرت نہین رہتی ہی اور سماع اوسکو برانگیختہ کرتا رہتا ہی یہانتک کہ اگر اسکا بس چلے تو اون امور کا مرتکب ہوجاے اور اگر بس نہین چلتا ہی تو دل مین ان چیزونکی محبت قوی ہو جاتی ہی اور آرزو و تمنا اوسکی بڑہجاتی ہی تو اقل درجہ یہ ہی کہ صفاے سیرت اور فراغت قلبی طاعت پر پروردگار کی جو حاصل ہی وہ خراب ہوجاتی ہی ان وجوہ سے اباحت سماع کے لیے شرط مذکور اختیار کی گئی نہ اس وجہ سے کہ خاص ایسے خواطر گناہ ہین اب ایک بات لائق بھی قابل نگارش یہ ہی کہ جس حالت مین دیکھا جائے کہ یہ امور محرمہ ظاہر مجالس مین ہین اور اہل مجلس بلا وجہ شرعی اوسمین مرتکب ہین تو ہم بلا تکلف ایسے سماع کے حرمت کے قائل ہوجائینگے اگر امور محرمہ اوس مجلس مین نہین تو مجرد طرز کے نیت کا حال نہین معلوم ہوتا تو اوس گانیکے لیے حرمت ثابت نہین اور لیکن اگر اپنے دل مین مقاصد محرمہ ہین تو اوسکو بے شبہ گانا سننا جائز و مباح نہین ہی اور چونکہ حسن ظن تمام مسلمانونکے ساتھہ رکھنا ضروری ہی اس وجہ سے جب مسلمانونکو دیکھین کہ وہ گانا سنتے ہین اور ظاہراً کوئی امر حرام نہین پایا جاتا ہی تو محض گمان اور خیال کے لحاظ سے اونپر ارتکاب حرام کا حکم نہین ہوسکتا اور سبب اسکا یہ ہی کہ بصورت نہ ظاہر ہونے امور محرمہ کے دار و مدار حلت و حرمت کا نیت پر ہی اور نیت بدون بتلاے صاحب نیت کے کماحقہ معلوم نہین ہو سکتی اور نیک نیتی اہل دل اور عوام مین بھی ہوتی ہی جیسا کہ اہل علم و صلاح مین بلکہ ظاہر حال اسلام نیک نیتی پر شاہد ہی تو اس وجہ سے یہ گمان محض خیالی ہوگا جس سے کوئی حکم حرمت کا نہین ہوسکتا ہی چنانچہ اسی مضمون کے متعلق علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی فرماتے ہین کہ جب دیکھتے ہو کسی کو عام ہو یا خاص کہنے لگتے ہو اوسکے حق مین یہ فاسد نیت ہی اور قصد اسکا برا ہی تو یہ حکم بمجرد اپنے گمان فاسد کے ہی اور اس وجہ سے کہ ہیئت اوس شخص کی سپاہیانہ یا امیرانہ وضع ہی یا لباس اہل فسق کا ہی کہنا کہ یہ وہی ہی کہ جسپر سماع

حرام ہی کیونکہ اسکی نیت فاسد اور قصد برا ہی تو شرع مین مجرد ہیئتون کے دیکھنے سے اور مجرد گمان سے اور امور
قلبیہ پر جنکو سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا ہی حکم نہین کیا جاتا ہی اور حسن ظن مسلمانون کے ساتھ رکھنا واجب
ہی اور واجب ہی مسلمانونکے فعل محامل حسنہ پر حمل کرنا اور ہر انسان اپنی حالت سے واقف ہی تو اپنے نفس پر میزان
شرعی قائم کرے جسکو ہمنے اس مسئلہ مین تفصیل سے ذکر کیا ہی پس جو چاہے قبول کرے چاہے نہ قبول کرے
ہر انسان اپنے گناہونکا گرفتار قیامت کے روز ہوگا اور دوسرونکا بوجھ نہ اوٹھائیگا اور دوسرے مقام پر لکھتے
ہین ہم حکم نہین کر سکتے کسی پر فراست اور تجویز سے اور تمام امت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو فسق کے ساتھ
منسوب نہین کر سکتے جبتک محرمات مذکورہ اونکی مجلس مین بغیر احتمال او بغیر کسی تاویل کے ظاہر ہون کیونکہ
ہر انسان کو اپنی ذات کی بصیرت ہی اور ہر ایک مکلف ہی کہ اپنے کو اوسیطرح مہلکات آخرت سے بچائے جسطرح
مہلکات دنیا سے بچاتا ہی اور مسلمانونکی پوشیدہ باتون کا کھوج کرنا سوائے حکام سیاست کے کسی کو حکام شرع
ہون یا دوسرے عام لوگ ہون نہین جائز ہی انتہی اس سے ظاہر ہوا کہ ہمارے زمانے مین جو اکثر بزرگون کی
خانقاہون مین سماع ہوتا ہی بشرطیکہ اوسمین ظاہرا کوئی محرم چیز نہین اونکے شرکا کو ہم مرتکب حرام کا نہین کہہ سکتے
ہین لازم ہی ہر شریک ہونے والے کو کہ اگر اپنے مین اہلیت اسکی نہ پائے تو شریک نہو جیسے اکابر فرماتے
ہین لِاَهْلِهٖ حَلَالٌ وَلِغَيْرِهٖ حَرَامٌ اور حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہین اگر گفتہ شود کہ قول
حضرات در حق اہل غنا لاہلہ مباح حق ست لیکن درویشان اہل آن نیستند وجد بہ تکلف میکنند جواب آنکہ نباید
گفت کہ ہیچکس ازین زمانہ ازان جماعت آنرا اہل نیست رسول فرمودہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال امتی امۃ
قائمۃ بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم یعنی ہمیشہ خواہند بود از امت من جماعتے
قائم بحکم خدا حاضر خواہد کرد آنرا کسی کہ اعزاز شان کند و نہ کسی کہ مخالفت شان کند و فرمودہ مثل امتی لمثل المطر لا یدری اولھا خیر او اخرھا
یعنی حال امت من مانند حال باران است دریافت نمیشود کہ اول آن بہتر ست یا آخر آن آری برادر اہل وجد بر سہ قسم اند
یکی اہل کمال اند کہ در واکہی بر باطن شان می آید و آنہا را بی اختیار میسازد و این جماعت از حزب اللہ اند انکار ایشان
موجب خرابی دین ست در حدیث قدسی آمدہ من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالمحاربۃ متفق علیہ یعنی
در صحیحین ست کہ حقتعالی میفرماید کہ ہر کہ دشمنی کند با ولی من پس بدرستیکہ بر آمد برای جنگ با من دوم آنکسان اند کہ سماع
میکنند برای استدعای احوال شریفہ میخواہند کہ واردات کسب نمایند بحیلہ این ہم محمود ست سوم آن کسان اند کہ
وجد میکنند بریا تا مردم آنہا را از اہل کمال دانند حالانکہ آنہا ہیچ نیستند این جماعت فاسقان مبتدعان اند نماز ریا خوانند

ارشاد حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی

شرک خفی ست ہکذا قال الغزالی رحمۃ اللہ علیہ عبارتہ امام غزالی گفتہ کہ در وجد کردن تکلف بر دو قسم ست یکی آنکہ
قصد کردہ شود از ان نمود خود ظاہر کردن احوال بزرگ با وجود مفلسی از ان و این قبیح و مذموم ست و دیگر آنکہ
برای درخواست کردن احوال بزرگ و کسب کردن آن بحیلہ چرا کہ کسب کردن راہم دخل ست در آوردن احوال
بہلے ہمین امر فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم مر کسی را کہ وقت خواندن قرآن گریہ نیاید باید کہ بتکلف گریہ کند و خود را
غمگین سازد یعنی بملاحظہ عذاب الیم بدرستیکہ احوال گاہی تکلف را ابتدا آوردہ میشود پس در آخر آن احوال تحقیق میشود پس ممکن ست کہ ہر گاہ ارباب
سماع وجد دیدہ شود انکار آن نباید کرد و سوء ظن نباید داشت حسن ظن در مسلمانان واجب ست قال اللہ تعالی
لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسہم خیرا وقال اللہ تعالی ان بعض الظن اثم حقتعالی فرمود چرا وقتیکہ شنیدید
آن قصہ را گمان میکردید با مسلمانان نیک فرمود کہ بعض گمان یعنی بدگمانی گناہ ست پس از بدگمانی در حق دیگری
بدگمانی کنندہ خود فاسق میشود آن شخص دیگر فاسق باشد یا نہ باشد در قرآن قول معروف من آل فرعون مذکور شد
حیث قال ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم یعنی اگر آنکس خود سر کاذب باشد پس بروی ست گناہ دروغ
گوئی اگر صادق باشد برسد شمارا بعضی انچہ وعدہ میکند بعذاب **شعر** ہر کرا جامہ پارسا بینی ❊ پارسا دان و نیکمرد انگار ❊
شیخ سعدی گوید **قطعہ** مرا پیر دانای مرشد شہاب ❊ دو اندرز فرمود بر روی آب ❊ یکی آنکہ بر خویش خودبین مباش ❊
دویم آنکہ بر غیر بدبین مباش ❊ اینہمہ طول کلام بنابر نصیحت ست کہ نوشتہ شد **شعر** نصیحت گوش کن جانان کہ
از جان دوست تر دارند ❊ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ❊ اور بھی ملفوظ سے حضرت خواجہ باقی باللہ
نقشبندی قدس سرہ العزیز کے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک بھی سماع مطلقاً حرام نہین بلکہ اختلاف احوال سے
جیساکہ لکھا ہی کہ سخن در سماع نغمہ افتاد شخصی این مصرع شیخ سعدی خواند ع کہ آن حظ نفس ست و این قوت
روح ❊ یعنی دیدن حسن حظ نفس ست و سماع نغمہ قوت روح ست فرمودند کہ ہر دو از ہر یک عالم اند اگر حظ
نفس یا قوت روح در ہر دو مندرج ست در فہم قاصر راقم عفی اللہ عنہ چنان میرسد کہ گرفتار نفس را از ہر دو
حظ نفس حاصل ست و رہائی یافتہ از قید نفس را از ہر دو قوت روح نزد جماعتی کہ سماع نغمہ را سماع روحانی
گفتہ اند انتہی اور اسی کتاب مین دوسرے مقام پر ہی کہ فقہا آنرا مکروہ می دانند و بعضی مشائخ آنرا
مباح داشتہ اند فافہم سماع سنت تو وہی ہی کہ جن اوقات مین آنحضرت صلعم سے سماع سننا ثابت ہوا ہی جیسے
عیدین وغیرہ۔ سماع مندوب یعنی مستحب اور واجب ظاہر اواجب سے مصطلحہ فقہی نہین مراد ہی بلکہ لازم
جسطرح جسے کہ وجوب سے فعل لازم ہو جاتا ہی کیونکہ اوس وجوب مصطلحہ کے لیے کوئی دلیل قوی نہین لہذا

ان دونون قسمونکو ہم ایک ہی سمجھتے ہین یہی سماع صوفیہ کا ہی جو صدق و اخلاص رکھتے ہین اور چونکہ مقصد اونکا
کسر نفس ورخواہش کا دفع کرنا ہی انواع انواع عبادات اور اقسام اقسام کے ریاضات کرتے ہین اور طرح طرح کے
مجاہدات سے نفوس کو توڑتے ہین یہانتک کہ مباح کے کرنے مین بھی ایسے شروط واسطے تحصیل استحباب کے لگاتے
ہین جنمین اونکا مقصد فوت نہ ہونے پائے تو اونکا سماع حد اباحت سے بڑھکر حد استحباب پر پہونچ جاتا ہی جیساکہ
فتاوی خیریہ مین ہی لیکن سماع سادات صوفیہ رضی اللہ عنہم اوسمین کسی قسم کا اختلاف نہین وہ مرتفع ہوگیا ہی
اباحت کے درجہ سے مستحب کے رتبہ تک جیساکہ اسکی محققین نے تصریح کی ہی انتہی شروط اس سماع کی بھی تین
ہین زمان مکان اخوان۔ زمان سے مراد ہی کہ ایسا وقت ہو کہ اوسمین کوئی ضروری کام شرعی یا طبعی نہو جیسے
کھانا کھانا یا جو چیز یاد رکھنے والی ہو ذکر خدا سے ظاہر ہی کہ سماع مستحب ہی تو اسیوجہ سے کہ اس مین یاد آخرت اور
کشوف باطنیہ ہوتے ہین اور امور طبعی کے احتیاج کے وقت ممکن نہین کیونکہ خلوص اور توجہ ہونا چاہیے
اسیوجہ سے اگر نیند غالب ہو تو چاہیے کہ نیند کو دفع کرے اور پھر نماز پڑھے اسیطرحسے کھانا ہی اور ضروریات
بشریہ طبعیہ ہین اور امر شرعی جیسے نماز کا وقت نہ ہو جو خدا کی جانب سے فرض ہی یا شہادت کے دینے کا
وقت ہو تو اسمین علاوہ حکم خدا کے حق عبد کا متعلق ہی تو استحباب اسپر کیونکر مقدم ہوسکتا ہی دوسرے اخوان
صوفیہ کے نزدیک تین قسم کے اخوان ہین ایک اخوان اسم ہین یعنی جو لوگ اسم مومن مین شریک ہین خدا
فرماتا ہی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ اور اونکی صحبت نزدیک صوفیہ ہمیشہ نہ رکھنا چاہیے کیا وقت سماع کیا
غیر سماع بلکہ صحبت رکھی جائے اونسے محبت کی وجہ سے تاکہ حضرات صوفیہ سے وہ فائدہ حاصل کرین اور
دوسرونکو منتفع کرین دوسرے اخوان ارادت و محبت ہین جو لوگ عام طور پر حضرات فقرا سے محبت رکھتے ہین
اور اونکو جانی و مالی امداد پہونچاتے ہین طریقہ صفا حاصل کرنیکی غرض سے تو وہ لوگ اگرچہ اوصاف صوفیہ سے
متصف نہین ہین مگر اونکی صحبت جائز ہی اسلیے کہ وہ قوت ارادت اور صدق کی وجہ سے انوار قلوب اہل صفا
کے حاصل کرتے ہین جیسے کہ موم کی شمع نرمی گرمی سے آفتاب کی حاصل کرتی ہی اور وہ جب عوام کی جانب لوٹ
جاتے ہین تو اونسے دوسرے نفع حاصل کرتے ہین تیسرے اخوان صفا اور مواجید اور معارف اور ذوق
و کمال ہین تو حقیقت مین یہی اخوان صوفیہ ہین تیسری شرط مکان ہی مراد ایسی جگہ سے ہی جہان حالت ذوقیہ
مشایخ کو حاصل ہو اور حضرت جنید بغدادی فرماتے ہین کہ بسا راہ مین آمد و رفت ہوتی ہی اور اوسجگہ کہ جہان
آواز بری سنائی دیتی ہی تو ایسے مواضع سے پرہیز کرنا چاہیے و نیز لطائف مین ہی بہترین جگہ خانقاہ خاص کر کے

جو کنارہ گنگ آب کے ہوا وسکے بعد لکھتے ہین کہ حضرت قدوۃ الکبری ازین جہت در اکثر اوقات شبہا اصحاب را جمع میکردند وسماع میشنوند چائے کہ مشایخ را حالتی شدہ باشد البتہ درکار رست و اظہار آثاری دروی بیشمار تقریبا میفرمودند کہ حضرت مخدوم زادہ مازاد اللہ یا اعطاہ در خانقاہ حضرت مخدومی اجتماعی داشتند واز مشایخ اکابر واصاغر ہمہ حاضر بودند وکثرت عجبی بود کہ مردم را مجال دست برآوردن نبود ذوق کلی مردم را بود اما از جہت اژدہام حضرت مخدوم زادہ فرمودند کہ خانہ جھوت میان رویم واصحاب مخصوص را بجا بردند ہر چند کہ قوالان بجان کوشیدند حالت دیگر نگرفت باز بخانہ بدہی میان انتقال کردند آنجا ہم ذوق میسر نشد آخر الامر حضرت مخدوم زادہ عرض کردیم کہ خانقاہ مخدومی نسبت فرمودند آری ہم میدانم کہ آثار مکان ظاہر شود وہمان جمعیت بخانقاہ آمدند بمجرد آمدن در خانقاہ اصحاب را سماع در گرفت کہ اثر در در دیوار رسید اس سے ظاہر ہوا کہ خانقاہ اکابر کی ایک خاص برکت رکھتی ہی جسمین تخلیہ اور غیر تخلیہ کی ضرورت نہین اور جو کیفیت کہ خانقاہونمین بزرگونکی حاصل ہوتی ہی اور جگہ نہین حاصل ہوتی اسی جگہ سے ہی کہ مشایخ کبار با وجود کثرت اژدہام کے اخوان حقیقی سے قطع نظر کرکے کبار کی خانقاہون اور درگاہونمین سماع سنتے ہین اور تجربہ مین آیا کہ اون مقامونپر جو اثر ہوتا ہی دوسرے مقامونمین خلوت مین نہین حاصل ہوتا ہی اتنا اور یاد رکھنا چاہیے کہ یہ شروط وموانع استحباب کی جو صوفیہ نے اپنے سماع کے لیے رکھی ہین جنمین انوار و برکات اونپر منکشف ہوتے ہین سماع کے سننے کی اولویت اور استحباب کے ہین جواز و عدم جواز کے نہین چنانچہ اسکی تصریح خود حضرات صوفیہ نے کردی ہی جیسا کہ لطائف مین ہی ترک سماع جبکہ یہ شروط نہ پائی جائین تو اولی ہی جو شخص اتباع مین اپنے پیر کے ایسی مجالس مین جو بزرگونکی خانقاہونمین ہوتی ہی شریک ہوگیا با وجودیکہ استحباب کے شروط نہ پائے جانیکے تو گنہگار نہ ہوگا اور بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ حضرات کثرہم اللہ ہر وقت ہوتے ہین اور چونکہ چھونکی شکل بُری اپنی برائی چھپانیکے سبب سے بناتے ہین تو اونکی وضع مین مکار اور دغاباز بھی ہوتے ہین اسکی وجہ سے اونکا کسر شان کسی قسم کا نہین ہوتا جیسا کہ علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی فرماتے ہین صوفیہ جو صدق و اخلاص والے ہین ہر زمانے مین ہوتے ہین قیام قیامت تک رہینگے اگر کوئی کذاب ونکے لباس اور اونکی ہیئت کو اختیار کرے اور اونکی صورت بنائے تو یہ اونکے فرقہ کے واسطے عیب نہین ہی بلکہ انھین مکارون دغابازون کے لیے عیب ہی جیسا کہ کوئی کسی فقیہ کامل عالم باعمل کی صورت بنائے اور جاہل بے علم ہو تو اون لوگونکا کچھ نہین بگڑتا ہی بلکہ اسی کے لیے برائی ہی پس انکے فعل سے صوفیہ کے سماع مین کوئی طعن کی جگہ نہین انتہی ونیز لکھتے ہین لیکن جبکہ اہل معرفت اور

شہود ہوا اور زمین ان لوگون سے کسی زمان و مکان مین خالی نہین رہیگی قیامت تک اگرچہ کوئی اپنی غفلت اور نابینائی کی وجہ سے اور قلب مین یقین کے نہ ہونیکی سبب سے نہ جانے اون لوگونکی لیے سماع مذکور اسوقت مندوب و مستحب ہی اور اسکی وجہ سے اونکو ثواب ملیگا کہ اونکو سماع کی وجہ سے استفادۂ حقائق الٰہیہ ہوتا ہی اور اشارات رحمانیہ مفہوم ہوتے ہین انتہی ایک رسالہ مین علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی نے اپنے بعض احباب کے فرمائش سے جو اشارات سماع آلات سے اونکو حاصل ہوے ہین لکھے ہین اور نام اوسکا تحفۃ ذوی الالباب فی العلوم المستفادۃ من النائی والشباب رکھا ہی لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرات صوفیہ کے لباس مین جبکہ مکار بھی ہوئے تو اونکی تعیین نہ کرنا چاہیے بلکہ سب کو اچھا سمجھنا چاہیے جبتک کہ اوسکا مکر ظاہر نہ ہو اسی وجہ سے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہین مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہین کیا ہان جو محض ریاکار و مدعی ہو وہ برا مگر تعیین اسکا کہ فلان شخص ریاکار ہی بلا حجت شرعیہ نادرست ہی انتہی شعر

ہر کرا جامہ پارسا بینی		پارسا دان و نیک مرد انگار	

فصل ثامن اس بیان مین کہ اگر کسی شخص مین اباحت کے تمام شرائط موجود ہون پھر بھی سماع اوسکے حق مین مضر ہی یا نہین اگر مضر نہو تو اوسکی سننے سے احتمال ہو کہ دوسرا شخص جسمین یہ شرائط اباحت کے نہین پائے جاتے ہین سننے لگے اور اوسکو مضر ہو تو اس صورت مین اس شخص پر کیا لازم ہی حضرات صوفیہ کے لیے ایسا ترک سماع مضر ہوجاتا ہی اور احتیاج صوفیہ کو سماع کی طرف ایسی ہوتی ہی جیسے مریض کو دوا کی چنانچہ ایسی صورت مین فرضیت سماع کی قائل ہوگئے ہین چنانچہ لطائف مین ہے حضرت قدوۃ الکبرے می فرمودند کہ بعض از طایفہ بفرضیت سماع قائل اند کالدواء للعلیل اوو با لنغمات تتظہر مخاطبات الاسرار و یتحرک جذبات الانوار فان السماع محرّ القلوب مانند مریض برای دوا و بہ نغمہا ظاہر میشود خطابہای رازہا و متحرک میشود کششہاے انوار پس البتہ سماع حرکت دہندۂ دلہاست بسوی داننده غیبہا بیچارہ عاشق دست و پا بریدہ جرعۂ از جام محبت چشیدہ خلعت حصول کشیدہ و بدولت حصول رسیدہ میگوید کہ صوفیہ از نفحات طیبات ارواح بقرب یا مقرب میگردد و از استماع نغمات ذاکیات اشباح را حضوری میسر میباشد و آن شہباز بلند پرواز سید محمد گیسودراز میگویند کہ وصول حق در چیزہای بسیار جستم بغیر از سماع نغمات و مناظرۂ صورتہای زیبا نیافتم ما رأیت شیئا الا و رأیت اللّٰہ فیہ ندیدم چیزی را مگر در حالیکہ دیدم خدا را یعنی صفت خدا را در او کہ جبل

از حضرت مصنف کے الفاظ اقتباسی ۱۲

متین ست محکم گرفتم اوست آسان کنندهٔ هر مشکل بدانکه در سماع وسمع گوش دیگرست که میشنود کلام حق را
بغیر کیفیت برای اوست رب بلاشک لو سمع داؤد مقالته ، لمات ثم بالالحان داؤد * غنت سعا بعو
فقا ، بسرت الحان داؤد بالجبل * هر کرا آن سمع باز شود او سماع بحق شنود واز حق شنود و حق شنود و درین حالت
اور استمع ومسموع همون باشد قوال آلت استماع نماید و مزامیر شجرهٔ موسی نماید اینچنین سماع را انکارت بود
نه معرفت هم ازینجاست که مشایخ سلف علماے خلفا انکار نه ورزیده اند اور حضرات صوفیہ کے بہت سے
قصہ ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ سماع سے اونکو فیض نزول اسرار الٰہیہ کا ہوگیا اور وہ ہلاکت نفس کا باعث ہوا
کتب صوفیہ دیکھنا چاہیے تو جب صوفیہ کو ترک سماع مضر ہے تو اونکو ہرگز نہین زیبا ہے کہ وہ اسکو چھوڑ دین
نظیر اسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال ہین جنپر کفار اعتراض کرکے ایمان نہ لائے اللہ تعالی فرماتا
ہے کہ کہتے ہین مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْأَسْوَاقِ باینہمہ کھانا کھانا
اور بازار مین جانا آپ نے نہ چھوڑا قصہ معراج بیان کرنا کسقدر مستبعد عقول کفار سے تھا اور احتمال قوی تھا کہ
کفار تضحیک کرینگے اور ضعیف الایمان مرتد ہو جائینگے باینہمہ آپنے بیان اوسکا ترک نہین کیا بلکہ علانیہ کفار کے
روبرو بیان کردیا بالکل پوشیدہ نہ کیا کثرت ازدواج پر غور کیجیے کہ آنحضرت پر چار سے زیادہ بیبیان حلال
تھین اور دوسرون پر حرام نہین آپ شارع تھے آپ کا فعل جسقدر سند ہوسکتا ہے اور جیسے کہ اتباع کا
خوف اوسمین ہے دوسرے کے افعال مین نہین ہوسکتا ہے پھر بھی آپ نے اسکو ترک نہین کیا بلکہ اونپر حکم
ظاہر کردیا تو اس سے ظاہر ہوا کہ جو مرتکب کبائر کے ہین اونکو منع کرنا اون کبائر سے مامور بہ ہے۔ ہر شخص اپنے
کردار کا گرفتار ہے اللہ تعالی فرماتا ہے عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ پس افعال مباحہ کا
ترک کرنا کسی کے از خود ضرر پانیکے خوف سے مامور بالترک نہین ہے

فصل تاسع اس بیان مین کہ تشبہ کرنا اہل صدق وصفا یعنی حضرات صوفیہ کے ساتھ حرکات و
سکنات مین اجر سے خالی نہین اور امید ہے کہ حشر بھی انھین اہل صدق وصفا کے ساتھ ہو خدا تعالی
فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ای ایمان والو ڈرو خدا سے اور ہمراہ
رہو صادقین کے اور فتاوی خیریہ مین شرح جامع صغیر مناوی سے نقل کیا ہے اس حدیث کو اور شرح کو فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص جس گروہ کو دوست رکھیگا اوسیکے ہمراہ حشر مین رہیگا فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو اللہ کے دوستونکو محبوب رکھتا ہے تو وہ اونکے ساتھ جنت مین ہوگا اور جو شیطان کی گروہ کو

دوست رکھیگا وہ اونکے ہمراہ دوزخ مین ہوگا اور اسمین بڑا اشارہ اوسکے لیے ہی جو حضرات صوفیہ سے محبت رکھتا ہی اور جو اونکی مشابہت کرتا ہی جو مشابہت کرتا ہی اونکی محبت کی وجہ سے کرتا ہی اور محبت اونسے اس وجہ سے ہوتی ہی کہ اپنی ارواح کو بھی عارف کرے اون اسرار سے جنسے ارواح حضرات صوفیہ آگاہ ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھنیکا مطلب یہ ہی کہ اوسکے امر کی تعمیل کرے اور دوست رکھے اوس چیز کو جو خدا سے قریب کرے اور جو تقرب حاصل کرتا ہی صوفیہ سے وہ اپنی ارواح مین جذبہ پیدا کرتا ہی اگرچہ مشابہت کرنیوالیکو تعویق ہوتی ہی ظلمات نفس کے وجہ سے اور صوفی چونکہ پاک ہوجاتا ہی ظلمات نفس سے تو اوسکو تعویق نہین ہوتی عبارت مناوی کی پوری ہوگئی اور جو امر کہ صوفیہ کرتے ہین اونسے انکار نفس جاہل غبی کرتا ہی تمام ہوئی عبارت فتاوی خیریہ لنفع البریہ کی حضرت جنید بغدادی فرماتے ہین اسی سماع کے حق مین کہ مباح ہی دوستونکے محققین اہل صدق وصفا وکمال کے مشابہت کی غرض سے اونکے افعال وحرکات وسکنات مین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین من تشبہ بقوم فھو منھم جس نے مشابہت کی کسی قوم کی تو وہ اوسی قوم مین ہی اور خدا فرماتا ہی کونوا مع الصادقین صادقین کے ساتھ ہوجاؤ اگر تم خود صادق نہین ہو۔ انتہی

فصل عاشر۔ کیا ترک سماع مین کسی قسم کی احتیاط ہی جبکہ یہ معلوم ہوگیا کہ جو قسم سماع مباح ہی اوسمین اختلاف نہین پھر بسا سالکین کو مستحب ہوجاتا ہی اور ترک مضر ہوتا ہی یہی نہین کہ ضرر اوسکا دنیاوی امر تک محدود رہے بلکہ امور دینیہ پر اوسکا اثر پڑتا ہی تو ایسی صورتمین ترک سماع مین کیا وجہ احتیاط کی ہی پھر جبکہ یہ فعل اولیاے کرام کا ہی خصوصا مرشدان عظام کا اور صوفیہ نہایت حریص اتباع مرشدین پر ہوتے ہین اسلیے اسکا ترک کرنا ہرگز نہین پسند کرتے ترک کرنیکی دو وجہین ہین یا تو اعتقاد حرمت کا ہی تو لازم آئیگا کہ مرید اپنے پیر بلکہ پیران پیر کو مرتکب کبیرہ کا سمجھے پس قطع نظر محرومیت برکات کی بیعت فاسق کے ہاتھ پر عند الصوفیہ کب جائز ہی یا ترک احتیاط کی وجہ سے ہوگا تب بھی پیرونکو غیر محتاط خیال کرتا ہی اور یہ سوء ظن موجب حرمان توجہات کا مرشدین کے ہی علاوہ اسکے جبکہ مطلق سماع آنحضرت وصحابہؓ وتابعین علیہم السلام اور اولیاے کرام کے فعل سے ثابت ہی اور اگر اسکو سنت آنحضرت کی کہین تو بہت بجا ہی پھر ترک سنت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اتباع صحابہؓ و تابعین واولیا کی کیسے احتیاط ہوسکتی ہی اسکا کوئی عاقل گمان بھی نہین کرسکتا ہی اور اسکی تصریح علمانے کردی ہی کہ ہر مختلف فیہ مسئلہ مین جانب حرمت کا راجح نہین ہوتا بلکہ جب اختلاف برابر کا ہو اور مسئلہ سماع مین ایسا نہین ہی تو اب کیا وجہ ہی اسمین احتیاط کرنیکی اور حق یہ ہی کہ جیسا حضرت خضر نے جواب دیا ہی کہ سماع

ایک پھسلنا پتھر ہی ہر ایک کا قدم اوسپر نہین جمتا ہی مگر عالمون کا یعنی اوسکی حلت او رعدم حلت مین ایسا لوگون نے شبہ ڈالدیا ہی کہ قطعی فیصلہ اوسکا استقرار کے ساتھ عالم احادیث و آثار ہی کرسکتا ہی ہر کس و ناکس کا کام نہین اب اگر کہا جائے کہ صوفیہ کے کلام سے پایا جاتا ہی کہ شیطان کا زیادہ تر قابو سماع مین صوفیہ پر چلتا ہی اور مکر شیطان کا خوف سماع مین زیادہ ہی تو ہم کہینگے کہ یہ کچھ اسکے لیے قبح نہین بلکہ موجب فضیلت ہی کیونکہ شیطان اونھین عبادات و ریاضات مین مکر و فریب کرتا ہی جسمین بندے کے درجات رفیع ہون اور ثواب ملے اسکا شاہد ہی قصہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جیسا کہ نماز ہی اور قرآن مجید کی قرأت ہی کہ اسمین جتنا قابو شیطانکا چلتا ہی دوسرے اعمال مین نہین چلسکتا کیونکہ ذرا بھی خود غرضی وریا قرأت مین ہوئی تو ثواب کے بدلے عذاب ہوجاتا ہی اور اگر یہ کہا جائے کہ فقہا فرماتے ہین کہ جب کسی امر مین تردد ہو کہ یہ سنت ہی یا بدعت تو وہان اس سنت کو ترک کردینا چاہیے اوسکا جواب ہم دینگے کہ اباحت سماع مین اور اوسکے سنت ہونے مین کسی قسم کا تردد ہی نہین ہی اور بدعت نہونا اوسکا واقف احادیث و آثار پر اجلی بدیہیات سے ہی تو اب ہم اس قاعدے کو مسئلہ سماع مین کیونکر جاری کرسکتی ہین اگر یہ کہا جاے کہ گانیوالے کی گواہی معتبر نہین تو اوسکا جواب یہ ہی کہ وہی گانا مراد ہی جو آمیزش سے امور محرمہ کی حرام ہوگیا ہی ورنہ مطلقاً گانا موجب رد شہادت کو نہین ہوتا ہی بلکہ اوسکی علت بیان کی گئی ہی کہ ایسا گانیوالا کہ جو لوگونکو معصیت پر علانیہ جمع کرتا ہی جیسا کہ کتب فقہا سے ظاہر ہوتا ہی اور باوجود رد شہادت گانیوالیکی حرمت مطلقاً گانیکی ثابت نہین ہوتی اسوجہ سے کہ رد شہادت بسا غیر محرم کے ارتکاب سے بھی ہوتی ہی جیسے راستہ گلی مین کھانا کھانا حرام نہین ہی مگر موجب رد شہادت کو ہی اور کیونکر مطلقاً گانیوالیکی شہادت مردود ہوجائیگی بدون آمیزش امر محرم کے باوجودیکہ اسمین گنجایش اجتہاد کو ہی اور جس امر مین اجتہاد کو گنجایش ہی اوسکے مرتکب کے گواہی رد نہین ہوتی مثلاً کوئی شخص شطرنج کھیلتا ہی تو اوسکی گواہی مردود نہوگی ہان جبکہ وہ اوسکو ساتھ جوے کے کھیلے تو اوسکی گواہی معتبر نہین جیسا کہ واقف فقہ پر مخفی نہین ہی هذا ما الهمنی ربی فی السماع مطلقا لعل الله یحدث بعد ذلك امرا

خاتمہ بعضونکا ہمپر اعتراض ہی کہ ہمنے اس رسالہ کو اُردو مین کیون تحریر کیا کیونکہ عوام کو مضرت ہوگی اور اسمین اونکی تضلیل ہوگی ہمکو اس اعتراض کے سننے سے سخت تعجب ہوا کہ کیونکر اوس حکم کو جو خدا نے ہمپر ظاہر کیا اوسکو بندونسے پوشیدہ کرین قرآن مین اللہ تعالی فرماتا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ

اور یہ کیونکر تسلیم کیا جائے کہ عوام کو اس سے مضرت ہوگی کیونکہ ہمنے تو اسمین حکم شریعت کا بتایا ہی اور تضلیل کا ہیکو ہونے لگی جبکہ اوسکے جمیع اقسام توضیح سے بیان کردی گئی کہ ایک مسئلہ شرعیہ سے واقفیت حاصل ہوئے اپنی سمجھ پر بھروسا کرکے عوام سے حکم پوشیدہ کرین اور اونکو بالکل ناسمجھ خیال کرین تو کیا یہ عُجب نہین ہی باوجود اسکے کہ شریعت مین ایسے امور کے بیان کرنیکی ممانعت نہین جو دوسرونکے از خود مضر ہون جیساکہ قصۂ معراج مین ظاہر ہی بلکہ حقیقت یہ ہی کہ ہماری غرض اس مسئلہ کے بیان کرنیسے یہ ہی کہ عوام کو تضلیل اور تحزیب سے محفوظ رکھین کیونکہ اس زمانے مین احادیث و آثار سے جو علما ناواقف ہین یا کسی مصلحت دنیاوی سے اون احادیث سے چشم پوشی کرتے ہین اونکا ایک شور و غوغا اسطرح کا مچ گیا ہی کہ جس سے عام لوگون کے خیال مین یہ امر راسخ ہوگیا ہی کہ یہ فعل ناجائز اور اوسکا مرتکب فاسق ہی اور یہ اس زمانے کے مشایخ نے گڑہ لیا ہی جسکی وجہ سے ارتکاب حرام و نسبت فسق کا خیال کہانتک پہونچ جاتا ہی والعیاذ باللہ لھذا اظہاراً للحق والصواب اس سخت مہلکہ سے عوام کی نجات کی فکر کیگئی ہی اسمین کوئی شبہ نہین کہ علمانے اختلاف کیا ہی ایک گروہ حرمت کا بھی قائل ہی مگر عامۂ مشایخ کرام علیہ الرحمہ جنکے سلاسل قائم جنکے طریقے جاری اور بیعتین نافذ ہین اونسے گانا سننا ثابت اور متحقق ہی تو اگر یہ گمان ہوگیا کہ سماع مطلقا حرام ہی تو عوام کو طرح طرحکے فاسد خیالات اکابر سلاسل پر ہونگے جنسے اونکی تضلیل ہوگی اور اونکی برکات سے محروم ہونگے تو اونکی تحزیب کا باعث ہی اور بھی اگر حرمت سماع کی مطلقاً قائل ہوجائین تو لازم آتی ہی تفسیق اکابر کی اور تضلیل عوام کی اور فاسق کے ہاتھ پر بیعت درست نہین تو یہ تمام سلاسل اولیائے کبار کے نیست و نابود ہوجائینگے اور یہ سنت سنیہ بالکل مٹ جائیگی اور اسمین کسی نہج کا قبح نہین لازم آتا ہی کہ جب سماع کے مطلقا اباحت کے قائل ہوجائین کیونکہ جن مشایخ نے ترک کیا ہی اونکی تفسیق نہین ہوتی اسلیئے کہ امر مباح کا ترک گناہ نہین تو ہمکو ضروری ہوا کہ ہم قائل حلت کے ہون اور حرمت کے اقوال کی تاویل کرین اور عوام کو اوس سے مطلع کرین اور جہل و غباوت کو اونسے دفع کرین اور تضلیل و تحزیب و تفسیق سے بچائین اور سنت سنیہ مرجۂ اہل اسلام کو مٹنے نہ دین اور بعض لوگون کا گمان ہی کہ سماع کو ارباب طریقت نے حلال سمجھا ہی اور اہل شریعت حرام کہتے ہین یہ گمان محض نادانی کا ہی کیونکہ شریعت اور طریقت کوئی جدا جدا نہین احکام شریعت کسی سے مرتفع نہین کیونکہ یہ دونون نہرین ایک ہی سرچشمہ سے نکلی ہین بلکہ کمال ولایت اتباع شریعت ہی سے ہوتا ہی اور یہ نہین ہی کہ عارف کامل ناواقف علم شریعت سے ہوتے ہین بلکہ اولیائے کبار

بڑے بڑے علماے متبحرین اور واقف سنن سید المرسلین و ماہر آثار صحابہ و ارشادات تابعین سے تھے
حق یہ ہی کہ حضرات اولیاء اللہ و اہل اللہ و شیدا و عشاق خدا ہوتے ہین اور ڈوبے ہوے ہوتے ہین دریاے
محبت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین پس اونسے کیونکر خلاف سنت و شریعت ہو سکتا ہی
اور گانیکی تاثیر سے ہی کہ سامع کے قلب مین جو مادہ ہوتا ہی اوسمین جوش و خروش زیادہ ہوتا ہی اور وہ عاشق
خدا ہین اور طالب محبت حضرت رسالت پناہ ہین اسیوجہ سے اکثر اختیار سماع کا اولیاے علماے علم باطن کو ہوا
کیونکہ مقصود اونکا یہی ہی کہ عشق خدا زیادہ ہو اور شوق و ذوق مشاہدۂ جمال الٰہی بڑھے لیکن علماے ظواہر چونکہ
اس نعمت سے اکثر محروم ہوتے ہین اس وجہ سے اونکو اسکی ضرورت نہین ہوتی ہی اسیطرحسے یہ خیال کیا جاتا ہی
کہ گانا نہ سننا یہ تقوی ہی یہ بھی نادانی ہی اسوجہ سے کہ تقوی وہی ہی کہ جسمین اتباع شریعت ہو اور شریعت کا ثبوت
شارع کے بیان سے ہوتا ہی تو اس ترک سماع مین تقوی کیسا اور گانیکی سماعت اوپر ثابت ہو چکی شارع علیہ السلام
اور صحابۂ کرام اور پیران عظام ہر سلسلہ نے باوجود کمال زہد و اتقا کے سماع کو اختیار کیا ہی اور ترک نہین کیا
پس یہ کیونکر خلاف تقوی ہوگا جن حضرات صوفیہ اور علماے شریعت نے نہین سنا ہی اون لوگون نے ہضماً
لنفسہ ترک کیا ہی اپنے کو اسکا اہل خیال نہین کیا یہ نہین کہ واقعی وہ اہل سماع نہ تھے مثال اونکی حضرت یحیی علیہ السلام
کی ہی کہ نکاح نہین کیا معاذ اللہ کیا یہ خیال ہو سکتا ہی کہ حضرت یحیی علیہ السلام کو نکاح کرنا خدا سے غفلت کا
باعث ہوتا اور ایسا نہین ہی نبی کسی حال مین خدا سے غافل نہین ہوتا اسکی تفصیل قاضی عیاض نے شفا مین
کی ہی اسیطرحسے جو عالم باعمل غیر متعصب و متقشف ہین اور وہ گانیکو حرام کہتے ہین تو اونکی طرف سے سوء ظنی
نہ رکھنا چاہیے بلکہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ احادیث اباحت اونکو دستیاب نہ ہو سکی یا ظواہر عبارات کتب فقہا پر
اعتماد کیا تو ایسے عالمونکی توہین اور اونسے سوء ظنی رکھنا موجب نکال عظیم کا ہی تعظیم عالم کی فرض ہی اور عالم
کے فضائل بہت ہین اور جو محض تعصب اور ہٹ دھرمی سے گانیکو حرام کہتے ہین تو اونکو اصل حقیقت سماع سے
وقفیت نہین ہی اونکے دل مین ذرا بھی ذوق و شوق نہین جیسا کہ عبارت سے حضرت شہاب الدین سہروردی
کے معلوم ہوا کہ جو گانیکو حرام کہتا ہی وہ یا تو آثار صحابہ سے واقف نہین یا اوسکے دل مین بالکل ذوق نہین اسکو
ملا علی قاری حنفی نے لکھا ہی رباعی حسن یوسف کجا شناسد کور ٭ لحن داؤد را چہ داند کر ٭ قیمت زعفران
چہ داند خر ٭ لذت لذ خوان چہ داند خر ٭ اسیطرحسے جو عام لوگ گانیسے پرہیز کرتے ہین اونسے بھی گمان نیک رکھنا
چاہیے مثلاً اونکے مفتی نے اونکو حرمت کا فتوی دیا یا اپنے مین وہ شرائط حلت نہین پاتے ہین اور ہی بھی ایسا ہی

کہ جسمین قابلیت سماع کے سننے کی نہ ہو یعنی اوسکے دل مین خواہش نفسانیہ کے خطرات جوش زن ہون طبیعت
اوسکی مائل دنیا کی لذتون اور نعمتونکی جانب ہو خدا کا عشق اوسکو نہ حاصل ہو یاد آخرت اوسکو نہ ہوتی ہو اور
دلمین اوسکی رقت نہ پیدا ہوتی ہو تو اوسکو چاہیے کہ سماع مین شریک نہ ہو کیونکہ سماع اوسکے لیے حرام ہی - اور
ایسے سماع سے گناہ مین مبتلا ہونیکا خوف ہی **رباعی** دل شہوت پرستان راز عشقت کی خبر باشد ÷ ز حسن
یوسف مصری چہ حاصل چشم اعمی را ÷ بلذتہا سے جسمانی نعمت را کی فروشم من ÷ کہ دادن ما طبی باشد بسیر سے من
وسلوی را ÷ جو لوگ تارک دنیا ہین طالب مولی ہین کہ مصداق اس بیت کے ہین **بیت** ہوائے دیگری
در جا نگنجد ÷ درین سر بیش ازین سودا نگنجد ÷ سماع انھین کے لیے ہی اسیوجہ سے قول اکثر علما کا ہی اور یہی مسلک
اس فقیر اور اس فقیر کے بزرگون کا ہی لاھلہ حلال ولغیرہ حرام اہلیت سماع کی جسمین ہو اوسے حلال
ہی اور نا اہل کے لیے حرام ہی اسیطرح سے اون حضرات کی خدمت مین بھی گذارش ہی جو حرمت کے قائل ہین کہ سماع
والون پر زبان طعن دراز نہ کرین کیونکہ بڑے بڑے علماے علم شریعت وطریقت ماہر علم ظاہری وباطنی نے
اسکو اختیار کیا ہی اور وہ حضرات ایسے ہین کہ اونسے گستاخی کرنے مین اپنی ہی بربادی ہی بجز اپنی ذلت وخواری کے
اونکا کچھ نہین بگڑیگا مولانا روم فرماتے ہین **مثنوی** چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ÷ میلش اندر طعنہ
پاکان برد ÷ ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس ÷ کم زند در عیب اہل دل نفس ÷ نکتہا چون تیغ فولاد ست تیز ÷ گر
نداری تو سپر واپس گریز ÷ پیش این الماس بے اسپر میا ÷ کز بریدن تیغ را نبود حیا ÷ واضح ہو کہ مینے بتاریخ
۵ جمادی الاول روز سہ شنبہ ۱۳۱۶ ہجری ڈہائی بجے دنکے اس رسالے کو لکھنا شروع کیا اور وجہ اسوقت لکھنے کی
یہ ہوئی کہ اسی شب کو نواب عبد اللطیف خانصاحب مرحوم بن نواب عبد الباسط خانصاحب بن نواب
ظہیر الدولہ وزیر اعظم ملک اودہ نے انتقال کیا تھا اور چونکہ پشتہا پشت سے فقیر کے بزرگون سے اور نواب صاحب
مرحوم کے بزرگون سے ربط چلا آتا ہی اور مثل عزیزونکے برتاؤ ہوتا ہی چنانچہ میرے والد ماجد مد ظلہ العالی سے
اور نواب صاحب مرحوم سے بھی ارتباط تھا اونکی تجہیز وتکفین وتدفین سے ہم لوگونکو قریب دو بجے کے فرصت ہوئی
گھر واپس ہوے چونکہ طبیعت کو انتشار تھا کوئی علمی کتاب دیکھنے کی طرف طبیعت راغب نہوئی معمولی رسائل
دیکھتے دیکھتے خیال آیا کہ اس رسالے کو لکھون چنانچہ دفع وحشت کے لیے مین نے اسکو شروع کیا اور قریب
مغرب کے اوسی روز مین نے اسکو ختم کیا لہذا ناظرین سے امید ہی کہ اگر اس فقیر سے کوئی خطا ونسیان لفظی یا معنوی
ہوا ہو تو اس فقیر کی عجلت اور کم فرصتی پر نظر کرکے معاف فرمائین اور عیب پوشی کو کام مین لائین اور فقیر کو

دعاے خیر سے اور مرحوم کو دعاے مغفرت سے یاد فرمائیں اللهم انا نسئلك رضاك والجنة ونعوذ بك
من سخطك والنار واجعلنا من الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه اولئك الذين هداهم الله
واولئك هم اولوا الالباب ولا تجعل اللهم للشيطان علينا في سائر الحالات ولا عند
الممات ولا قبله ولا بعده كيدا ولا سبيلا وصل اللهم على نبيك سيد المرسلين وشرف
وكرم وعظم وارض عن اهل بيته الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين
وازواجه الطاهرات امهات المومنين والتابعين لهم باحسان الى يوم الدين
وعلينا معهم وفيهم برحمتك يا ارحم الراحمين

تقریظ دلپذیر مع تاریخ بے نظیر از جناب مولوی حافظ محمد برکت اللہ صاحب رضا لکھنوی فرنگی محلی سلمہ اللہ القوی

نمیدانم که گهرباری نیسان خامه‌ام در بحر توصیف کیست که هر قطره‌اش با لولوی آبدار پهلو می زند و جلوه پردازی
شیدستان نامه‌ام از چیست که هر ذره‌اش سبعهٔ سیاره را از اوج افلاک بر خاک زمین می افگند بلبان طبع
آهنگ گلبانگ دلفریبی سراید یعنی به توصیف نوازنج قانون سخن میگراید نوازنده که صداے دلربائے
چنگ روح افزا زمزمه ایست از نغمات مدحت زلے او و ناله بربط دروئی دلنواز نغمه ایست از ترانه ہاے
ثناے لا انتهاے او یا کوبی طاؤسان خوش رفتار در راه او سبزهٔ خوابیده را بیدار نموده و دست افشانی
اغصان اشجار در عشرتگاه او دلہاے هوشیاران را از دست برده مبدعیکه بو شاح جواهر زواهر عقول
عشق ناظوره سراپا غنج و دلال آفرینش را که هر لحظه برنگے دیگر جلوه گری مینماید آراسته مخترعیکه غواص قلزم
تکثر صور نوعیه مخلوقاتش بقعر ادراک حقیقت نا رسیده عذر نارسائی خواسته و حیرانم که باربد خامه‌ام نغمه
نعت که میسراید که نوالیش نواے زهره را خارج از آهنگ میشمارد و براه وصف که میگراید که گاهی حجاز زبان را
بعراق و گاهی عراقیان را بحجاز می آرد نئی کلکم نوای ثنای که مینوازد که بزرگ و کوچک نا گهت میبازد
آنکه آوازهٔ انا افصح العرب والعجم در چار حد گیتی ملبند نموده نوازندهٔ ساز آفرینش در شان پاکش نغمه
لولاک لما خلقت الافلاک براست فرموده دف ماه نو اخته دست اعجاز او و زهره هوش باخته زمزمه ساز او

امابعد بر بلند آوازگان عشرتکدۂ معانی و پردہ کشایان خلوتکدۂ خوش بیانی نہفتہ مباد کہ رسالۂ رافع النزاع المسمی باحقاق السماع از تصانیف شیفتۂ جمال احمدی پروانۂ شمع رخسار محمدی جناب مولانا مولوی حافظ حاجی محمد قیام الدین عبد الباری فرنگی محلی لکھنوی سلمہ اللہ القوی ابن عم مولانا جناب مولوی شاہ محمد عبد الوہاب صاحب ظلہ العالی در کشاد احکام سماع کہ تا ایندم از جملۂ حل عقدہای باریک عاری و از کشاف مقاصد در حجاب تاری متواری ماند بعد کتابی ست لاجواب سالہ لیست انتخاب الحق درستی عبارتش و نق بزم مخالفان شکستہ و آبداری در معانیش بر عقد پروین و پرن تفاخر جستہ نازم بر مصنف کہ اعجاز موسوی را بکار برد و از تردستی عصای خامہ کار لحن داؤدی بر آورد درین ایام فرحت انضمام حسب فرمایش خواجہ محمد شریف الدین صاحب باہتمام جناب مولوی محمد عبد الخالق صاحب منیجر بصحت تمام و کوشش مالا کلام در مطبع یوسفی واقع لکھنو فرنگی محل بماہ جمادی ثانیہ سنہ ۱۳۱۸ ہجری بزیور طبع آراستہ و پیراستہ منظور نظر عارفان بے نظیر و مقبول طبع مشتاقان بصیر گشت

تاریخ طبع احقاق السماع

طبع شد نسخۂ تالیف شگرف
سال تاریخ رقم کرد رضا

کہ بود جملہ کلام اعظم
مسند آئین امام اعظم ۱۳ ......

قطعہ تاریخ طبع احقاق السماع از خواجہ حافظ محمد شریف الدین صاحب شریف لکھنوی

کتاب غنا عبد باری نوشت
بگو سال طبعش معجم شریف
کتاب غنا لکھ چکے عبد باری
کہو منکرین غنا سے سنا ہو

ولہ

چہ خوش نسخہ ہست این واہ واہ
کہ ثابت بقول پیمبر شدہ
ندا دی مجھے غیب سے یہ کسی نے
نبی نے صحابہ نے غوث و ولی نے ......

قوامع الاسماع فی رد منع السماع

ازالۃ العمی عن عین ہاتک السماع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی وسع کرسیہ السموات والارضین جعل العقل السلیم سراجا لحصول نور الیقین فمن منع منہ وجہ نور الہدایۃ فمن ومن لم یرض منہ استحب العمی والصلوۃ علی صاحب اللواء المعقود والمقام المحمود والہ وصحبہ ذوی الکرم والجود ماتعلق العود ورنا العود اہل عقل وفراست صاحبان فہم وکیاست پر پوشیدہ نہین ہو کہ ایک زمانہ تک ہندوستان شرک وکفر سے معمور تھا۔ ایمان کا نور اس سرزمین سے دور تھا کفر کی تاریک گھٹا زمانہ پر چہائی ساری خدائی بتونکی خدائی تھی جہالت کا زور بدینی کا شور تھا بعد چندے ہوا کا رخ پھرا زمانہ نے پہلو بدلا اسلام کے دم قدم سے ہند کا ظلمت کدہ خدائے تجلی کے نور سے جگمگانے لگا ہر بت پرست توحید کا راگ گانے لگا جہالت کی تاریکیان علم کے نور سے روشن ہوئین شرک کے ویرانے توحید کے فیض سے رشک گلشن ہوئے جنم کے بگڑے بن گئے شرک کے جان نثار توحید پر تن گئے جاء الحق وزہق الباطل کے نورنے کو رباطنون کے دل چمکا دیے کتنے خفتہ بختون کے نصیب جگا دیے یہ وسیع قلمرو اسلام کے احاطہ جبروت مین گھر گیا ایک جہان کا دل بتون کی پرستش سے پھر گیا اسلام کے خادمون مین سے کچھ لوگون نے تو ظاہری علم کی قوت سے دلون پر سکہ جمایا کتنون نے نور باطن سے خدا ئے بیچون وبیچگون کا جلوہ دکھا کر ایک جہان کو شیدائی بنایا شیطان نے دیکھا عمر بھر کی کوشش برباد ہوئی بھڑکائی ہوئی آگ پہ پانی پڑ گیا سارے محنتین خاک مین ملگئین بنا بنایا کارخانہ بگڑ گیا دیکھتے دیکھتے وہ آباد گھر اُجڑ گیا سوچکر یہ تدبیر نکالی کہ علما کو صوفیون سے لڑایا انکو اُن سے بھڑایا علمائے ظاہر نے صوفیون کو بے دین اور خلاف شریعت ٹھہرایا صوفیون نے اُن کو متقشف اور بے معنی بنایا علمائے ظاہر نے کہا کہ صوفیون کو دین کی اور شریعت کی کچھ پروا نہین انھون نے انپر طعن کیا کہ شریعت کے راز انپر وا نہین غرض دونون جانب

نفسانیت نے سر اُٹھایا اُدھر رسالون کے پوٹ اِدھر سے فقیری کے اوٹ مین دربردہ چوٹ روز روز اہل زر و رکا زور جہالت کا شور بڑھتا گیا جو آیا نفسانیت کی ایک نئی اینٹ گڑھتا گیا سدلگے جاہل گنوار جبہ و دستار سے اپنے تئین سنوار پانچوین سوارونمین نام لکھانے کیلئے طیار ہ غضب ہے خدائی کا دعوی کرین ❊ بتون کی بھی ایسی حقیقت ہوئی ❊ دو چار جاہل سادہ لوح مرید کرکے لن ترانیان اُڑانے لگے اپنی بڑائی کے اظہار مین اچھون کو برا بھلا سنانے لگے ہ سخت ہی جاہلونکی مُنہ زوری ❊ تنگ یہ بگام کرتے ہین ❊ طرفہ تو یہ ہی کہ باوجود جہالت کے علما کے مُنہ آتے ہین اُنکی خدمتمین تحریراً تقریراً جو جی مین آتا ہی کہہ سناتے ہین ہ عز و ر حُسن سے کرتے ہین دعوی بے نیازی کا ❊ خدا کا قہر نازل ہو بتان خوبصورت پر ❊ چند روز ہوے ایک مولوی صاحب نے مسئلہ سماع مین ایک رسالہ لکھا پڑھے لکھے آدمی تھے اُنکے تحقیق مین جو آیا تحریر فرمایا اُس رسالہ مین تو حضرات صوفیہ کرام کی چندان مخالفت نہ تھی مگر بعضی پیرزادون نے چند دنون سے ذوجہتین ہونیکا فعل اختیار کیا ہی وہابیونمین وہابی صوفیونمین صوفی بنتے ہین وہ اُسکو دستاویز بنا کر عوام کو مطلق سماع کی حرمت سمجھانے لگے اُنکے دلونمین بڑی بڑے اکابر اولیا سے سوء عقیدت کا رنگ جمانے لگے میرے ایک دوست نے مجھسے کہا کہ اگر اُس رسالہ کا وہی مطلب ہی جو بیان کیا جاتا ہی تو بیشتر پیران سلسلہ پر فسق و فجور مین مبتلا ہونیکا دھبہ لگتا ہی مین نے اُسکے خلاف ہر چند سمجھایا اُنکی سمجھ مین نہ آیا یہ خیال ہوا کہ کسی ذی علم زیرک سے ذکر کرون کہ عوام کی تسلی کیلئے کوئی تسکین بخش تحریر زیب رقم فرمادین کہ اُنکے دلمین حضرات صوفیہ کرام کے جانب سے بُرے خیال آنے نہ پادین اور وہ ساری ابلہ فریب باتین کان لم یکن ہو جاوین اسی فکر مین تھا کہ میرے معظم جناب مولانا مولوی عبد الباری صاحب خلف الصدق جناب حافظ مولانا شاہ عبد الوہاب صاحب نے ایک رسالہ تحریر فرمایا مسمی احقاق السماع نہایت متانت کے ساتھ داد تحقیق دی ہی کمال منصفانہ طریقہ سے تقریر کی ہی مین سمجھتا ہون کہ تعصب کو راہ ندین تو حاسدین منوس کے نفوس بھی بے اختیار کہ اُٹھین کہ لا عطر بعد العروس بعض متعصبین نے اس خیال سے کہ مبادا حق جی مین نہ بیٹھ جائے تو اپنی بات مین فرق آئے بے سمجھے بوجھے بے دیکھے بھالے مخالف بن بیٹھے اور عوام مین مشہور کرنے لگے کہ اُس لاجواب رسالہ کا جواب عنقریب شائع ہوتا ہی جسے دیکھکر صاحب رسالہ دنگ ہو جائینگے مین نے مولوی صاحب سے اِسکا تذکرہ کیا فرمایا کہ مین ایسے ویسون کو تو قابل خطاب نہین

جاتا ہان کوئی ذی عقل ذی فہم صاحب انصاف اظہار حق کیلئے کچھ لکھیگا اور ماننے کی بات ہوگی تو مان لونگا
ورنہ جواب دونگا اور اگر نفسانیت اور حق پوشی ہوگی تو ادھر سے خاموشی ہوگی مین انتظار مین تھا کہ
کہ دیکھیے اس شور وغل کی کچھ اصل بھی ہی یا محض گیدڑ بھپکے ہی کئی دن ہوے میرے ایک دوست نے
مجھے ایک چار ورقی تحریر دکھائی اور کہا کہ لیجیے یہ اُس رسالہ کا جواب ہی شعر بہت شور سنتے تھے
پہلو مین دلکا ٭ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا ٭ مین نے جو اُٹھاکر دیکھا تو حیرت ہوئی کیا کسی عاقل کا کام
ہی کہ اس چہ ورقہ کو اُس رسالہ کا جواب کہے مگر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کُرسی کے ایک بزرگ کی تحریر ہی
اُن سے ایسی عقلمندی کا ظاہر ہونا حیرت انگیز نہین جناب مصنف صاحب پیر بھی ہین حافظ بھی ہین
شاہ جی بھی ہین عزت کیلیئے ماشاء اللہ نجیب الطرفین اُدھر حجاج بن یوسف خونریز خلق سے ناتا ملا ہوا ہی
اِدھر حضرت شاہ نجات اللہ صاحب قدس سرہ سے آبائی واسطہ پیرزادگی کا میراث
جیسے حاصل ہوا اُسی اعزاز حاصل کرنے کیلیے کسی دوسری دستاویز کی کیا ضرورت ہی اسکی کیا حاجت تھی کہ پڑھے
نہ لکھے نام محمد فاضل بننے کو ایک چہ ورقے لکھکر مصنفین کی فہرست مین نام لکھایا اور علما کے مُنہ آئے
سہ ترا کہ گفت کہ ای نازنین زپردہ برآ ٭ بغمزہ برصف مردان شیر افگن زن ٭ رسالہ دیکھا سرتاپا غلط
سہ خود غلط مضمون غلط املا غلط انشا غلط ٭ اُسکے عنوان ہی سے اُسکی عمدگی کی شان نمایان ہدایت نما
مسمی بہ مانع السماع نما کا قافیہ سماع کے ساتھ عین عقلمندی کی دلیل ہی پھر اللہ اکبر کے اسقدر تکرار رہی
جیسے ترجیع بند مین تضمین کا مصرع بہرحال رسالہ اعجوبہ روزگار اضحوکہ صغار و کبار ہی اس قابل تو ہی نہین کہ
کوئی اہل علم اُسکے جواب کیطرف توجہ کرے یا جناب شاہ جی کی بے سری صدا پر کان دھرے مگر مین نے بھی
کچھ روز علما کی کفش برداری کی ہی یہ خیال ہوا کہ شاید جناب شاہ جی صاحب کی یہ تحریر عوام کیلیے حضرات صوفیہ
کرام سے بد عقیدہ ہوجانیکا ذریعہ ہو اس لیے مین نے یہ رسالہ اُسکے جواب مین تحریر کیا بقول شخصی جائیکہ
موشان خانقاہ نعرہ انی انا اللہ برزبان دارند اگر گربہاے مدارس بصداے انی اعلم مالا تعلمون دارند
روزگار ایشان برآید عجبی نیست اور اس رسالہ کا نام مقرع الاسماع فی رد مانع السماع اور لقب
ازالۃ العمی عن عین ہدایہ نما رکھا اللہ تعالے اسکو تحقیق حق کا ذریعہ بنائی اور اُسکے وسیلہ سے کوتاہ
اندیشون کے قلوب مین اولیا کے عشق و محبت کا رنگ جماوے قولہ گھر سے واسطہ محبت اور عقیدت کا
رکھتے ہین آہ محبت اور عقیدت کا واسطہ اہل خانہ سے ہوتا ہی گھر سے عقیدت رکھنے کے کوئی معنی نہین

قولہ دربارہ حلت سماع رسائل طبع کراکے شائع کئے ہین آہ پھر آپکا کیا نقصان آپ نہ مولوی نہ مفتی نہ کہین کے قاضی آپ شہر کے اندیشہ سی کیون دُبلے ہون قولہ اِدھر اُدھر کی کتابون سی آہ اِدھر کا مشار الیہ حُرمت اور اُدھر کا حلت ہی یا بر عکس بہرحال حُرمت والونکی کتاب سی حلت کے قائلین کے اقوال کا نکلنا معلوم قولہ جس مقام پر فائز ہونیسے سماع وغنا انسان پر حلال ہوجاتا ہی آہ اُس مقام پر پہونچنے سے اگر انسان مکلف نہین رہتا تو مبحوث عنہ سے خارج ہی یہان بحث مکلفین کے افعال اور اقوال مین ہی اور اگر تکلیف سے باہر نہین ہوتا تو ذرا تکلیف فرماکر یہ ارشاد فرمائیے کہ وہ کون سا مقام ہی لکھنو یا دہلی دیوا یا کرسی ہان یہ بھی ارشاد ہو کہ حلت غنا کی تخصیص مقام مخصوص کے ساتھ کتاب و سنت کے رو سے ہی یا کسی مجتہد مسلم الاجتہاد کے اجتہاد سے یا اجماع سے یا خود جناب کی اختراع ہی ہان یہ ضرور ہی کہ حضرات صوفیہ بعض سالکین کیلئے سماع تجویز نہین فرماتے لیکن اس سی حلت و حُرمت شرعی کو کیا واسطہ وہی حضرات پلاؤ قورمہ کھانے خلق سے میل جول رکھنے نکاح کرنے کو بعض سالکین کیلئے نہین تجویز فرماتے اس سے ان امور کی حرمت شرعی نہین ثابت ہوتی احیاء العلوم مین ہی اعلم ان المرید فی ابتداء امرہ ینبغی ان لا یشتغل قلبہ ونفسہ بالتزویج فان ذلک شغل شاغل یمنعہ من السلوک ویستجرہ الی الانس بالزوجۃ ومن انس بغیر اللہ شغل عن اللہ وقال علیہ السلام ایضا کل ما شغلک عن اللہ من اہل ومال وولد فہو علیک مشوم اسکی ویسی ہی مثال ہی کہ ظاہر ہے طبیب صفراوی مزاج کو شیرینی کھانیسے منع کرتے ہین اس سے شیرینی کا حرام ہونا لازم نہین آتا قولہ کسی بزرگ یا باپ دادا کی تبعیت اختیار کرنیسے اہلیت حاصل نہین ہوتی آہ میرے نزدیک تو بزرگونکی تبعیت ہی کی بدولت اہلیت حاصل ہوتی ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اہلبیت عظام اولیاے امت علماے ملت سب بزرگ تھے انھین کی تبعیت تمام کمالات کے حصول کا ذریعہ ہے آپکے نزدیک بزرگونکی تبعیت ذریعہ حصول کمال نہین تو کیا مخالفت ذریعۂ کمال ہوگی اسکو آپ جانین قولہ عین حالت وجد مین مجھ سے ارشاد فرمایا آہ وجد کی حالت سماع کے ساتھ تھی کہ معذرت کرنے کی ضرورت پڑی یا بلا سماع پھر وجد کی حالت کا تعلق مقام سکر سے ہی سکر کی باتین احتجاج کے قابل کب ہوتی ہین قولہ ایسے بزرگ جنکی ولایت اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہی آہ آپکے پیر یا بزرگ یا والد تھے اسلیے آپکے نزدیک ہونگے ہم اسکے منکر نہین لیکن آپکا اعتقاد دوسرے کیلئے حجت نہین ایسے شخص اور ایسے قول کو حجت مین لانا کمال عقلمندی کی دلیل ہی قولہ اسی طرح راگ سننے کی جو اہلیت رکھتے ہین وہی سنتے ہین آہ راگ ہی کی

[illegible]

تخصیص کیا ہو عمدہ عمدہ مقوی غذائین بھی وہی کھاتے ہین جو اہلیت رکھتے ہین جنکو میسر نہین یا جنکو بقول
آپکے قوای حیوانیہ کا ہیجان ہوتا ہو انکو اس قسم کی غذائین کھانا کب واہی ہاں راگ کی تخصیص اسوجہ سے ہے
کہ اسمین نمایشی تقوی مین فرق آتا ہی سچ ہو میٹھا میٹھا گپ کڑوا کڑوا تھو قولہ اولیاء کاملین ورا صفیاے
بزرگترین سنے آہ تک تو ملگیا مگر ترین کے لفظ نے کوئی معنی نہ پیدا کئے قولہ آپکا مقتدا ہونا تمام حضرات اولیا کیلئے
آہ حضرت پیران پیر غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے مقتدا اور پیشوا ہونیکا کسکو انکار ہی اس مقام مین آپکی مدح
و ثنا مین اسقدر خامہ فرسائی فرمانا بجز حجم کتاب بڑھانیکی اور کسی قسم کا فائدہ بخش نہین مگر سمجھنے والے سمجھ
جاتے ہین کہ آماس شی دیگر فربھی شی دیگر قولہ غنیۃ الطالبین ایکی تصانیف مین سے ہو یا نہین آہ کسیکے نزدیک ہی
کسیکے نزدیک نہین جناب شاہ حافظ مولانا محمد نعیم صاحب مرحوم لکھنوی فرنگی محلی جو عالم اور خاندان
قادریہ کے مرید اور اجازت یافتہ اور خود جناب شاہ جی صاحب مصنف چودرقہ کے ممدوح تھے چنانچہ نجات المومنین مین
انکی مدح آپ یون تحریر فرماتے ہین افضل العلما واجب التعظیم مولوی حافظ ابو الاحیا محمد نعیم جو علم و فضل مین بڑے
ممتاز ہین اپنے سلسلۂ آبائی کے مرتبہ سے سرفراز ہین فرنگی محل کے علما مین انکے علم و فضل کی بڑی شہرت ہی
انکی ذات والا صفات باعث فیض و ہدایت ہو انتہی جناب ممدوح نے ایک سالہ تحریر فرمایا ہی مسمے بہ
تنقید الکلام اسمین بحوالہ کتب ثابت کیا ہو کہ غنیۃ الطالبین حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نہین ہو آپکی
طرف اسکی غلط نسبت کیگئی ہے قولہ وھی ھذہ ھذا اذا کان آہ غنیہ کی اس عبارت مین اور
اسکے ترجمہ اور توضیح مین جناب شاہ جی صاحب نے کئی تصرف فرماے ہین اول غنیہ کے
کئی نسخہ قلمی اور چھپے ہوے دیکھے گئے کسی نسخہ مین شین کا لفظ نہین خدا جانے یہ لفظ کہان سے بڑھایا اور کس
غرض سے بڑھایا دوسرے شین کسی باجے کا نام نہین صراح قاموس تاج العروس صحاح منتہی الارب وغیرہ
کتب لغت مین یہ لفظ دیکھا گیا مگر شین کے معنی کسی باجے کے لغت کی کسی کتاب مین نہین جناب شاہ جی صاحب
کا گڑھا ہوا لفظ معلوم ہوتا ہی خربوزہ باگندہ بروزہ اگرچہ گندہ لیکن ایجاد بندہ تیسرے یہان ایک حاشیہ
بھی چڑھایا گیا ہو اسمین باجون کے معنے لکھے ہین شین کے معنی لکھے ہین کہ اس آواز کو کہتے ہین جو پوپو
کرے ہم جناب شاہ جی صاحب سے پوچھتے ہین کہ اس لفظ کے یہ معنی جو حضرت کے منہ سے صادر ہوے محض حضرت کا ایجاد اور
طبعزاد ہی یا آپ کسیکی نقل کرتے ہین اگر حضرت کا ایجاد ہے تو ہمکو اس سے بحث نہین اگر آپ ناقل ہین تو سند
ارشاد ہو اسکے بعد بکمال ادب گزارش ہو کہ یہ آواز جہان سے صادر ہو وہ شی بقول آپکے اس لقب سے

ملقب ہوسکتی ہی یا نہین جناب شاہ جی صاحب کا گڑھا ہوا لفظ اور گڑھے ہوے معنی تو بظاہر ایسے ہین جیسے
پھاڑوے کے معنی گل صفا یہان لفظ کچھ اور تھا حضرت نے پڑھا کچھ اور معنی جب کچھ نہ بنے تو پوپو
کہہ اُٹھے اس مناسبت سے کہ شین مین بھی چھ نقطے ہین اور اُس لفظ مین بھی خیر جو کچھ ہو لفظ بھی حضرت
کا ایجاد اور معنی بھی آپ ہی کے طبعزاد ہین چوتھی ترجمہ مین آپنے بانسلی کے بعد ایک وغیرہ کا لفظ بھی اضافہ کر دیا ہی
غنیہ کے کسی لفظ کا یہ ترجمہ نہین مگر اس اضافہ سے جو آپکا مقصود ہی وہ ہم جانتے ہین تاکہ ترجمہ کے شمول کا
احاطہ وسیع ہو جاوے - پانچوین تفصیل مین ارشاد فرماتے ہین کہ اللہ اکبر حضرت نے کسی باجی کا نام
اس مقام مین نہین چھوڑا انجاح المومنین کے دیکھنے سے معلوم ہوا تھا کہ شاہ جی صاحب کو قطع نظر اور
کشف وکرامت کے فن تاریخ وحساب مین بھی مہارت تام ہی اُس کتاب کے صفحہ پانچ مین اپنی جد اعلی حجاج
بن یوسف کے مدح مین جسکو مورخین خونریز خلق کہتے ہین تحریر فرمایا ہی کہ سوا اُن کے کسی بادشاہ نے
ایکہزار درم جسکے تخمیناً پانچہزار روپیہ ہوتے ہین ایکبارگی خیرات نہین کیے ایکہزار درم کا تخمیناً پانچہزار
روپیہ ہونا کتنا ٹھیک ہی جس سے حساب کے مہارت ظاہر ہی اور اس عطیہ کا حصر حجاج مین تاریخی تبحر
کی کسقدر دلیل ہی اب اس چودرقہ کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ حضرت کو باجون کے جغرافیہ مین بھی ید طولی
ہی۔ باجون کا خوب تتبع فرمایا ہی۔ اب ہم گزارش کرتے ہین کہ بقول آپ کے باجے تو فقط انہین چیزون
مین منحصر ہوے - سارنگی رباب ڈفلا چکارا الغوزہ تاشا مجیرے جھانجھ ڈھولک ہارمونیم
ہرک پیانو جلترن وغیرہ - انسے الگ ٹھہرے تو یا یہ باجے نہین یا باجے ہین مگر حرام نہین لیجیے
باجون کی حلت کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا آپ تو مطلق باجے کے حرام کرنیکی فکر مین تھے یہان حلت بڑھگئی من چہ می
سرایم طنبورہ من چہ می سراید کا مضمون صادق آگیا ؎ خط بہ در رخ آن شوخ ستمگر جا کرد این قدر مشق ستم کرد
کہ خط پیدا کرد حلت کے احاطہ کی وسعت تو شاید محللین سماع کے نزدیک بھی اسقدر نہوگی شاباش این کار از تو
آید و مردان چنین کنند لیجیے اور سُنیے شاہ جی صاحب فرماتے ہین کہ راگ باجا لازم وملزوم ہین یعنی نہ طنبورہ بدون راگ
بجایا جاتا ہی نہ راگ بدون طنبورہ ہوتا ہی - سبحان اللہ کیا تحقیق ہی یہ جدید تحقیق بھی حضرت کے اُسی جغرافیہ موسیقیہ
سے علاقہ رکھتی ہی ہم پوچھتے ہین کہ راگ و باجے مین یہ ملازمہ جسکے آپ قائل ہین کس قسم کا ہی اگر آپکے نزدیک
دونون مین ملازمہ ہی اور ایک کا بدون دوسرے کے پایا جانا غیر ممکن ہی اور آپ اُسی کی حرمت کے درپے ہین
تو مانا کہ گانا سُننے والونکا اسمین کسی قدر نقصان سہی مگر یہ فرمایئے اگر باجے کا بے راگ اور راگ کا بے باجے کے

کوئی فرد دنیا مین پایا جاوے تو آپکے مبحوث عنہ سے باہر ہوگا اور شاید آپ اُسکی حرمت کے بھی نہ قائل ہون گے ۵
شادم کہ از رقیبان دامن فشان گذشتی + گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد + دنیا مین بہت سے محل ایسے دیکھے
مین آئے ہین جہان محض باجا ہی بجتا ہوگا نا نہین ہوتا اور بہت سے مقام ایسے بھی پائے جاتے ہین جہان
گانا ہوتا ہے اور باجا نہین بجتا ہے کیا آپنے کوئی بارات ایسی نہین دیکھی جہان محض تاشا۔ ڈھول۔ جھانجھہ۔ یا
انگریزی باجے پر اکتفا ہوتی ہو کیا آپنے نہ سُنا ہوگا کہ فوج مین ہمیشہ نقارہ ہی بجتا تھا اور اب انگریزی فوج مین
انگریزی باجا بجتا ہوگا نا نہین ہوتا سلف صالحین مین نکاح کی تقریب مین محض دف بجتا تھا اعلنوا النکاح
ولو بالدف مین محض دف پر اکتفا ہو والغنا کا لفظ نہین مولود کی محفلون مین مولود خوانون کی زبانی محض
قصائد اور غزل نعتیہ گائی جاتی ہو مرثیہ خوانی کی مجلسون مین محض سوز کے نغمہ پر اکتفا ہوتی ہو کیا ان باتونکی
آپکو خبر نہین شعر فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ + وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم + چھٹوین حضرت
پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام مین محض اُنھین باجونکی حرمت ارشاد فرمائی ہو جو بطور لہو ولعب کے بجائے
جاتے ہون یا جسمین کفار عبدۃ اصنام وشاربین خمر کی مشابہت ہو یا دعوت مین محض نمود ونمائش کیلئے بجائے
جاتے تھے جن سے قوای طبعیہ کا ثوران اور شہوت کا ہیجان اور نسوان کے جانب میلان اور رعونت اور ریا کا غلبان
ہو چنانچہ اُنھین امور کو علت تحریم مین پیش کرنا صاف اسکی دلیل ہے افسوس ہو کہ آپنے ھذا کا مشار الیہ حضرت
شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام مین چھپا دیا ھذا کا مشار الیہ یہان قبول دعوت ہو جسکا اوپر مذکور ہو چکا اُن
باجون سے یہان سرو کار نہین جسکا حضرات صوفیہ کے یہان رفع قبض وایراث حزن ورقت قلب اور دیگر اغراض
جائزہ کیلئے رواج ہو اسی لیے حضرت نے اسی کتاب مین ایک فصل آداب سماع مین تحریر فرمائی ہو جسکا عنوان
ہو فصل فی اٰدابھم فی السماع اگر سماع مطلق بقول آپکے حرام ہو اُسکے آداب بیان کرنیکے کیا معنی اور خود حضرت
کا سننا بھی تصوف کی کتابون مین لکھا ہو چنانچہ اقتباس الانوار مین جہان حضرت پیران پیر اور حضرت خواجہ
غریب نواز رحمہم اللہ کی ملاقات کا مذکور ہو وہان مسطور ہو کہ حضرت غوث الاعظم برائے قوالان اطلبید
مجلسے ترتیب داد حضرت خواجہ بزرگ بوجد وسماع درآمد وحضرت غوث اعظم عصا بدست مبارک گرفتہ
ایستادہ بود واشک از چشم مبارکش می ریخت ناگاہ سر عصائے وی بجنبش درآمد خادم گفت کہ چگونہ باشد

۱۱ اگر سماع کے ۱۲ ۱۲ صوفیون نے سماع کے دربارہ فصل آداب مین۔ بڑی بے گناہ ۱۲ سے ۳ قوم معصیت ہین اور اگر جائز ہو قوم معصیت ہم نہین جانتے ہو ۱۲ سے ۲ نہیں اگر وہ دینے احکام سے

که مصافی شما بجنید فرمودند یعنی عارفی کامل در سماع در رقص است از عرش تا ثری همه اشیای عالم تبا لعبت وی در رقص اند منم که تمامی عالم را بقوت ولایت خویش نگاه میدارم والا درین حالت وقتی زوداده است که کونین زیر و زبر گردد انتہی تحفۃ القادریہ سے تجلیات سماع مین نقل ہو کہ ایک روز محبوب سبحانی غوث صمدانی نے قوال کو ایک شعر پڑھنے کیلئے ارشاد فرمایا قوال نے ایک شعر گایا تو حضرت اٹھے یہانتک کہ ہوا پر گئے لوگون کی آنکھون سے غائب ہوئے جب لوگ مدرسہ مین جمع ہوئے دیکھتے کیا ہین کہ حضرت مدرسہ مین جلوہ فرما ہین سے بیچ

مہر و مہ بچرخ آن دلبر رعنا خوش است * کز سماعش رقصتے در جان ہر دانا خوش است * اب ہم شاہ جی صاحب سے انھین کے سوال کو الٹ کر پوچھتے ہین کہ حضرت پیران پیر صاحب تو مطلقاً گانیکو حرام نہین فرماتے تھے تاوقتیکہ آپ مطلقاً حرام فرما رہے ہین تو آپ قادری ہین یا نہین پھر اور گزارش کرتے ہین کہ آپ سلسلہ رزاقیہ بلکہ اسمٰعیلیہ سے واسطہ رکھتے ہین یا نہین حضرت زبدۃ السالکین سید شاہ عبد الرزاق بانسوی اور حضرت سید شاہ اسمٰعیل قدس سرہما کتنے بڑے اولیائے کمل مین سے تھے جنکی ولایت اور رشد کو انکے عہد کے علما نے تسلیم کیا ہے چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی و حضرت استاد الہند ملا نظام الدین فرنگی محلی کی تصانیف سے ہویدا ہے کیا ممکن ہو کہ ایسے حضرات فاسق و فاجر ہون ہم پوچھتے ہین کہ ان حضرات کا راگ کے بارہ مین کیا مسلک تھا اگر معلوم نہو تو مناقب رزاقیہ تصنیف حضرت استاد الہند قدس سرہ اور محاسن رزاقیہ مصنفہ مولانا عبد الاعلی خلف الصدق حضرت بحر العلوم و مرید حضرت شاہ شاکر اللہ صاحب تھوڑی دیر کیلئے مطالعہ فرمایئے حقیقت کھل جائیگی اور ضرورت ہی کیا ہے آپکے وہی نجات المؤمنین مین سید شاہ اسمٰعیل صاحب و رشید شاہ شاکر اللہ صاحب کے حال مین جو کچھ تحریر فرما چکے ہین غالباً بھولا نہو گا اب شاہ جی صاحب خود ہی فرمادین کہ آپکے پیران عظام کے قول و فعل مین تو حلت کی دلیل موجود اور آپ حرمت پر تلے بیٹھے ہین فرمایئے اپنے پیرونکا مخالف کون ہو اسکے بعد پیر جی صاحب سے مین ایک بات اور پوچھتا ہون کہ حضرات پیران پیر تو حنبلی مذہب تھے اور انکا عمل در آمد فقہ حنبلی پر تھا تو جن مسائل مین مابین حنفیہ و حنابلہ کے اختلاف ہو وہان آپ امام ابو حنیفہ کے فتوی پر عمل کرینگے تو ہم آپکے روبرو وہی قول آپکا پیش کرینگے کہ آپ تو فرماتے ہین کہ اگر تمام جہان کے پیران طریقت کا ارشاد ایک جانب ہو اور حضرت پیران پیر کا ارشاد ایک جانب تو ہمکو اپنے ہی مقتدا کی پیروی واجب و لازم ہو یہان حضرت پیران پیر کے قول کو چھوڑ کر اور بزرگون کے ارشاد پر کیون عمل کرتے ہین اور اگر حضرت پیران پیر کے قول و فعل کے موافق عمل در آمد ہی

تو آپ حنفی نہونگے بلکہ حنبلی ہو جائینگے حنفی کہنا آپکا غلط ہوگا مگر چونکہ آپ اپنے تئین قولاً وعملاً حنفی کہتے ہین
اسلئے احناف کے معتبر کتاب ہدایہ کی ایک عبارت لکھتے ہین بغور ملاحظہ ہوا ور اگر سمجھہ مین نہ آئے تو
کسی ذی علم سے پوچھہ لیجیے دور جانیکی ضرورت نہ پڑیگی شاید فرزند ارجمند سے جو دستار فضیلت باندھکر آئے
ہین حل ہو جاوے عبارت یہ ہی من دعی الی ولیمۃ او طعام فوجد ثمہ لعبا او غناء افلا باس بان یقعد
ویاکل وقال ابو حنیفۃ ابتلیت بھذا مرۃ فصبرت وھذا لان اجابۃ الدعوۃ سنۃ قال علیہ السلام
ومن لم یجب الدعوۃ فقد عصی ابا القاسم فلا یترکھا لما اقترنت بہ من البدعۃ من غیرہ اب ارشاد ہو کہ ہدایہ کے یہ عبارت
غنیہ کی عبارت کی مخالف ہے یا نہین ہان تو یہ تحریر ہے کہ لا یجلس ھناک اور یہان مرقوم ہے کہ فلا باس بان یقعد ویاکل یہ فرمایئے کہ آپ مدعی
تیسجھے اس جگہ ۱۲ کچھ حرج نہین کہ بیٹھے اور کھائے ۱۲
حنفیت ہوکر ہدایہ کے بموجب فتوی دینگے یا غنیہ کی موافق برتقدیر اول آپ قادری نہین رہتے اور برتقدیر ثانی
حنفیت سے جدا ہوے جاتے ہین اسکے بعد یہ گزارش ہی کہ گانا اور لعب جب حرام قطعی ہی تو لا باس بان یقعد
کے کیا معنی مانا کہ دعوت سنت ہی لیکن ترک سنت اور حرام معارض ہون تو کسکو ترجیح ہوگی اور پھر امام اعظم
جیسے مقتدائے عالم کا کہ جو سر آمد فرقہ لا یخافون لومۃ لائم تھے حرام پر صبر کرنا کیا کسی عاقل کے وہم مین
آسکتا ہی ابتلیت کے لفظ سے آپکو شبہہ ہو اس لفظ کا استعمال محل حرام ہی کے ساتھ مخصوص نہین قال اللہ تعالی
واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قولہ اب مین اُن مولوی صاحب سے پوچھتا ہون آہ آپ ہزار پوچھین
وہ آپکو خطاب کے قابل کب سمجھتے ہین اور وہ فرما دین بھی تو آپ مین علما کے دقائق علیہ کے سمجھنے کی قابلیت
کہان ہان اگر استفادۃً بطور تلمذ کے پوچھیے تو شاید آپکی سمجھہ کے مطابق کوئی بات کہی جاوے قولہ جنھون نے
میرے خط مین بے تکلف لکھہ بھیجا آہ لکھنے کیلیے کون سی تکلف کی ضرورت ہی مولوی صاحب تو ما انا من
المتکلفین کی مصداق ہین بے تکلف لکھہ بھیجا تو کیا قصور کیا قولہ لکھہ بھیجا کہ راگ باجے کو مین مطلقاً حرام نہین سمجھتا آہ اچھا یہ
لکھا تو کیا گناہ کیا مطلقاً حرام کے یہ معنی ہین کہ اُسکی ہر فرد کو حرام نہین سمجھتے یہی مسلک تو تمام محققین فقہا کا ہی کیا آپ راگ
باجے کو مطلقاً یعنی اُسکی ہر فرد کو حرام سمجھتے ہین اگر آپکا یہی مسلک ہے تو آپ مخالف ہین تمام فقہاء محققین کے ایک فرد
اُسکا غنای مجرد ہی جو شرائط معینہ کیساتھہ پایا جاوے اُسکے حلال ہونے مین کسیکا اختلاف نہین آپکے اس قول سے
وہ بھی حرام ٹھہرا ایک فرد اُسکا دف ہے کہ اعلان نکاح کیلیے یا اعیاد اور سرور کی تقریبات مین جو بجایا جاتا ہی نقارہ ہے کہ غازیونکا

[illegible]

لوٹے پر نہین رکھتے تھے اسلیے ایسا نہو کہ اس سے آواز برآمد ہو کر خلل انداز شریعت ہو اہ یہ نئی شریعت ہی اور نیا خلل ہی اور شریعت کا وہ کون سا رکن ہی لوٹے پر کٹورا رکھنے مین جسمین خلل واقع ہوا اور کیا شارع علیہ السلام نے اُسکو خلل انداز شریعت قرار دیا ہی یا بقول آپکے محض شاہ صاحب کا گمان تھا میرے نزدیک یہ محض افترا ہی حضرت شاہ صاحب جیسے مقدس بزرگ کیطرف ایسے سفیہانہ امر کی نسبت نہایت مستبعد ہی قولہ آپ حضرت غوث پاک کے ارشاد کو غلط سمجھتے ہین یا صحیح اہ اگر حضرت غوث پاکؓ کا یقینی ارشاد ہی تو جو اُسکے واقعی معنی ہین وہ بالراس والعین مقبول اور واجب القبول آپکا یا اور کسیکا اختراعی قول یا اختراعی معنی سراسر باطل اور فضول ہی قولہ آپ نے کیا سمجھکر لکھدیا کہ راگ و باجے کو مین مطلقا حرام نہین سمجھتا اہ وہی سمجھکر جو حضرت غوث پاک کے کلام پاک کا صحیح مقتضے تھا گانے اور باجے کا ہر فرد حرام نہین قولہ اب آپکو لازم ہی کہ اس عقیدہ سے توبہ کیجیے اہ آپکو لازم ہی کہ حضرت غوث پاک اور دیگر پیران طریقتؒ کی مخالفت سے توبہ کیجیے کہ وہ مطلق گانے اور باجے کو حرام نہین جانتے تھے قولہ اب رہا فقہ وحدیث سے اسکا متحقق ہونا وہ بھی لیجیے اہ۔ بوے گل بھی تو نہ لائی تا قفس بہ چل ہوا ہواے صبا دیکھا تجھے۔ کچھ بزرگان دین کے اقوال سے حرمت ثابت کر چکے اب فقہ وحدیث کیطرف متوجہ ہو کر محمد فاضل نام رکھانا چاہتے ہین ہ ہمنے اے نالہ دل تیرا اثر دیکھ لیا، نہوا تجھسے کوئی کار نمایان اتبک، بہرحال مصر ویران کرد و رود در وادی ایمن نہاد۔ یہ یاد رہے کہ فقہ وحدیث سے استدلال کرنا معمولی عقل والے آدمی کا کام نہین اسکے لیے علم وافر فہم صحیح درکار ہی۔ فقہ مین علماے دین کے اسقدر اختلافی اقوال مذکور ہین بیحد روایات مسطور ہین کہ اُنمین مذہب محقق نکالکر فتوے دینا ہی بے علم ناسمجھ آدمی سے غیر ممکن ہی اسلیے جبتک مفتی کو علما کے اقوال وجوہ استدلال پر نظر نہو ماخذ مسئلہ کی خبر نہو محض روایت گستی کرکے فتوے دیدینا فقہا جائز نہین رکھتے فتاوے سراجیہ مین ہے لا ینبغی لاحد ان یفتی الا ان یعرف اقاویل العلماء ویعلم من این قالوا ویعرف معاملات الناس آپکو نہ فقہ نہ اصول نہ حدیث سے خبر نہ علم کا اثر نہ فہم کا آپکے قرب وجوار مین گذر آپکو کس بھروسہ پر تصنیف و وعظ کی جرات ہوئی اسی مسئلہ سماع مین علما کے کسقدر اختلافات ہین۔ اصل یہ ہی کہ علماے دین کے امور دینیہ مین مختلف نظرین ہوتی تھین بعضون کی نظر رخصت پر ہوتی تھی بعضونکی عزیمت پر جنکی نظر مین رخصت ملحوظ تھی اُنھون نے اباحت اصلی کا لحاظ اور یاایہا النبی لما تحرم ما احل اللہ لک

ل بہت دور جانیکی ضرورت نہین لطائف حضرت سید اشرف جہانگیر قدس سرہ جنمین آپکا سلسلہ چشتیہ بطریق اسکے ملتا ہے ملاحظہ فرمایئے اور رد مجددیت سے بی لگاؤ ہو تو مکتوب ۲۹۵ جلد ثانی مکاتیب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ بھی مطالعہ ہو ۱۲

کا خیال کیا اور تحریم حلال کو ویسا ہی قبیح اور ابتداع شریعت جدیدہ سمجھا جسطرح تحلیل حرام اور دلائل حرمت کو فقدان شرائط افادہ کیوجہ سے مفید حرمت نہین پایا وہ حلت کے قائل ہوے اور حرمت کو مقید اقتران منکرات کے ساتھ رکھا اسی نظر کے مقلدین شارح بزدوی شارح کافی صاحب بدائع مصنف محیط صاحب فتح القدیر زیلعی صاحب بسیط صاحب وجیز صاحب تذکرہ حمدونیہ صاحب قواعد وغیرہ ہین اور جنکی نظر عزیمت پر تھی اُنھون نے اباحت کو ذریعہ بے قیدی اور تحرز کو مقتضاے احتیاط سمجھا وہ حرمت کے قائل ہوے اُنکے تلامذہ اور مقلدین نے اپنے مقتدا اور اساتذہ سے انکی کتابون مین حرمت کا فتوی نقل کیا صاحب ہدایہ شارح وقایہ مصنف کنز قاضیخان صاحب ذخیرہ صاحب حماویہ وغیرہ اس جماعت مین ہین اُسکے بعد اغراض طرفین کیلیے تعصب کے باعث ہوے اور تشدد نفسانیت حد سے بڑھگئی ہم یہان ایک عبارت محدث دہلوی کے مدارج سے نقل کرتے ہین وہی ہذہ وحقیقت حال ومنشار اختلاف آن بینماید کہ سرود شنیدن وآلات ومزامیر زدن در زمان قدیم کار وبار بے قیدان ولاہیان وفاسقان وشرابخواران بودہ لہذا در حدیث صحیح آمدہ کہ آنحضرت فرمودہ فرستادہ شدہ ام وامر کردہ شدہ ام کہ محو کنم وبشکنم معازف را کہ نام آلات ومزامیر ملاہی ست ونہی کنم از خمر وزناد در اصل نام غنا لہو ست وذکر دی درباب ملاہی میکنند وبعد از محو ومحق این امور ورفع ازالہ این منکرات چون آن رسم وعادت نماند مسلمانان وصالحان وپارسایان نیز دران افتادند واز ان محظوظ گشتند بے ملابستہ بفسق ومنکرات ومخالطہ با اہل فسق وفجور وجماعی دیگر چون دیدند کہ این عادت فاسقان ونشان بے قیدی اوست ومشابہتے بحال ایشان دارد بخوف آنکہ مبادا سرے بآنجانب کشد اجتناب نمودند وتحذیر فرمودند واز شارع نیز اگر باین ملاحظہ تحذیرے ومنعے صادر شدہ باشد ودربا شد وآنکہ محدثان گویند کہ نہی شارع بہ ثبوت نہ پیوست وہیچ حدیثے درین باب بصحت نرسیدہ بعد از تقریر آنکہ دائرہ صحت باصطلاح اینطائفہ تنگ ست مراد آن خواہد بود کہ نہی آن علی الاطلاق وتحریم آن لذاتہ ثابت نشدہ چنانکہ از خمر وزنا وامثال آن وآنکہ بعضے از اہل ظواہر گفتہ اند کہ ہیچ حدیثے وارد نشدہ این سخن خالی از مکابرہ نیست ومثال اینحال قصہ ظروف واوانی ست کہ آنرا ختم ومزفت ونقیر ودبا نام است کہ در وقت اباحت خمر استعمال آن میکردند وشراب دران میخوردند وچون شراب حرام شد استعمال این قسم اوانی وخوردن مشروبات دیگر دران چندگاہ حرام ساختند نیز براے محو وقمع آثار آن

و چون حرمت خمر ثابت و مقرر شد و احتیاج بقمع و قلع آثار و علامت آن نماند منع و نہی از ان اوانے نیز نماند و با وجود آن علما و ائمہ دین دو فرقہ شدند جمعے بمنع رفتند از استعمال آن اوانی و قومے بہ تحریز کما فکر ضعیفہ در ما نحن فیہ نیز مانند این دو فرقہ آمدند قومے بنظر عادت قدیم کہ اینصورت نشان اہل فسق است منع و رسم احتیاط را گرفتہ ایستادند و جمعی نظر بر معنی و حقیقت حال انداختند کہ اگر بلا بستہ فسق و منکرات ست حرام و اگر نہ چنین است مباح لعد از ان تعصبے و تشددے در میان آمد ہم مانعان افراط کردند و مرکبان آنرا مطلقاً منسوب بفسق و کفر و زندقہ داشتند و ہم مبیحان بر زعم آنہا آنرا طاعت صرف و عبادت محض گرفتند و تمامہ اوقات را شمول آن و مشغول بدان ساختند و مجمعہا و معرکہا گرفتند و ہر دو طائفہ فرق میان اہل و نا اہل نکردند و سر رشتۂ انصاف کہ معنی آن نصف لی و نصف لک است از دست دادند و طریقۂ ادب کہ حقیقت آن نگا ہداشتن ہر چیزے نگاہ نداشتند انتہے اور علامہ علی قاری شرح عین العلم مین فرماتے ہین واما ما عدا ذلک الطبل والقصب سوے ما اعتید اہل الشرب فانہ اذا ارتفع عنہ المشابہۃ فبقی علی اصل الاباحۃ علامہ طحطاوی حاشیہ در مختار مین لکھتے ہین قال القانی عن ظہیر الدین اسحق الولوالجی رجل استاجر رجلا لیضرب لہ الطبل ان کان للھو لا یجوز لانہ معصیۃ وان کان للغزو او العرس او القافلۃ یجوز لانہ طاعۃ کیون شاہ صاحب اب آپ ہی فرما دین کہ فقہا ے محققین کی عبارت سے مطلق سماع اور مطلق باجے کی اباحت نکلتی ہے یا حرمت تو اگر کسی مولوی صاحب نے آپ کو لکھا کہ ہین مطلقا راگ و باجے کو حرام نہین سمجھتا تو کیا برا کیا آخر ان فقہا نے بھی یہی لکھا ہے۔ آپ کے نہ فقہا کے اقوال پر نظر ہے۔ نہ اصول دین کی خبر ہے اور راس نادانی پر جسارت یہ کہ علما پر اعتراض کرنیکو طیار رہین سہ ناصحا دل ہی مین اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم ؛ لاکھ نادان ہین کیا تجھسے بھی نادان ہونگے ؛ قولہ فتاوے حمادیہ مین یہ عبارت کس زور شور سے نقل کی ہے اہ نقل کیلیے نہ زور لگانیکی ضرورت نہ شور مچانے کی حاجت یہ زور شور شاہ جی صاحب کا ہی فتاوے مین خیریت ہے خیر اسکی بھی حقیقت کھل جاتی ہے سہ ہر جا کہ حرف جبر و جفاے تو گفتہ شد ؛ شد تازہ داغم و گل دیگر شگفتہ شد ؛ قولہ حکی اہ ایسی مجہول روایتون سے حرمت قطعی ثابت کرنا شاہ جی صاحب کا کام ہے تو

من سمع الغناء من المغنی او من غیر المغنی او یری فعلا من الحرام فیحسن ذلک باعتقاد او غیر اعتقاد یصیر مرتدا الخ آہ جو شخص اسلامی اصول پر نظر اور دینی علوم سے خبر رکھتا ہو ذرا انصاف کو دخل دے تو یقیناً سمجھ سکتا ہو کہ حمادیہ کے منقولہ عبارت اسلامی اصول کی کسقدر مخالف ہو اور محض تعصب اور نفسانیت پر مبنی ہو اس روایت کے بموجب تو سماع شرک کفر زنا غیبت سب سے زیادہ بڑھگیا لطف یہ ہو کہ حمادریہ کے بعض نسخوں مین یہ لفظ بھی واقع ہو کہ فان تاب لا یقبل توبتہ حیرت ہو کہ مشرک کی توبہ تو قبول ہو اور گانا سننے والا اس سے محروم رہے پھر زانی جھوٹ بولنے والا شراب خوار مردار خوار چور غیبت کرنے والا وغیر ذالک تمام کبائر کا مرتکب اگر کوئی شخص ہو تو عورت اُسکے نکاح سے باہر نہو اور محض گانا سننے سے اور اُسکی تعریف کرنے سے اگرچہ بغیر اعتقاد کے ہو عورت نکاح سے باہر ہو جائیگی پھر دیکھیئے یہ حکم قرآن کے بھی مخالف حدیث کے بھی مخالف فقہ اور کلام کے بھی مخالف اللہ فرماتا ہو کہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا و یغفر ما دون ذلک یہ روایت کہتی ہو کہ غنا اس سے مستثنی ہے قرآن کہتا ہو ان الحسنات یذھبن السیئات اس روایت کا مقتضی ہو کہ ان السیئات یذھبن الحسنات قرآن کا ارشاد ہو کہ من عمل منکم سوء بجہالۃ ثم تاب من بعدہ واصلح فانہ غفور رحیم یہ روایت کہتی ہو کہ یہ کلام ناقص ہو اس مین الا الغناء کی قید لگانا چاہیئے۔ حدیث مین ہو کہ ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب و لا تخرجہ من الاسلام بعمل اس روایت کا مقتضا ہو کہ یہ حکم ماننے کے قابل نہین بلکہ یکفر من یسمع الغناء فی الحال و یخرج من الاسلام حضرت کا ارشاد ہو التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اور یہ روایت کہتی ہو کہ اس خداوندی توسیع سے گانا سننے والا بے نصیب ہو فقہ کی عبارت منظور ہو وہ بھی سنیے فی الدر فی باب الامامۃ کل من کان من اھل قبلۃ لا یکفر بھا و فی الھدایہ لا یفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ اختلاف و لو کان ذالک بروایۃ ضعیفۃ ایسی عبارت کو جو کتاب و سنت اور فقہ کے مخالف ہو اور مجہول صیغہ سے ذکر کیگئی ہو اندھون کیطرح اختیار کر لینا اور علماے معتبرین کے روبرو استدلال مین پیش کرنا بجز سفاہت کے اور کس امر پر مبنی ہو ہان اگر اس سے غرض فقط اسی قدر ہو کہ عوام کالانعام اُسکے تہدیدی الفاظ سنکر چونک پڑین اور شاہ جی صاحب کی بات کو زیادہ کان لگا کر سنین تو ہم اُسکے مقابلہ مین ایک اور

بڑے بزرگ کا قول لکھتے ہین جو جناب شاہ جی صاحب سے علماً عملاً بہت بڑھے ہوے ہین امام احمد غزالی کا نام شاید شاہ جی نے سُنا ہوا امام محمد غزالی صاحب حیاکے بھائی ہین بہت بڑے عالم اور درویش کامل تھے اُنکا رسالہ ہے بوارق الالماع فی تکفیر من یحرم السماع نام ہی سنکر آپ چونک پڑے ہونگے پورا رسالہ دیکھیئے گا تو بہت چکر مین آئیگا یہ عبارت اُسکی ملاحظہ ہو فمن قال ان الرقص حرام وصوت الدف والغناء حرام کان ذلک افتراء منه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم حضر الحرام ورواه غیره علی الحرام ومن اختلج ذلک فی باطنه کفر بالاتفاق قوله بغیر ساز کے درمختار سے نقل کیجاتی ہے آہ بغیر ساز کے نقل بے مزہ ہوگی خیر ہم دیکھنے کو موجود ہین مگر اب تک آپنے جو نقلین کین اُسمین کیا ملا جواب امید کیجائے سہ

نخل امید نہ اک بار بھی سرسبز ہوا — لاکھ ارمان کیئے پھولنے پھلنے کیلئے

قوله ومنهم من اباح مطلقا ومنهم من کرهه مطلقا فی البحر والمذهب حرمته فانقطع الاختلاف بل ظاهر الروایة انه یکره ولو لنفسه آہ فقہ کی روایت دیکھکر بغیر ما له وما علیه کے نظر کیئے ہوے استدلال کرنا فقہا کا کام نہین سفہا کا کام ہے درمختار کی عبارت سرے سے آپنے چھوڑ دی ہے شروع کی عبارت یون ہے ومن یغنی للناس لانه یجمعهم علی کبیرة هدایه وغیرها وکلام سعدی افندی یفید تقییده بالاجرة فتامل واما المغنی لنفسه لدفع وحشة فلا بأس به عند العامة وصححه العینی وغیره قال ولو فیه وعظ وحکمة فجائز اتفاقا ومنهم من اجازه فی العرس کما جاز ضرب الدف فیه ومنهم من اباحه مطلقا فی البحر والمذهب حرمته مطلقا فانقطع الاختلاف بل ظاهر الروایة انه کبیرة ولو لنفسه اب فرمایئے کہ اوپر سے کونسا غنا مبحوث عنه تھا اور عینی نے کسکی تصحیح کی ہے اور ولو فیه وعظ وحکمة فجائز اتفاقا کس کو کہا ہے باقی رہا صاحب بحر کا یہ قول والمذهب حرمته مطلقا فانقطع الاختلاف اُسکی کیفیت بھی مختصر سنیئے ابن عابدین شامی ردالمحتار حاشیہ درمختار مین لکھتے ہین قوله فانقطع الاختلاف فیه کلام ذکرته فی حاشیتی علی البحر وقد رد الشیخ اسمٰعیل النابلسی علی صاحب البحر جو قول مردود ہوچکا اُسکو استدلال مین پیش کرنا سخت حماقت ہے انقطع الاختلاف کے حقیقت آپ پر کھلی یا نہین اگر نہ کھلی ہو تو ذرا منحة الخالق حاشیہ بحرالرائق ملاحظہ فرمایئے سمجھ مین نہ آئے تو کسی سمجھ دار سے سمجھ لیجیے قوله فتاوجات آہ شاہ صاحب رفیع الدرجات بات پوچھنا کوئی

ہر کو بھی سوہر کا ہووے۔ یہ فتاوجات کا لفظ آپنے کرسی مین سیکھا ہو یا کہین اور قولہ اب رہا حدیث
سے اُسکی حرمت کا ثابت ہونا بیجے معتبر احادیث سے ملاحظہ کیجیے او اُسکے معتبر ہونیکا بار ثبوت آپ پر
ہے شاہ جی صاحب آپ ہین کدہر آپ کیا جانین کون سی حدیث معتبر ہوتی ہے اور کونسی حدیث حرمت
کو مفید ہوتی ہے. حدیث سے دلیل لانا سہل نہین آپنے تو حدیث کے الف بے بھی نہین دیکھی یہ بڑی
جرأت کا کام ہے کہ پڑھے نہ لکھے جھٹ حدیث بگھارنے لگے حدیث سے دلیل لانے والے کیلیے ضرور
ہے کہ اسماء الرجال کے فن سے واقف ہو حسن صحیح مشہور متواتر منکر غریب ضعیف موضوع
غیر موضوع وغیرہ اقسام حدیث مین تمیز کر سکتا ہو پھر استنباط احکام کے اصول مین مہارت رکھتا ہو
ہر جاہل کا کام نہین کہ بے سمجھے بوجھے اونٹ پٹانگ جو چاہے ہانکنے لگے جاہلون مین عالم ناقصون
مین کامل ان پڑہون مین پڑا ہوا بنانے کیلیے جو چاہے سُر بے سُر وقت بیوقت کے گانے لگے قولہ
فتاوے حماویہ مین ہے اہ معتبر حدیث کا لفظ لکھا تھا تو ہم سمجھے تھے کہ بخاری مسلم یا اور کسی حدیث کی
کتاب کی سند لائینگے مگر پردہ اُٹھا کر دیکھا تو ہمنا بازار تھی۔ سچ ہے لکھین کوا اور مراد لین کنکوا لکھین لونان
مراد لین کرسی شاہ صاحب کیا فتاوے حمادیہ یا کشف العلوم حدیث کی کتاب ہے تو بس محدث کی تصنیف
ہے قولہ فتاوے حماویہ مین آنحضرتؐ سے یہ حدیث نقل کی ہے وھی ہذا اہ وہی کا مرجع اور ہذہ کا مشار الیہ
ذرا ارشاد ہو اگر حدیث ہے تو وہ عربی زبان مین مونث نہین خدا جانے شاہ صاحب کے دلمین تانیث
کسقدر مضمر ہے کہ جہان ضمیر لاتے ہین مونث ہی کی لاتے ہین قولہ مامن رجل یرفع صوتہ اہ اس حدیث
کے نسبت زرادی نے لکھا ہے کہ وما روی الفقہاء من الاخبار عن ابی امامة وجابر وغیرہا فی حرمتہ
فلا یتصل لصحة الاسناد ولا یعتبر عند المحدثین کما ذکرہ الشیخ مجد الدین فی کتابہ
الصراط المستقیم ولو اعتبر فلا یعارض حدیث عائشة لانہا اشہر فقہا منہ ولو تاملت
فیہا لعرفت ان کل واحد منہا دلیل علی اباحتہ فالاول ما روی عن ابی امامة
رضی اللہ عنہ انہ قال علیہ الصلاة والسلام مامن رجل یرفع الحدیث فالوعید یرجع الی رفع الصوت
عند الغناء لا الی استماعہ فلا حجة للمنکر فی حرمتہ اذ ہو یزاحمہ عند الاسماع فہو ممنوع
الجہر فیدل علی جواز استماعہ الا تری ان الناس امروا بالاستماع والانصات
عند تلاوة القرآن اذ التکلم ینافی الاستماع انتہی اور علامہ نابلسی حدیقہ ندیہ

مین اسی حدیث کے شرح مین عند القناعة کے تحت مین لکھتے ہین ای بتنغم وتطرب لما هو مشتمل
على الفحش من الشعر الخالي من الحكمة عند غير اهل المعرفة الالهية الذين يفهمون بكل اشارة
معنى صحيحا آپ کو اس حدیث کی سند غالبًا معلوم نہو گی آپ احسان تو کیا ملینیگا مگر ہم اُسکی
سند آپکو بتاے دیتے ہین اس حدیث کو معجم کبیر مین طبرانی نے روایت کیا ہو ابی امامہ سے جسکی سند یہ ہو
رواه مسلمة بن علي الخشني الدمشقي عن يحيى بن حارث الانصاري عن القاسم بن عبد الرحمن عن ابي امامة
مسلمة بن علي الخشني کے نسبت یحیی بن معین نے فرمایا ہو کہ لیس بشئ اور ابو حاتم اور بخاری نے اُسکو منکر الحدیث
کہا ہو اور بعض علما کا قول ہو اہل علم کو زیبا نہین کہ اُسکی حدیث کے ساتھ مشغول ہون اور اُسکی اسناد
مین دوسرے راوی ہین قاسم بن عبد الرحمن اُنکے بارہ مین یحیی بن معین کا قول ہو کہ لایساوی شیئا
اور احمد بن حنبل کا قول ہو کہ منکر الحدیث اور ابن حبان کہتے ہین کہ وہ صحابہ سے معضلات روایت کرتا ہو
اور ثقات کی روایت کو سندین الٹ پلٹ کر لاتا ہو کذا فی الامتاع آپکی پیش کردہ حدیث کی کیفیت
غالبًا آپ پر منکشف ہو گئی ہو گی قولہ حدیث شریف سے نرے گانے کی برائی کسقدر ثابت ہوئی ولے برحال
اُنکے کہ طنبورہ اور چکارے کے ساتھ گائین بجائین آہ آپکی خاطر سے علی سبیل التنزل ہم مان لیتے ہین کہ
نرے گانے کی برائی ثابت ہوئی لیکن یہ کچھ ضرور نہین کہ جس چیز کے لیے علیحدہ ایک حکم ثابت ہو کسی دوسری
شے کے ساتھ ملنے مین بھی وہی حکم باقی رہے سرکہ خالے اور حکم رکھتا ہو شکر کے ساتھ ملا دیا جاوے تو
اُس کا حکم اور نام اور خاصہ اور خالی پانی سے وضو جائز شوربا ہو جاوے وضو ناجائز قولہ حدیث
شریف مین یہ بھی آیا ہو کہ آنحضرت نے فرمایا کہ راگ شہوات حیوانیہ کو برانگیختہ کرتا ہو اس حدیث
کی سند ارشاد ہو کہ دعواے بے دلیل قبول خرد نہین۔ ہمنے مانا کہ قواے حیوانیہ کو برانگیختہ کرتا ہو
پھر اس سے حرمت کہان ثابت ہوئی مرغ کا گوشت عمدہ عمدہ معاجین پلاؤ قورمہ خود گیہون
قواے حیوانیہ کو بڑھاتا ہو اور وہی قوتین بڑھکر بعضے نفوس مین قواے شیطانیہ ہو جاتے ہین
کیا اس وجہ سے یہ ساری چیزین حرام ہو جاوینگی پھر شارع علیہ السلام نے مطلق
قواے حیوانیہ کے بڑھنے کو معیوب نہین فرمایا ورنہ اون کے باطل کر دینے کا
حکم فرماتے بلکہ اختصار کی ممانعت فرمائی تاکہ ابطال خداداد قوت کا لازم آوے
لارهبانية في الاسلام کا بھی یہی منشا ہے ہر ایک قوت کے لیے

تحدید کردی ہو اور مصرف مخصوص معین فرمایا اُن سے تجاوز کرنا البتہ ناجائز ہی حتی کہ بنظر ظاہر بہت سے افعال معیوب معلوم ہوتے ہین شارع علیہ السلام نے اُن سی مطلق روکا نہین بلکہ حد معین فرما دے جھوٹ بظاہر بری چیز ہے مگر بعضے مواقع ہین جیسے اصلاح ذات البین ہی جائز رکھا گیا حسد گو بری چیز ہی مگر کسی محل پر درست رکھی گئی لاحسد الا فی الاثنتین الحدیث سچ بولنا اچھی چیز ہی مگر ہر محل پر اچھا نہین ٹھہرایا گیا کسی کی برائی گو واقعی اور ٹھیک ہو مگر پس پشت بیان کرنا جائز نہین رکھا گیا علیٰ ہذا القیاس ہر شے کیلئے حد معین کی گئی ہی حد معین سے تجاوز کرنا برا ہی نفس قوٰی بری نہین ؎ عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو ؛ نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند ؛ قولہ قواے شیطانیہ کو جوش مین لاتا ہی خدا شاہد ہی کہ یہ ارشاد بالکل صحیح ہی سر مو اسمین فرق نہین مین نی بذات خود اسکا تجربہ کیا ہوا آہ کیا خوب ؎

توبہ ٹوٹی ہے ضرور آج کسی وحجی کی ۔ توبہ توبہ کی صدا آتی ہی میخانے سے

دیکھ پایا ہی اُنھین حضرت ناصح نے کہین ۔ اب مین سمجھا جو غرض تھی مرے سمجھانیسے

حضرت شاہ جی صاحب آپ تو بڑے تجربہ کار اور اُس مے کے پرانے بادہ خوار نکلے قواے حیوانیہ کے آثار دیدہ قواے شیطانیہ کے گرم و سرد چشیدہ آپکا تجربہ ٹھیک ہوگا ؎ قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید ؛ ذرا ہم ناتجربہ کارون کے اطمینان کیلئے یہ ارشاد ہو کہ قواے حیوانیہ اور قواے شیطانیہ تو بہت سی قوتون سے مرکب ہین دونون جگہ قوی جمع کا صیغہ ہی اسپر دلالت کرتا ہی حضرت کو عند التجربہ سب قوتونکا جوش ہوا تھا یا بعض کا اگر بعض کا ہوا تو وہ کونسی قوت ہی پھر یہ بھی ارشاد ہو کہ اُس مقام مخصوص پر جہان غنا و حرام حلال ہو جاتا ہی پہونچنے کے قبل تجربہ ہوا تھا یا بعد ظاہر تو یہ ہی کہ قبل ہوا ہوگا اسواسطے کہ وہان پہونچنے کے بعد تو اُن قوتونکا ہیجان ہونے سے رہا ورنہ واصلین کیلئے بھی حرام ہوتا یقیناً مقام مذکور کے بلوغ کے قبل تجربہ ہوا ہوگا یہ ارشاد ہو کہ مع الآت کے ہوا تھا یا بلا آلات اور اُس تجربہ کی حالت مین اپنے پیش کردہ روایت کے موافق اُن سارے احکام کے جو آپکی پیش کردہ روایت مین مذکور ہین آپ مستحق ہوئے یا نہین یعنی ارتداد و حبط حسنات اور بائنہ زوجہ وعدم قبول توبہ وغیرہ اگر نہین مستحق ہوے تو یا وہ روایت آپکی نزدیک نا قبول ہو پھر ذکر کیون کیا یا آپ اوس سے مستثنی ہین اگر مستحق ہوئی تو پھر دوبارہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کی نوبت آئی یا نہین اگر آئی تو نکاح جدید کا کون شاہد ہی پھر یہ بھی ارشاد ہو کہ تجربہ کیوقت حدیث شیطانین کے

بھی آپ مصداق ہوے یا نہین جسکو آپ نے معتبر مان کر حادیہ سے نقل کیا ہی یا آپ اُس سے بھی مستثنیٰ ہین بظاہر تو معلوم ہوتا ہی کہ مصداق اُسکے ضرور ہوے یہکی بہکی باتین اُسیکے اثر سے معلوم ہوتی ہین سہ تو شبینہ میتاثی بہ ہر کہ بودی امشب ؛ کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد ؛ قولہ مولانا روم اہ نانے کا لفظ اگرچہ غلط ہی مگر محل کے ساتھ چسپان ہی اول تو گانے کا رسالہ ہی دوسرے مولانا روم صاحب کا ذکر ہی وہ فرماتے ہین سہ

آتش ست این بانگ نای و نیست باد ہر کہ این آتش ندارد نیست باد

قولہ پس احادیث سے بھی اہل اسلام کے لیے اسیقدر سند کافی ہی اہ احادیث کسیقدر رہون بے سند کافی نہین قولہ اور یہ بھی حدیث شریف مین وارد ہوا ہی اہ اس حدیث کو بھی آپنے بے سند ذکر کیا مگر ہم آپ پر احسان کرتے ہین اور اس حدیث کی سند بھی بتاے دیتے ہین اس حدیث کی تخریج کی ہی ترمذی نے بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور ابوداؤد نے سنن مین اسکی تخریج کی ہی عمر بن شعیب سے مگر ان دونو مین کسیقدر فرق ہی ابوداؤد کی روایت مین یہ لفظ ہی وان امراۃ اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یارسول اللہ انی نذرت ان اضرب علی راسك بالدف فقال اوفی نذرك اور ترمذی نے انھین الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہی جس کا آپ نے ترجمہ کیا ہے قولہ پس اس سے صاف ظاہر ہی کہ یہ حکم آپکا عارضی اولے نذر کیلیے تھا ورنہ آپ ہرگز اُسکو اجازت گانے بجانیکی نہ دیتے اہ سبحان اللہ کیا قیاس اور کیا اجتہاد ہی سہ ہر قدم پر لغزش مستانہ ہی ؛ صفحہ ہستی ہی یا میخانہ ہی ؛ کیا آپکو اسکی خبر نہین کہ نذر معصیت مین نہین ہوتی دیکھیے مشکوٰۃ مین حدیث ہی عن عمران بن حصین قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النذر نذران فمن کان نذر فی طاعۃ فذلك للہ فیہ الوفا ومن کان نذر فی معصیۃ فذلك للشیطان ولا وفا فیہ رواہ النسائی اور مشکوٰۃ مین ابی داؤد کی روایت سے ثابت بن ضحاک کی حدیث طویل مین ہی جسکا ایک ٹکڑا یہ ہی لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللہ فرمایے گانا اگر حرام اور معصیت تھا تو حضرت نے کس بنا پر ایفاے نذر کا حکم فرمایا کیا آپکے نزدیک عارضی نذر کیوجہ سے حرام حلال ہو سکتا ہی اور اُس نذر کا ایفا بھی واجب ہے اگر ایسا ہو تو حرام کے ارتکاب کیلیے نذر کا حیلہ بہت آسان ہی آپنے تو بڑی وسعت دیدی خیر آپکے فتوی کے بموجب گانا سننے والونکو جب سننے کی رغبت ہوگی تو ادھر نذر کیا ادھر سن لیا اور آپکی فتوی کی سند دستاویز کیلیے کافی ہی سہ موافق ست بحسن تو مشرب عشقم ؛ گواہ دانیکہ مراد ل ترا دہان تنگ ست

شاہ صاحب حنفیہ تو نذر مین محض اباحت پر اکتفا نہین کرتے بلکہ منذور کا امور طاعت مین سے ہونا اور طاعت مین بھی مقصود بالذات ہونے کی قید لگاتے ہین **قولہ** ممانعت کا ثبوت یہ ہی کہ جب وہ لڑکی گانے بجانے لگے تو تشریف لائے حضرت ابوبکر صدیق اور وہ اسطرح گاتی بجاتی رہی پھر تشریف لائے حضرت عثمان اور حضرت علی اور وہ اسطرح گاتے اور بجاتے رہی آہ قربان جائیے اس سمجھ کے شاہ صاحب آپ اپنی سمجھ کا جلد علاج کیجیے اگر گانا بجانا ممنوع ہوتا تو حضرت نہ خود سنتے نہ ان تینون صحابی کو سننے دیتے نہ اُس لڑکی کو ایفاے نذر کا حکم فرماتے یہ تو اباحت کی دلیل تھی جسکو آپ ممانعت کی دلیل سمجھے **قولہ** جب حضرت عمر تشریف لاے تو اوس لڑکی نے دف کو اپنے سرین کے نیچے دبا لیا اور گانا موقوف کر دیا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عمرؓ بھاگتا ہی تجھسے شیطان اھ حضرت عمر کو دیکھکے اس عورت کا ڈرنا اور گانے کا بند کرنا حرمت کی دلیل نہین حضرت عمرؓ مظہر شان جلال تھے اُنکے سامنے امور مباح کو بے باکی سے کرنے مین ہر ایک کو تامل ہوتا تھا حضور سرور کائنات اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ مین لینت اور رافت غالب تھی اسوجہ سے اُن سے نہ ڈرین عامہ رعایا کو محتسب اور کوتوال کا جسقدر ڈر ہوتا ہی بادشاہ کا نہین ہوتا مشکوۃ مین سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہی کچھ عورتین قریش کی حضرت سے باتین کرتین اور کچھ مانگتی تہین اور اُسمین زیادتی چاہتی تھین آوازین اُنکی بلند تھین حضرت عمرؓ نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی وہ اٹھ کھڑی ہوئین اور پردہ مین چلی گئین آپ یہ حال دیکھکر ہنس پڑے اور فرمایا کہ مجھے اُن عورتون سے تعجب آیا کہ میرے پاس بیٹھی تھین اور تمھاری آواز سنتے ہی فوراً پردہ مین چلی گئین حضرت عمر نے عورتون سے فرمایا کہ اے اپنی جان کی دشمنو مجھ سے ڈرتی ہو اور حضرت سے خوف نہین کرتی ہو وہ کہنے لگین کہ انت افظ واغلظ تم سخت مزاج اور درشت طبیعت ہو اُسپر حضرت نے فرمایا کہ اے ابن خطاب شیطان جس راستہ پر تمھین دیکھے گا اُس راہ پر نہ چلے گا اس سے اُس فعل کا حرام ہونا نہین لازم آتا ورنہ وہ عورتین جو حضرت کے سامنے باتین کرتی تھین اُنکو آپ ضرور ممانعت فرماتے بلکہ یہ فرمانا غالبًا علی سبیل الترقی تھا کہ انکی کیا حقیقت ہی عمرؓ کے ذات تو وہ ہی کہ جس سے شیطان بھی بھاگتا ہی پھر کسی فعل کا شیطان کیطرف منسوب ہونا اُسکی معصیت ہونے کی دلیل نہین حضرت موسی علیہ السلام کے قصہ مین سورہ قصص مین مذکور ہی فوکزہ موسی فقضی علیہ قال ھذا من عمل الشیطان اور سورہ کہف مین حضرت موسی

ے قصہ مین مذکور ہو وما انسنیہ الا الشیطن ان اذکرہ غرض بہت سے امور ایسے ہوتے ہین کہ بعض
جہتہ سے شیطانی ہوجاتی ہین اور جب وہ جہت باقی نرہی تو شیطانی نہین رہتی باعتبار اول کے کبھی اُسکی
نسبت شیطان کی طرف کردیا کرتے ہین حضرت نے مطلق شعر کے بارہ مین بھی فرمایا کہ الشعر من مزامیر
ابلیس اور یہ فرمایا کہ لان یمتلی جوف رجل قیحا یریہ خیر من ان یمتلی شعرا باوجود اسکے شعر کی تعریف بھی
فرمائی کہ ان من الشعر حکما رواہ ابوداؤد اور خود بھی شعر پڑہا ہے

اللہم لاعیش الاعیش الآخرة　　　فاغفر الانصار والمہاجرة

حسان بن ثابت کیلیے منبر بچھوایا اور شعر پڑھواکر سنے عمرو بن شرید سے امیہ بن ابی الصلت کے اشعار
پڑھوا پڑھوا کے سنے اور بار بار فرماتے تھے کہ اور پڑہو بیان کی برائی بھی بیان کی اور فرمایا البذاء والبیان شعبتان
من النفاق اور پھر اسکی تعریف بھی کی کہ ان من البیان لسحرا تو غرض یہ ہے کہ بیان و شعر مطلق حرام نہین بلکہ اگر فحش اور
معصیت کے مضامین پر مشتمل ہو تو حرام ہو ورنہ غنا بھی بعینہ اسی پر قیاس کیا جاتا ہی حضرت نے کبھی سنا اور کبھی
ناپسند کیا **قولہ** اب واضح ہوا اب کوئی شک و شبہہ نہین اب ہم حضرات سے اہ دوسطری عبارت مین
آبہاے ثلثہ کی بھرتے عجب لطف انگیز ہی **قولہ** کلام ہدایت نظام ائمہ دین و فقہاے متقدمین اور احادیث نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے تو سماع و غنا کا حرام و ناجائز ہونا پوری طور سے ثابت ہوگیا اہ جمع کا اطلاق
کم سے کم تین فرد پر ہوتا ہی یہان خیریت سے جناب شاہ جی نے کسی ایک مجتہد یا ایک امام کا بھی قول ذکر نہین فرمایا
ہر مقلد کو اپنے مجتہد کے قول کے ساتھ استناد کافی ہوتا ہی یہان نہ امام اعظم صاحب کا قول مذکور ہی
نہ صاحبین کا۔ ائمہ دین اور فقہاے متقدمین کیسے ہان حماویہ کی ایک روایت ذکر کی ہے اور ایک
درمختار کی وہ مجتہدین مسلم الاجتہاد مین سے نہین اور ہون بھی تو اُسکا جواب ہم دیچکے ہین حدیثین البتہ
آپ نے تین ذکر فرمائے ہین ایک حماویہ دوسری کشف العلوم سے اُسکی تحقیق بھی ہمنے کردی کہ وہ
احادیث نہ تو احتجاج کے قابل نہ مطلق غنا کی حرمت کو مفید ایک قول حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ
کا غنیہ سے نقل کیا ہو اُسکی حقیقت بھی ہمنے کھولدی کہ علی سبیل الفرض والتسلیم غنیہ کو حضرت کی کتاب
مان بھی لین تب بھی اُسکی عبارت سے مطلق غنا کی حرمت نہین نکلتی گانے کا تو وہان ذکر ہی نہین
ہان چند باجون کا ذکر ہی جو لہو و لعب یا نمایش کے راہ سے دعوت وغیرہ مین بجاے جاتے ہین اُس سے
مطلق غنا کی حرمت کا ثابت کرنا عقلا کے نزدیک سخت بیحرمتی کی بات ہی جناب شاہ جی کے رسالہ کے

کل کائنات انسی قدر ہو آپ کے خزینہ سینہ مین جو کچھ سرمایہ تھا اُسکی حقیقت معلوم ہو چکی کہ کسی ایک سے بھی غنا کی حرمت ثابت نہین ہوتی ہم بکمال ادب گزارش کرتے ہین کہ اچھا اگر آپ کے نزدیک یہ دلیلین ثبوت حرمت کے لیے کافی ہین اور گانا مطلق حرام ہو تو آپ نے اس سے بیشتر اپنے اقرار کے موافق جو گانا سنا ہو اُس سے توبہ کیجیے ہم گنہگارون کو اللہ کی رحمت پر چھوڑیے۔

شوق سے لکھین فرشتے میری عصیان اُتنی ایک رحمت اُسکی دیگی سارے دفتر کا جواب

آپ شوق سے توبہ کیجیے ہم گنہگار یہ کہکر خاموش ہو جاینگے ؎

توبہ بھی کچھ بھروسہ کے قابل ہو زاہد ہو چکی ہو ہمسے ٹوٹ کے اب خانقاہ مین

مگر مشکل یہ ہو کہ شاہ جی اس شعر کے مواقق کہ ؎ رات بھر خوب ڈہلے صبحکو توبہ کرلی : رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی : ہزار توبہ کرکے زاہد بنا چاہین گانا سننا وہ ؎ اوہ نہین جس سے خالی توبہ کرکے پیچھا چھوڑائیے۔ آپ ہی کے پیش کردہ روایت آپکو توبہ سے محروم کرتی ہو گو آپ نے چالاکی سے لاتقبل توبتہ کا لفظ نکالڈالا ہو لیکن پھر بھی از سر نو مسلمان ہونا پڑے گا مرتد کی سزا جھیلنی ہوگی بی بی صاحبہ سے از سر نو نکاح کرنا پڑیگا اور قبل اسکے جو اولاد ظہور مین آئی اُسکا اللہ مالک ہو اسکے بغیر توبہ کا قبول ہونا آپ ہی کی سند لائی ہوئی روایت کے بموجب دشوار ہو گانے سے توبہ کرنا سہل نہین ؎

شیخ جی اُٹھے تو لغزش نے قدم لیکے کہا اُٹھکے کیون بیٹھ گئے جاؤ نہ میخانے سے

ہم تو یہ سمجھتے ہین کہ شاہ جی نے کسی ڈومنی سومنی کا گانا سنا ہوگا کہ جھٹ توبہ کرنے پر آمادہ ہو گئے اور آئندہ کے لیے بھی نہ سننے کا ارادہ ہو واقعی جو گانا فراز سے نشیب مین لائی اور فرلبہ مین گرائی وہ ہو بھی اسی قابل ہان کسی خوش آواز کا گانا سنا ہوتا جو حضرت داؤد علیہ السلام کے روحانی فیض سے بہرہ یاب ہوتا اور گانا اعطی مزمارا من مزامیر ال داؤد کا مصداق ہوا ہوتا اسکے ساتھ حضرت کو کچھ ذوق بھی اُسمین پیدا ہوا ہوتا پھر طعن کرنے والے کے جواب مین اس شعر کے مضمون کے سوا کچھ اور ارشاد فرماتے تب ہی ہم جانتے شعر یہ ہو یلومنی العاذل فی حبہ و ما دری شعبان انی رجب **قولہ** اس رسالہ ملنع السماع کو ختم کرتا ہون اھ اس ختم کا اثر حضرت ہی کے قلب مبارک اور سمع و بصر شریف پر ہوگا دوسرون تک متعدی ہونے سے خاطر جمع رکھیے **قولہ** ہمارے مولانا اھ مولانا کے ساتھ ہمارے کا لفظی پیوند کسقدر لطف انگیز ہے یہ ویسا ہی جیسے جاہل بولتے ہین روغن گل کا تیل مار اسجن کا پانی پیاس کی تشنگی

بھوک کی اشتہا اللہ اللہ باین کج مج بیانے دعوئی ہمہ دانی **قولہ** عمدۃ الوسائل مین درباب غنا جو کچھ ارشاد فرماگئے ہین آہ حضرت مولانا جو کچھ ارشاد فرماگئے ہین وہ نہ اُن مولوی صاحب کے جنکو آپ مخلب بناے ہین نہ مولف احقاق السماع کے مخالف ہی نہ آپ کے موافق مگر فہم درکار ہی ؎

بدقت می توان فہمید معنی ہاے نازاو ۔۔۔ کہ شرح حکمۃ العین است مژگان درازاو

عمدۃ الوسائل حضرت مولانا کی ابتدائی تصنیف ہی وہ کتاب اہل سلوک کے مذاق کے موافق لکھی گئی ہی ان حضرات کو ہر شخص سے حسن ظن ہوا کرتا ہی مولانا نے دیکھا کہ بیشتر فقہاے متقشف مطلق غنا کو حرام لکھتے ہین یہ قول اُنکا محض تعصب پر مبنی اور کتاب وسنت کے خلاف سمجھا جاتا تھا اُنکی کلام کی توجیہ کرنیکی لیے ایک محمل صحیح پیدا کردیا کہ جنھون نے مطلقاً سماع کو حرام کہا ہی اُنکی نظر اس امر پر تھی کہ گانا سننے کے لیئے شرط درکار ہین اور جامع الشروط اس زمانہ مین نادر الوجود ہی اسلیے اُنھون نے حرمت کا فتوی دیا پھر مولانا اس مطلق حرمت کا رد فرماتے ہین کہ وفی الحقیقۃ لیس ھکذا بل لاھلہ حلال ولغیرہ حرام آپکو اوپر کی عبارت نظر آئی اور اپنی غرض کے موافق اُسکا مطلب سمجھ گئے اور فی الحقیقۃ لیس ھکذا کا جملہ آپ کی نظر سے نہین گذرا اُسکے بعد مولانا نے حضرت محقق دہلوی کی تصنیف مدارج النبوۃ کا حوالہ دیا جو اوپر ہم لکھ آئے ہین اب فرمائیے مولانا کا ارشاد آپکے موافق ہی یا مولوی صاحب اور مولف احقاق السماع کے مطابق ؏ محبت کو مداوت اور وفا کو ہم جفا سمجھے۔ **قولہ** خدا شاہد ہی کہ مولاناے ممدوح نے حق کی داد دی اور خوب ہی صحیح تحریر فرمایا میرا عقیدہ اور میرا یقین ہی بعنایت الٰہی ایسا ہی کچھ ہے اہ کیا خوب دروغ گوئی برروے من مولانا تو مطلقاً گانے کے حرام کہنے والے کا رد فرمارہے ہین اور آپ جو مطلقاً گانے کو حرام نہ کہے اُسکو مورد طعن بنارہے ہین کجا آسمان وکجا ریسمان **قولہ** کیونکہ مولانا صاف صاف فرمارہے ہین کہ فی زماننا جامع الشروط نادر الوجود ہی اہ مفقود الوجود تو نہین فرماتے آپ تو یہ کہ رہے ہین کہ (اس زمانہ مین کوئی متنفس بھی متصف بجمیع شرائط مذکورہ نظر نہین آتا) اور نادر الوجود اور معدوم مین فرق ہی ہر زمانہ مین اچھے لوگ نادر الوجود ہوتے ہین قال اللہ تعالے وقلیل من عبادی الشکور شیخ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ مین لکھتے ہین ھذا اذا صادف الغناء نفسا امارۃ بالسوء وھے طریقۃ الغافلین المحجوبین وان صادف نفسا لوامۃ اوجب الخشوع فی القلب والبکاء والندم علے التقصیر فے العمل وجر الی التوبہ والاقلاع عن الذنوب بتذکرۃ لذۃ الخطاب الالھی فی یوم الست

بربکم قالو بلیٰ وھی طریقۃ السالکین وان صادف نفسا مطمئنۃ انتج المعارف الالھیۃ
والحقائق الربانیۃ وھی طریقۃ المحققین من اھل اللہ الواصلین الی عین الیقین فی الاقسام الثلثۃ موجودۃ فی زماننا
ھذا ولکن الاطلاع علیھا متعسر خصوصا فی حق المتفقھین الجامدین علی الظواھر الجاحدین للاسرار الباطنۃ الملکوتیۃ فانھم
حصروا جمیع الخلق فی القسم الاول فغاضوا فی الکاملین بالقیاس علی القاصرین لغولھم عن حقیقۃ الحق المبین غرض فیض آلہی امت محمدیہ
سے قیامت تک منقطع نہو گا اور کوئی زمانہ اہل حق سے خالی نہین رہے گا یہ آپکی کوتاہ نظری ہو جو نہ دکھائی
دے گر نہ بیند الخ **قولہ** یہ مرتبہ خاص اُنھین کی ذات کیلیے تھا اہ اس تخصیص کا خلعت حضرت نے
جو مولانا کو عنایت فرمایا غنیمت ہو **قولہ** مین نے مولانا کو بچشم خود دیکھا اور اُنکی صحبت اُٹھائی اہ محض
دیکھنا کافی نہین **قولہ** حضرت والد ماجد پیر مرشد کے وقت مین جناب مولانا صاحب برابر تشریف
لاتے تھے اہ یہ بالکل غلط ہو مولانا اخیر عمر مین ایک دو مرتبہ چودھری طالب علی صاحب کے یہان تشریف
لیگئے تھے برابر تشریف لیجانا وہ دروغ ہو جسکو فروغ نہین **قولہ** اب مین اُن مولوی صاحب سے
جنھون نے میرے جواب مین بیدھڑک لکھدیا اہ افسوس ہو کہ آپکی بھڑک کا لحاظ نکیا اور بیدھڑک لکھدیا
آپ دیکھتے ہی بھڑک اُٹھے مگر طبیعت کی مڑک نہ گئی **قولہ** لکھدیا کہ مین راگ و باجے کو مطلقا حرام نہین
سمجھتا اہ شاہ جی صاحب آپ تو گنڈے اور تعویذ اور جھاڑ پھونک کے سوا کچھ جانتے ہی نہین اور شاید گنڈے
تعویذ کے فن مین بھی کوئی بات تحقیقی طور پر پوچھی جائیگی تو کچے نکلو گے شاہ صاحب آپکو یہ بھی
تو معلوم نہین کہ مطلقا حرام اور حرام مطلق یا مطلقاً گانا اور گانا مطلقا اسمین کچھ فرق بھی ہے یا نہین اور ان
الفاظ مین اور حرام قطعی یا قطعا حرام مین باعتبار معنی کے کچھ تفاوت بھی ہو یا سب متحد المعنی ہین آپ تو
جہالت کیوجہ سے سب دھان بائیس پنسیری بیچ رہے ہین **قولہ** آیا یہ مضامین فقہ و احادیث کے
جو یہان مرقوم ہوے صحیح ہین یا غلط اہ مین شاہ جی صاحب سے جو مطلق غناء کی نسبت حرام حرام حرام کا
وظیفہ رٹ رہے ہین پوچھتا ہون کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا چند بار لڑکیون کا دف کے ساتھ
گانا سننا اور حضرت ابو بکرؓ و عثمانؓ و علی رضوان اللہ علیھم اجمعین کو سننے سے نہ روکنا جو اوپر مذکور
ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ میرے پاس ایک جاریہ گانا سنا رہی تھی حضرتؐ داخل
ہوئے تو اُسی حال پر رہی پھر حضرت عمرؓ آئے تو وہ بھاگی حضرتؐ ہنس دیے حضرت عمرؓ نے سبب پوچھا
حضرت نے جاریہ کا قصہ بیان فرمایا تو حضرت عمرؓ بولے کہ مین یہان سے نہ ہٹونگا جبتک وہ نہ سُن لونگا

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے حضرتؐ نے اُس جاریہ کو حکم فرمایا اُسنے حضرت عمر کو بھی سُنایا اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور حسن صحیح کہا علی ہذا القیاس ازالۃ الخفا مین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر کا غنا سننا لکھا ہی جسکے الفاظ یہ ہین ابو عمرو عن خوات بن جبیر خرجنا حجاجا مع عمر بن الخطاب فسیرنا فی رکب فیھم ابو عبیدۃ بن الجراح وعبد الرحمن بن عوف فقال القوم غننا من شعر ضرار فقال عمرؓ دعوا ابا عبد اللہ فلیغن من ھنیھات فواده یعنی من شعرہ قال فما زلت اغنیھم حتی کان سحر فقال عمرؓ ارفع لسانک فقد اسحرنا یہ احادیث صحیح ہین یا غلط اگر صحیح ہین اور بقول آپکے مطلق گانا حرام ہی تو حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ اور خود حضرت سرور کائناتؐ کسطرح اُس کے مرتکب ہوے کیا کوئی مسلمان وہم مین بھی لاسکتا ہی کہ حضرت کا اور صحابہ کا کوئی فعل حرام تھا نعوذ باللہ من ذالک اُسکے بعد ہم ایک بڑے عالم محدث حنفی مذہب یعنی جناب شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کا قول لکھتے ہین آپکے فتاوے مطبوعہ مین ہی۔ در مقدمہ سرود و غنا و لوامع الدف روایت حنفیہ مختلف آمدہ ما ارجح واقوی من حیث الدلائل و مطابقۃ الاحادیث الکثیرۃ المشہورۃ فی الکتب المعتبرۃ ہمین است کہ سرود و غنا مجرد از مزامیر مباح است و دف از جملہ مزامیر مستثنی است زیرا کہ سماع آن از ان حضرت بطرق صریحہ ثابت شدہ پس عالم محقق را باید کہ بر ہمین روایت فتوے دہد و اولیاء اللہ خصوصاً اکابر چشتیہ سماع ہمین غنا فرمودہ اند کہ بحضور مزامیر و الآت نبود انتہی کیسے شاہ جی ان روایات سے اور اس قول سے مطلق سماع کی حرمت نکلتی ہی یا حلت۔ پھر ہم آپ ہی سے پوچھتے ہین کہ آپ اوپر لکھ آئے ہین کہ ایک مقام پر پہونچنے سے سماع حلال ہوجاتا ہی اور جناب مولانا شاہ عبد الرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے غنا سننے کو آپ جائز فرما چکے ہین تو مطلقاً سماع کہان حرام رہا افسوس ہی کہ آپ تو اپنے ہی لکھے کو نہین سمجھتے بہرحال حدیث اور بزرگون کے اقوال اور حضرت مولانا کا فرمودہ اور خود آپکا لکھا ہوا تو وہی کہ رہا ہے جو مولوی صاحب نے آپکو تحریر فرمایا ہے پھر کس مُنہ سے آپ اُسپر طعن کرتے ہین کہ بیدھڑک لکھدیا کہ گانے بجانے کو مین مطلقاً حرام نہین جانتا ہ

مٹتے جلتے ہوے ہین کچھ مرے ویرانیسے ۔ لا مکان کے جو کتابو نمین لکھے ہین اوصاف

قولہ مین نہین جانتا کہ جناب مولوی صاحب موصوف گوشہ مین تنہا راگ سنتے ہین یا مجمع مین اہ مولوی صاحب اُسی طریقہ سے راگ سنتے ہین جسطریقہ سے جناب مولانا شاہ عبد الرزاق صاحب سنتے تھے

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خلوت اور جلوت دونون طریقہ سے سنا ہی مولوی صاحب بھی ویسا ہی سنتے ہین مولانا ہمیشہ حضرت مولوی انوار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے باغ مین عرسون مین سُنا کرتے تھے مولوی صاحب بھی وہین سنتے ہین اور جو ذوق و شوق و کیف وہان ہوتا ہے ہم آپ سے اُسکو کیا بیان کرین ؎

کب زاہدون کو مسئلہ عشق کا ہی فہم　　　نامحرمون سے راز کی کیا گفتگو کرین

قولہ یہ بھی نہین معلوم کہ اُس مجمع مین فساق و فجار بھی ہوتے ہین یا سب متقی و پرہیزگار راہ مسلمانون کے فسق و فجور کی جستجو آپکو رہتی ہوگی یہان تو فرمودہ الٰہی لا تجسسوا پر عمل ہی اور حُسن ظن رکھنا ہر ایک مومن سے اپنا شیوہ ہی اندرونی برائیون کی تلاش آپکا شیوہ ہوگا یا محتسبون کا قولہ یہان یہ حال ہی کہ سماع کی حلت مین رسائل طبع کرا کے عام طور پر تقسیم کیے جاتے ہین اھ احادیث نبی اور اقوال فقہا و بزرگان دین اور خود شاہ جی کے پیران عظام کے اقوال و افعال سے سماع کی حلت ثابت ہوتی ہی اور یہان یہ حال ہی کہ مطلق سماع کی حرمت مین رسائل طبع کرا کے عام طور پر تقسیم کیے جاتے ہین نہ خدا کا ڈر نہ رسول کا ادب نہ بزرگون سے شرم ؎ واعظ تری سمجھ کے بھی قربان جائیے ؛ قران مین تو طہور صفت ہی شراب کی ؛ قولہ زمیندار اور تعلقہ دار سب کے نام ایک ایک رسالہ بھیجا گیا اھ سب کے نام رسالہ کا بھیجنا بالکل غلط ہی ہان بعضے بعضے تعلقہ دار اور زمیندار وغیرہ کے نام بھیجا گیا ہو تو بعید نہین چونکہ آپ جیسی عقلمندون کی تحریر اور تقریر سے یہ احتمال تھا کہ بزرگان دین سے لوگ سوء عقیدت پیدا کرین اور انکو حرام کا مرتکب سمجھین اسلیے اگر اظہار اللحق رسالہ طبع کرا کے بھیجا گیا تو کیا برا ہوا حضرت رسالت پناہ کے خطوط مبارک اظہار حق کیلیے تو کافرون کے پاس جاتے تھے یہ تو مسلمان ہین قولہ یہ دونون رسالہ حسب اتفاق فقیر کی نگاہ سے گذرے اھ فقیر نے شاید پوری رسالہ کی عبارت کو اپنی کاسہ چشم مین جگہ نہین دی یا جگہ دی مگر فہم تک اُسکی رسائی نہین ہوئی یا رسائی ہوئی مگر عمداً اُسکے مضامین سے چشم پوشی کیگئی ورنہ جو فقیر کی صدا ہی وہی اُسکی بھی ندا ہے اُسمین یہ نہین لکھا ہے کہ اہل و نااہل سبکے لیے حلال ہی اُسکے صفحہ ۲۲ مین صاف جلی قلم سے لکھا ہی کہ لاھلہ حلال و لغیرہ حرام قولہ ایسے مقام سے جہان کا علم و فضل و رشد و ہدایت ضرب المثل ہو وہان سے اب ایسے مضامین شائع ہون اھ وہان سے نہ شائع ہون تو کیا کسی گرگٹیے کورمی کاہچی کے گھر سے شائع ہون قولہ جو اہل اسلام کیلیے گمراہی اور ضلالت کا ذریعہ بنا اھ اس رسالہ کا مقصود تو ہدایت ہی اور خلق خدا

کو ادنیا کی خدمتمین سو اعقیدت سے بچاتا لیکن ہدایت وضلالت تو اللہ کے اختیار مین ہو من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ قرآن کے مطالب محض رہنمائی خلق کے لیے اتارے گئے مگر یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا ابھی اسکی شان ہو **قولہ** ایک رسالہ ایک حکیم صاحب نے مجھکو بھیجا اور لکھا کہ دیکھیے فرنگی محل اور یہ رسالہ اہ یہ نہ لکھتے تو کیا یہ لکھتے کہ کرسی اور یہ رسالہ **قولہ** بہر تقدیر فقیر کے اس تحریر کا منشا خاص یہ ہو کہ ہمارے برادران اسلام ایسے رسالون کے مضامین پر اپنا خیال نہ لیجائمین اہ فقیر کا اللہ بھلا کرے اُسکو اپنی کاسۂ گدائی سے مطلب ہونا چاہیے رسالہ اور پلٹن سے اُسکو کیا سروکار یہ تو انکا کام ہے جو مرد میدان ہین آخر ان جھگڑون مین پڑے اور حکما کے مُنہ آئے مُنہ کی کھائی ندامت کے سوا کچھ حاصل نہوا ۔

داغ حاصل نہو کیونکر تجھے بدنامی کا   سامنا تو نے کیا اے مہ کامل کس کا

قولہ اس بارہ خاص مین ایک رسالہ موسومہ حق السماع جناب مولانا محمد اشرف علی صاحب نے تالیف فرمایا ہے اہ یہ وہی رسالہ ہے جسمین یہ لکھا ہوا ہے کہ متعہ کی روایت امام مالک کی طرف جو نسبت کیجاتی ہے وہ محض اس سبب سے ماننے کے قابل نہین کہ ایک حنفی فقیہ نے اپنی کتاب مین لکھا ہے ہم اُس رسالہ کے نسبت ابھی کچھ نہین کہتے اُسکے لیے بالفعل احقاق السماع ہی کافی ہے **قولہ** سماع کے بارہ مین جو امر لاحق ہے اُسی کو اُسمین درج کیا ہو اہ یہ تو اُسوقت ظاہر ہوگا کہ جب اُسکی واقعی کیفیت کو بالتفصیل ہم شائع کرین گے لیکن ہمین ڈر ہے کہ کہین ایسا نہو کہ اُسکے مضامین اور آپکے چوڑے مین تعارض کی وجہ سے آپ مین اور مولوی صاحب مین اَن بن ہو جاے ؎

دل ایک خریدار ہین دو خیر ہو یارب   چل جاے کہین آج نہ شوخی و حیا مین

مولوی صاحب نے گانے کو مطلق آپکی طرح حرام نہین کہا بلکہ اہل و نا اہل کی قید لگائی کے لیے ناجائز اور اہل کے لیے مباح فرمایا ہے گو ذرا دبی زبان سے ؎

تفاوت اسقدر ہے زاہدون مین اور رندون مین   کہ وہ کچھ دل مین لے رہتے ہین یہ سب کہہ گذرتے ہین

مین حضرت سمیع الدعا سے اسبات کا ملتجی ہون کہ حضرات اولیاے کرام کی محبت سے ہمارے قلوب کو منور فرماے اور ہمارے دل و زبان و دست و قلم کو اُنکے افعال و حرکات و سکنات پر ہر قسم کی عیب چینی سے بچاے اور قیامت مین انھین حضرات کے کفش بردارون کی جماعت مین

اُٹھاے بحرمۃ النبی الامی بارک اللہ فی جمالہ وکمالہ صلی اللہ علیہ وآلہ مولف رسالہ احقر زمن محمد حسن کاکوروی گزارش کرتا ہی کہ شاہ جی صاحب کی بہت سی غلطیان لفظی و معنوی اس خیال سے کہ اطالت مبادا موجب ملالت ہو فروگذاشت کی گئین ورنہ رسالہ کا حجم بہت زیادہ ہو جاتا ؎

داما ن نگہ تنگ گل حسن تو بسیار　　گلچین بہار تو ز داما ن گلہ دارد

اسکے جواب مین اگر شاہ جی صاحب اپنے استعداد کے کچھ گل کھلائینگے تو ہم بھی انشاء اللہ تعالے اپنی طبیعت کے جوہر دکھائینگے ؎

شمیمِ گل ہین ہم بھی تم اگر بادِ بہاری ہو　　جہان چلتے ہو چلتے ہین جہان ٹھہرو ٹھہرتے ہین

ابھی ہمنے محض شاہ جی صاحب کی پیش کردہ دلیلون سے تعرض کیا ہی آئندہ اگر موقع ہوا تو اثبات حلت کے دلائل ہدیہ ناظرین کرینگے۔ اسکے بعد ہم شاہ جی صاحب کیخدمت مین نہایت ادب سے گزارش کرتے ہین کہ کہین کہین ہمارے قلم نے مذاقاً اگر کچھ شوخی کی ہو اور حضرت کو برا لگا ہو تو آپ بمقتضاے خلق کریم معاف فرمائینگے اگر جناب اپنے خامہ مشکین ختامہ کے جولانیان جو مختلف اشتہارات اور مختلف خطوط کے پیرایون مین ظاہر ہوئین ملاحظہ کرینگے تو شاید راقم کو معذور رکھینگے

جناب من جواب است این نہ جنگ ست　　کلوخ انداز را پاداش سنگ ست

فرق اسقدر رہے کہ آپ نے اپنی مخاطب مولوی صاحب اور اُنکے بزرگون کی تضلیل و تفسیق کے ساتھ متہم کرنیمین بلکہ قریب قریب تکفیر مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا ادھر سے نہایت ادب کے ساتھ خود بدولت سے کچھ امور استفسار کیئے گئے ہین کہین کہین مذاقیہ الفاظ مذاقیہ استعمال مین لائے گئے وہ بھی نہایت ادب کے ساتھ اسکو کیا کیجیے ہر ایک کا طرز تحریر جدا ہر ایک کا مذاق علحدہ ہے ؎

نالۂ بم ہمچو بانگ زیر نیست

نغمۂ ہر مطرب دلگیر نیست　　فہم شبان ہمچو عقل پیر نیست
بر سماع راست ہر تن چیر نیست　　طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست

تمام شد

قطعۂ تاریخ اختتام رسالہ قرع الاسماع از نتائج طبع خوجہ حافظ محمد شریف الدین حیدر صاحب شیر لکھنؤ

مشہور سارے شہر مین ہے مانع السماع — چو ورقی اک کتاب ہی بیمثل و لاجواب
تصنیف سے وہ شاہ سراج الیقین کی ہے — کرسی کے رہنے والے ہین سب جنسے فیضیاب
اظہار اُنکے فضل کا بیکار ہے مجھے — شاہد ہے علم و زہد پہ اُنکے یہ خود کتاب
اہل وطن پر اون کی فضیلت مین کیا کہون — یہ مثل ذرہ اور وہ مانند آفتاب
لکھا جواب اُسکا محمد حسن نے خوب — دیوی خدا ے پاک انھین اجر بیحساب
کہدو شریف تم یہ تاریخ اختتام — تصنیف شاہ جی کا لکھا برمحل جواب

۱۳۱۸ھ

ایضاً تاریخ طبع

زتصنیف اعلی محمد حسن — ہدایت نما کا جو رد چھپ چکا
مجھے فکر تھی طبع کے سال کی — عدد ہو کے بیدل یہ کہنے لگا
عبث فکر ہے تم یہ لکھدو شریف — نمک مرچ زخمون پہ چھڑکا گیا

۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ از خواجہ رزاق بخش صاحب متخلص بہ حشمت

محمد حسن نے ہدایت نما کا — بصد حسن و خوبی لکھا ہے جواب
عبث فکر تاریخ ہے لکھدو حشمت — یہ ترکی بترکی دیا ہے جواب

۱۳۱۹ھ

خاتمۃ الطبع للہ الحمد و المنہ کہ ۲ محرم الحرام ۱۳۱۹ سنہ ھ یوم شنبہ کو رسالہ قرع الاسماع
فی رد مانع السماع از تصنیف عمدۂ اذکیاء زمن مولوی محمد حسن کاکوروی
کہ آپ اپنی نظیر ہیں اور مؤلف کی جدت طبع اور لیاقت علمی
پر برہان قوی ہی۔ مطبع مجتبائی واقع لکھنؤ مین
باہتمام محمد عبد اللہ خلف فخر باشی خواجہ
حافظ محمد شریف الدین حیدر
صاحب چھپکر تیار ہوا

السماع بدا من الحق للارواح

الحمد للہ بحمد خلاق کون و مکان و رازق انس و جان نسخہ لاجواب مسمی بہ

سنہ ۱۳۱۵ ہجری

برہان سماع

سنہ ۱۸۹۷ء

من تالیف جناب حاجی حافظ محمود بخش صاحب چشتی صابری اکبرآبادی

در مطبع معدن النوادر آگرہ باہتمام میر اسحاق علی طبع شد

حق حق حق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ واہلبیتہ اجمعین اما بعد بندہ ضعیف خاکپائی درویشان محمود بخش چشتی صابری اکبرآبادی عرض کرتا ہی کہ مسئلہ سماع مین قدیما وحدیثا واعتقاداً وعملاً اختلاف درمیان علمار کرام ہی اگرچہ بہت سی کتابون اور رسالون مین اباحت اور صراحت اس مسئلہ کے بزرگان دین نے تحریر فرمائی ہے اور قدما اور متاخرین باداب شرائطہ سماع کو سنتی چلے آئے ہین اور فوائد جو اس سے مترتب ہوتے ہین اوس سے بذریعہ بزرگان دین مانعین کو آگاہی ہوئی ہی اور بجز سکوت اور تسلیم کے کچھ چارہ اونکو نہین ہوا مگر اس زمانہ مین بھی چند صاحب اس مسئلہ مین بہ نظر ظاہر طعن وتشنیع مستمعین وارباب علم ویقین کی شان مین فرماتے ہین اسواسطے یہ چند اوراق واسطے آگاہی اور اظہار حق کے تحریر کئے جاتے ہین وباللہ التوفیق وھو خیر الرفیق ۔

مقدمہ سماع وغنا کے معنی مین

جاننا چاہیئے کہ لغت مین معنی سماع بالفتح والکسر کے ذکر مسموع اور مذکور نیک کے ہین قال فی القاموس السَّمعُ حِسُّ الاُذُنِ وَمَا وَقَرَ فِیھَا مِنْ شَیٍٔ تَسْمَعُہٗ وَالذِّکْرُ المَسْمُوعُ آور اصطلاع مین سماع سے عبارت ہے

وہ مسموع مطبوع کہ حادث ہو حسن صوت اور کلام موزون سے — اور معنی لغوی تغنی و غنا کی سرود کہنا اور آواز طرب دہندہ کے ہین قاموس مین ہے اَلْغِنَاءُ كَكِسَاءٍ مِنَ الصَّوْتِ مَا طُرِّبَ بِهٖ — اور معنی عرفی غنا کی تحریک اور ترجیع آواز کے ساتھہ الحان کے ہین اس تقدیر پر غنا اور سمع مین کچھہ فرق اعتباری نہین ہے صرف یہ فرق ہے کہ تغنی بمعنی سرود کہنے کے ہے اور سماع عبارت ہے سرود سے اور سننی قول جمیل سے کہ ساتھہ نیک آواز کے ہو — یہہ تعریف سماع و غنا کی ہے — اور موضوع انکا حسن صوت اور کلام موزون ہے — اور غرض اوسکی موافق اختلاف طبایع اور تفاوت استعداد سننے والون کے مختلف ہوتی ہے اگر اہل ہوا اور ہوس ہین تو صرف حظ نفس و تنشیط خاطر اونکو منظور ہوتی ہے اور جو لوگ دامن گرفتہ اہل اللہ ہین اونکے لئے سماع موجب اور ذریعہ وصول الی اللہ کا ہوتا ہے —

فصل اول — ہرگاہ سماع صوت حسن اور کلام موزون کا نام ہے تو اوس کے سننے کے لئے کہین ممانعت نہین ہے بلکہ باعتبار قیاس اور باعتبار نص سننا اوسکا حلال پایا جاتا ہے — قیاس تو یہ ہے کہ انسان کے لئے عقل اور پانچ حواس اللہ تعالی نے بنائے ہین [۱]سمع [۲]بصر [۳]شم [۴]ذائقہ [۵]لمس ہر ایک اونمین سے باعتبار ادراک کے اور خوش اور متنفر ہوتا ہے اسواسطہ کہ وہ جبلت اوسکی ہے مثلاً قوت سامعہ ہے کہ انسان کو آواز خوش کے سننے سے خوشی اور کریہہ آواز کے سننے سے کراہت ہوتی ہے اور ایسے ہی قوت باصرہ ہے کہ انسان اوسکے ذریعہ سے صورت نیک اور شکل جمیل کو پسند اور بدصورت کو ناپسند کرتا ہے اور علی ہذا القیاس دیگر حواس کا بھی یہی خاصہ ہے — پس خوش آواز خواہ انسان کے گلے سے ہو یا حیوانات یا جمادات کی صدا سے ہو اوسکے سننے کے لئے قوت سامعہ بہت خوش اور راغب ہوتی ہے اور باعتبار نص کے جو اباحت سماع صوت حسن کی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے انسان کے لئے احسان بیان فرماتا ہے يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ مفسرین نے خلق سے صوت حسن مراد لی ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ یعنی بدترین اور ناخوش آوازون مین البتہ گدہے کی آواز ہے

پس صوت حسن جو مقابل اوسکے ہے اوسکی مدح قرآن شریف سے ثابت ہوتی ہے — اور ہرگاہ جایز ہوا سننا
صوت حسن غفلْ یعنی جانور لا یعقل تو اوس کلام کا سننا جو صوت حسن یعنی خوش آوازی اور معنی کے ساتھہ ہو
کیسے حرام ہوگا — اور ہرگاہ آواز بلبل اور دوسرے جانور خوش آواز کے سننے کی کسی جگہہ ممانعت نہین ہی تو جب
کوئی آواز اور اجسام سے باختیار آدمی کے برآمد ہو جیسے دف اور طبل وغیرہ سی نکلتی ہے تو وہ کیسے حرام ٹھرائی جاوے
مگر وہ آلات اور ملاہی جن مین حرمت بواسطہ اوسکے غیر کے شارع سے پائی گئی ہے البتہ اوسکا سننا بوجہ اوسی
غیر کے حرام ٹھہرایا جاتا ہی — اور حدیث صحیح مین آیا ہی زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ یعنی آرایش دو قرآن کو
ساتھہ آوازون اپنی کے — اور فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ یعنی ہم مین سے
وہ شخص نہین ہے جو تغنی قرآن کے ساتھہ نہ کرے اور فرمایا تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ وَغَنُّوْاہُ یعنی سکھاؤ قرآن کو اور
تغنی کرو ساتھہ اوسکے — اور حدیث مین آیا ہی مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ کَاَذَنِہٖ لِلنَّبِیِّ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ یعنی جسطرح سے قرآن شریف
کو کہ مبنی تغنی سے پڑہتے ہین اللہ تعالی سنتا ہے اور کسی چیز کو ایسا کان لگا کر نہین سنتا — اور حضرت ابوموسی
اشعری رضی اللہ عنہ کہ صحابی تہا ور قرآن شریف بہت خوش آوازی سے پڑہتے تہے اونکی مدح مین پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لَقَدْ اُوْتِیَ اَبُوْمُوْسٰی مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ ان احادیث سی معلوم
ہوا کہ مطلق تغنی شرع مین محمود اور مرغوب ہے بلکہ اداے قرآن ساتھہ تغنی کے مطلوب ہے — اور بعض احادیث
مین وارد ہوا ہے کہ قرآن بطور غنا کے پڑہنا جائز نہین ہے یہانتک تصریح کی ہی کہ پڑہنا قرآن کا قصداً
بالحان موسیقیہ گنہگار اور بزہ گار قاری کو کرتا ہی پس عمل اور اعتقاد دونون حدیثون پر کہ متعارض اور
متناقض کہ دال اوپر مدح اور ذم غنا کے ہین غیر ممکن ہے لہذا بنا بر توفیق بین الاحادیث تحقیق اسبات کے
مقدم معلوم ہوتی ہے کہ غنا محمود کیا ہے اور غنا مذموم کیا واسطہ اظہار اس امر کے کلام حضرت شیخ عبد الحق
محدث دہلوی صاحب مدارج النبوت کا کہ فرق درمیان غنا و تجوید کے کرتا ہی نقل کیا جاتا ہی اور وہ یہ ہے
اختلاف کردہ اند علمائی در مسئلہ تغنی بالقرآن بعضی مطلقاً جائز دارند یعنی اگرچہ لازم آید افراط در مد و اشباع

حرکات و مانندان و اگرچہ قوانین موسیقی باشد۔ و بعضے مطلقاً منع می کنند و حق کہ مرکز دائرہ انصاف است آنست کہ تطریب و تغنی بر دو وجہ است یکی آنکہ اقتضا کند آنرا طبیعت و سماجت کند بدان بے تکلف تزیین و تعلیم بلکہ چون گذاشتہ شود با طبعش بیارد آن تطریب و تلحین را و این جائز است اگرچہ بیارد بر زیادت تزئین و تحسین چنانکہ گفت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہ اگر من میدانستم کہ تو می شنوی زیادت میکردم تزئین و تحسین را و کسیکہ ہیجان میکند او را طرب و حزن و شوق مالک نمی شود نفس خود را و صبر نمی تواند کرد از تطریب و تحزین و تزئین صوت در قرأت پس وی مطبوع است نہ مطبع و کلفت است نہ متکلف و این است مراد بصوت عرب و لحن عرب و این قسم از تغنی است کہ میکردند آنرا صحابہ و می شنیدند آنرا و این تغنی محمود است کہ متاثر می گردد بدان قاری و سامع و وجہ ثانی آنکہ بصناعتی از صنایع موسیقی باشد کہ نیست در طبایع سماحت بدان و حاصل نمی شود مگر بہ تکلف و تصنع و تمرن چنانکہ آموختہ شود بانواع الحان موسیقیہ بسیط و مرکبہ بر ایقاعات مخصوصہ و اوزان مخترعہ کہ حاصل نمی شود مگر بہ تعلیم و تکلف این روا نیست کہ مکروہ داشتند آنرا سلف و انکار کردند قرأت باین وجہ و ہر کسیکہ عالم است او را باحوال سلف میداند قطعاً کہ ایشان مبرا اند از الحان موسیقی و تکلف کردہ می شود بر آن بر ایقاعات و حرکات موزون و معدودہ محدودہ و ایشان پرہیزگار تر اند کہ بخوانند قرآن را باین طریق و تجویز کنند آنرا بلکہ می خواندند بہ تحزین و تطریب و تحسین صوت و این امریست مرکوز در طبایع و نہی نکردہ است از ان شارع بلکہ ارشاد کردہ است بآن و خواندہ است مردم را بدان و خبر دادہ است از استماع حق سبحانہ تعالیٰ بسوئے آن و فرمودہ کہ نیست از ما ہر کہ تغنی نکند بقرآن ذکر ہذا کلہ فی المواہب اللدنیہ انتہی۔ از نعمۃ الشوق۔ خلاصہ اور حاصل اس عبارت حضرت شیخ قدس سرہ کا یہ ہے کہ اگر قرآن بہ تکلف و تصنع الحان موسیقیہ کے ساتھ پڑھا جاوے تو اسکو سلف نے مکروہ جانا ہے اور اگر بے تکلف اور بلا تصنع تزئین و تحسین کے ساتھ پڑھا جاوے وہ محمود ہے۔ اور مشروعیت سماع کے زمانہ انبیاء سابقین سے تا عہد حضرت خاتم النبین علیہ علیہم السلام

ہوتی چلی آئی ہے اجلہ علمائے حنفیہ متقدمین سے مخدوم علی ابن عثمان الغزنوی نے کشف المحجوب
مین اور متاخرین سے شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہما نے مدارج النبوت مین اس مسئلہ خاص مین
تحریر کیا ہے واسطہ آگاہی ناواقفین کے مشتی نمونہ از خروارے درج کیا جاتا ہے بدانکہ سماع را اندر طبایع
حکما مختلف ست ہمچنانکہ ارادت اندر دلہا مختلف ہست وستم باشد کہ کسے آنرا بریک حکم قطع کند
وجملہ مستمعان بردو گردہ اند یکے معنی می شنوند و دیگر آنکہ صوت شنوند و اندرین ہر دو اصل فوائد ست
وآفات از آنچہ از شنیدن اصوات غلیان آن معنی باشد کاندر مردم مرکب بود اگر حق حق بود
واگر باطل باطل کسے راکہ مایہ طبع فساد بود آنچہ بشنود ہمہ فساد باشد۔ اور اللہ تعالے نے حضرت داؤد
علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو معجزہ حسن صوت کا عطا فرمایا تھا اوسکو اللہ تعالے قرآن شریف مین
فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ جب حضرت داؤد علیہ السلام
مجلس اپنی ترتیب دیتے تھے تو انسان وجنات اور وحوش وطیور اور درندہ وگزندہ جمع ہوتے
تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ذکر اور مواعظ کو سنکر بیہوش ہوجاتے تھے اور بعضے مرجاتے
تھے اور بیچ تفسیر اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ اور ایسے ہی بیچ تفسیر وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ
اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ مفسرون نے تصریح کی ہے کہ مراد سماع سے سماعت
قرآن ہے یا ذکر اور مواعظ ہے شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ عوارف مین فرماتے ہین کہ یہ سماع
ہے کہ اسکی حقانیت پر سب متفق ہین اور مخالف نہین ہین دو آدمی بھی اہل ایمان سے اسواسطے
کہ یہ سماع مستجلب رحمت کا ہے پروردگار کریم سے انتہی۔ پس معلوم ہوا کہ اباحت ومشروعیت مطلق
سماع مین اختلاف نہین ہے۔ لہذا اس جگہہ وہ احادیث جن سے سننا سماع کا جناب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا ثابت ہوتا ہے کتب صحاح سے نقل کیے جاتے ہین۔

حدیث اول عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِبَعْضِ اَزِقَّتِہٖ

الْمَدِيْنَةِ فَاِذَا هُوَ بِجَوَارٍ يَضْرِبْنَ بِدُفِّهِنَّ وَتَغَنَّيْنَ وَيَقُلْنَ نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ هُوَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّيْ اُحِبُّكُنَّ اخرجه ابن ماجه ترجمہ یہ ہے کہ حضرت انس ابن مالکؓ روایت کرتے ہین کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرے بعض کوچہ مدینہ مین ناگاہ پہونچے ایسی لڑکیون کے پاس کہ وہ دف بجاتی تہین اور یہ گاتی تہین کہ ہم لڑکیان بنی نجار[۱] کی ہین اے جبت خوش حال ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیئین ہمسایہ سے پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا تعالےٰ خوب جانتا ہی کہ مین تم کو دوست رکہتا ہون اس حدیث کو ابن ماجہ قزوینی نے کہ ثقات محدثین سے ہین اپنی کتاب ابن ماجہ مین روایت کیا ہے۔ یہ حدیث علی الاطلاق بلا تخصیص تقریب عید وسرور وغیرہ کے اوپر اباحت سماع کے ساتھ دف کی دلالت صریح رکہتی ہے اور خوش ہونا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا اور رضامندی اونکی لڑکیون سے بوجہ فعل اونکے کے کہ وہ کررہی تہین یعنی گاتے مین ثابت ہوتی ہے۔

حدیث دوم عن الربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعِيْ هٰذَا وَقُوْلِيْ الَّذِيْ تَقُوْلِيْنَ اخرجه البخاری فی کتاب النکاح۔ ترجمہ روایت ہے حضرت ربیعہ بیٹی معوذ بن عفراء سے کہ انصار سے تہین کہا کہ آئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پس میرے نزدیک تشریف لائے جب کہ بنا او پر میرے واقع ہوئی یعنی بعد شب زفاف کے اور میرے بستر پر بیٹھے اس طرح سے کہ جیسے تم قریب میرے بیٹھے ہو پس لڑکیون نے جو ہماری قوم کی تہین دف بجانا شروع کیا اور ندبہ کرتی تہین ہمارے باپون پر جو بدر کے دن مارے گئے تھے ناگاہ ایک لڑکی نے کہا ہمارے درمیان مین ایک پیغمبر ہین کہ وہ جانتے ہین وہ چیز کہ کل ہونیوالی ہے پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

[۱] بنی نجار انصار مین ایک قبیلہ ہے اور حضرت عبدالمطلب بن ہاشم کہ دادا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے اونکی ماں اوسی قبیلہ کی تہین ۱۲

کہ اس بات کو چھوڑ دو اور وہی کہو جو تم کہتی تھین روایت کیا اسکو بخاری نے کتاب النکاح مین۔

ف اس حدیث سے صریحًا ثابت ہوتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دف کے ساتھہ لڑکیون

کا سماع سنا اور حکم کیا کہ جو تم کہتی تھین وہ کہو یعنی جو چیز تم گاتی تھین وہی گاؤ۔

حدیث سوم عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا زَفَّتِ امْرَاَةً اِلٰی رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَةُ مَا کَانَ مَعَکُمْ لَهْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ یُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ۔ روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے کہ اونھون نے دولھن بنا کر ایک عورت کو طرف ایک مرد انصار کے بھیجا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ای عائشہ کیا تمھارے پاس کوئی آدمی نہ تہا کہ اوسکے پاس لہو ہوتا اور اوسکو تم بھیجتین اسواسطے کہ انصار کو لہو یعنی غنا اچھا معلوم ہوتا ہی۔ اس حدیث سے اطلاق لہو کا غنا حلال پر صحیح ہے اور یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ ایسے غنا کو استعمال کے لئی رضامندی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تہی۔

حدیث چہارم عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَنْکَحَتْ عَائِشَةُ قَرَابَةً لَهَا مِنَ الْاَنْصَارِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَهْدَیْتُمُ الْفَتَاةَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ تُغَنِّیْ قَالَتْ لَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ قَوْمٌ فِیْهِمْ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ یَقُوْلُ اَتَیْنَاکُمْ اَتَیْنَاکُمْ فَحَیَّانَا وَحَیَّاکُمْ اخرجه ابن ماجه فی کتاب النکاح حضرت ابن عباس روایت کرتے ہین کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی قرابت والی ایک عورت کا نکاح ایک انصار سے کردیا پس تشریف لائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ تم نے اوس لڑکی کو اوسکی زوج کے گھر بھیجدیا لوگون نے عرض کیا کہ ہان بھیجدیا فرمایا کہ کیا تم نے ایسا آدمی بھی اوسکے ساتھہ بھیجا کہ وہ تغنی کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نہین پس فرمایا حضرت نے کہ تحقیق انصار ایسی قوم ہین کہ اونمین غزل بہت ہی یعنی رغبت مطربہ کے اشعار سے زیادہ رکہتی ہین پس کاش دولھن کے ساتھہ

ایسے شخص کو بھیجتے کہ وہ اس مضمون کو بطور تہنیت ومبارکبادی کے اون سے کہتا اور اداکرتا۔ آئے ہم تمہارے پاس آئے ہم تمہارے پاس۔ پس زندہ رکھے ہم کو اللہ اور زندہ رکھے تم کو اللہ۔ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے کتاب النکاح مین۔

حدیث پنجشم عَنْ عائشة رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قال مَا فَعَلَتْ فُلَانَةُ یَتِیْمَةٌ کَانَتْ عِنْدَهَا فَقَالَتْ اَهْدَیْنَاهَا اِلٰی زَوْجِهَا قَالَ فَهَلَّا بَعَثْتُمْ مَعَهَا بِجَارِیَةٍ تَضْرِبُ بِالدُّفِّ وَتُغَنِّیْ قَالَتْ عَائِشَةُ مَاذَا تَقُوْلُ قَالَ تَقُوْلُ اَتَیْنَاکُمْ اَتَیْنَاکُمْ الحدیث اخرجه الحافظ تقی الدین محمد بن الشیخ العالم مجد الدین علی بن وہب القشیری فی کتابه اقتناص السوانح بسنده۔ روایت کرتے ہین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلان عورت یتیمہ کہ تمہارے پاس تھی یعنی تم نے اوسکو پرورش کیا تہا اوسکا کیا حال ہے حضرت عائشہ رض نے عرض کیا کہ مین نے اوسکو دولہن بناکر اوسکی زوج کے پاس بھیجدیا فرمایا کہ تم نے اوسکے ساتھہ ایسی لڑکی کو کیون نہین بہیجا کہ وہ دف بجاتی اور گاتی حضرت عائشہ رض نے عرض کیا کہ وہ لڑکی کیا کہتی یعنے کیا گاتی فرمایا کہ وہ یہ کہتی کہ ہم آئے تمہارے پاس ہم آئے تمہارے پاس یعنی یہ کلمات تہنیت کے کہ تفسیر اوسکی اوپر گذری گاتی۔ اس حدیث کو حافظ تقی الدین محمد بن الشیخ العالم مجد الدین علی بن وہب القشیری نے اپنی کتاب اقتناص السوانح مین اپنی سند کے ساتھہ لکھا ہے اور یہ حدیث متقارب اللفظ والمعنی ساتھہ حدیث سابق کے ہے جو گذری۔

حدیث ششم یَا عَائِشَةُ اَتَعْرِفِیْنَ هٰذِهٖ فَقَالَتْ لَا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهٖ قَیْنَةُ بَنِیْ فُلَانٍ اَتُحِبِّیْنَ اَنْ تُغَنِّیَکِ فَغَنَّتْهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ نَفَخَ الشَّیْطَانُ فِیْ مَنْخِرَیْهَا رواه النسائی روایت کی نسائی نے کہ فرمایا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ای عائشہ کیا تم اس عورت کو جانتی ہو اونہون نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ مین نہین جانتی فرمایا کہ یہ عورت مغنیہ فلان قوم کی ہے کیا تم

پسند کرتی ہو کہ یہ تمہارے لئے گاوے پس گایا اوس عورت نے پاس خاطر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے
پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دم کیا شیطان نے اسکے نتھنون مین۔

ف نفخ شیطان سے کنایہ ہی اس بات پر کہ گانے کیوقت کمال خوشی اور سرور سے غرور اور تکبر
نفس سے وہ اتراتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت بوقت پڑھنے قرآن شریف و ذکر و تسبیح کے بھی اگر
عارض ہو تو وہ بھی ممنوع ہے اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ مِن
نَفخِہٖ وَنَفثِہٖ وَھَمزِہٖ اور حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نفخ کی تفسیر تکبر فرمائی ہی
اسکو بخاری نے ذکر کیا ہی۔ اور اگر یہ جملہ اخیر حرمت غنا پر دلالت کرے تو صدر حدیث سے منافی ہوگا
کسواسطے کہ وہ مفید حلت کو ہی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو
مغنیہ کے حال سے آگاہ فرمایا اور اونکو غنا اوسکا سنوایا۔ فَتَنَبَّہ وَلَا تَکُن مِنَ الغَافِلِینَ ـــ

حدیث ہفتم عَن بُرَیدَۃَ بنِ الحُصَیبِ الاَسلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ
لَمَّا رَجَعَ مِن بَعضِ مَغَازِیہِ جَاءَتہُ جَارِیَۃٌ سَودَاءُ فَقَالَت یَا رَسُولَ اللّٰہِ اِنِّی کُنتُ نَذَرتُ اِن
رَدَّکَ اللّٰہُ سَالِمًا اَن اَضرِبَ بَینَ یَدَیکَ بِالدُّفِّ وَاَتَغَنّٰی فَقَالَ لَھَا اِن کُنتِ نَذَرتِ فَاضرِبِی
وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَت تَضرِبُ فَدَخَلَ اَبُوبَکرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ وَھِیَ تَضرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ وَھِیَ
تَضرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ وَھِیَ تَضرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ فَاَلقَتِ الدُّفَّ تَحتَ
اِستِہَا وَقَعَدَت عَلَیہِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیطَانَ لَیَخَافُ مِنکَ یَا عُمَرُ اِنِّی
کُنتُ جَالِسًا وَھِیَ تَضرِبُ ثُمَّ دَخَلَ اَبُوبَکرٍ وَھِیَ تَضرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِیٌّ وَھِیَ تَضرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثمَانُ
وَھِیَ تَضرِبُ فَلَمَّا دَخَلتَ اَنتَ یَا عُمَرُ اَلقَتِ الدُّفَّ رواہ التِّرمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ غَرِیبٌ
بُرَیدَہ بنِ الحُصَیبِ اَسلَمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا اونہون نے کہ جسوقت مراجعت فرمائی
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مغازی اپنی سے آئے ایک لونڈی سیاہ فام آپکے پاس

اور عرض کیا کہ تحقیق مین نے نذر کی تہی کہ اگر آپکو صحیح سلامت خداوند تعالیٰ لوٹا لاوے تو مین آپکے روبرو دف بجاؤنگی اور گاؤنگی پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تو نے نذر کی ہی تو بجا ورنہ نہین پس عورت نے دف بجانا شروع کیا پہر آئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور وہ عورت دف بجاتی تہی پہر آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور وہ عورت دف بجاتی تہی پہر آئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور وہ دف بجاتی رہی پہر آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اوس عورت نے اپنی دف کو اپنی سُرین کے نیچے رکہہ لیا اور اوسپر بیٹہہ گئی پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق شیطان تم سے ڈرتا ہی اے عمر مین بیٹہا تہا اور وہ بجاتی تہی پہر آئے ابوبکر وہ بجاتی رہی پہر آئے علی اور وہ بجاتی رہی پہر آئے عثمان اور وہ بجاتی رہی اور جب تم آئے اے عمر تو اوس نے ڈالدیا دف کو روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح اور غریب ہے نقل کیا اس حدیث کو صاحب مشکوۃ نے مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین۔

ف اس حدیث سے ثابت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم نے غنا معہ دف کے جاریہ سے سُنا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دف بجانے کو دی اور یہ بہی ثابت ہوا کہ ایفائے نذر غنا کے ساتہہ درست ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو نے نذر کی ہی تو بجا اس سے اباحت مطلقہ غنا کے ساتہہ دف ثابت ہوئی اگر غنا حرام ہوتا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم حکم ایفائے نذر کا غنا کے ساتہہ نفرماتے بلکہ واسطے کفارہ نذر کے ارشاد فرماتے اسواسطے کہ کفارہ یمین و نذر حرام منصوص بنص قرآنی ہے ممکن نہ تہا کہ برخلاف اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے۔ اس مقام پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے قدس سرہ۔ ترجمہ مشکوۃ شریف مین یون لکہتے ہین۔ بدانکہ علمارا در دف زدن اختلافست بعضی مباح داشتہ اند مطلقا و بعضی مباح داشتہ اند در عرایس و اعیاد و مانند آن از سرورہای مشروعہ و مذہب صحیح و مختار ہمین است و بعضے در انجہ جلاجل دارد و ندارد فرقی نہادہ اند و گفتہ اند کہ اول مکروہ است باتفاق و این حدیث دلیل باحت ضرب

دف است آنرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امر کردہ بوفائی نذران و دف بنذر واجب است و مقرر شدہ است
کہ نذر نمی باشد مگر بچیزی بلکہ از جنس طاعت و قربت است و این مذہب جمہور ائمہ است و نزد حنفیہ کافی
است بودن آن مباح و نذر نزد ما ایجاب مباح است و اما نذر بمعصیت جائز نیست باتفاق پس
دلالت کرد حدیث بر اباحت ضرب دف بلکہ بر بودن او مستحب و در ما نحن فیہ ہمچنین است زیرا کہ سرور
بقدوم شریف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و سلامت وی قربت و عبادت است و دلالت کرد بر آنکہ
سماع اصوات نساء بغنا مباح است اگر خالی باشد از فتنہ کذا قالوا و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعرض
نکرد بذکر تغنی و ہمین فرمود کہ اگر نذر کردہ بزن دف یا بجہت آنکہ تغنی در ذکر تابع دف بود چون حکم
دف ذکر کرد ند حکم وے نیز معلوم باشد یا بجہت آنکہ تغنی مباح است شبہ کہ ہست در دف است
اگر او را نذر کردہ بکن - انتہی

مخفی نرہے کہ اس حدیث مین جو لفظ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَخَافُ مِنْكَ یَا عُمَر ہے اور نیز فقرہ اِنَّ الشَّیْطَانَ
لَیَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَر سے جو دوسری حدیث مین ہی بعض اشخاص کو خلجان تین وجہ سے ہوتا ہی ایک یہ کہ مغنیہ
کو شیطان کے ساتھہ تشبیہ دینے سے گمان اس بات کا ہوتا ہے کہ غنا حرام ہے دوسرے یہ کہ
تعجب ہے کہ شیطان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے خائف نہ ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خوفناک
ہو تیسرے یہ کہ اس منقبت سے افضلیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
لازم آتی ہے - جواب اس خلجان کا یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ضمن مدح
حضرت عمر رض مین خوف و ہراس جاریہ کو ساتھہ خوف شیطان کے جناب فاروق رض سے تشبیہ دی ہی
اور یہ لفظ غنا کی معصیت ہونے پر دلالت نہین کرتا اسواسطے کہ ضرور نہین ہے کہ ہر عمل شیطانی معصیت
ہو اسواسطے کہ اطلاق عمل شیطانی کا اوپر بعض فعل انبیاء علیہم السلام کے قرآن مجید مین آیا ہی چنانچہ
ان آیات سے ظاہر ہے فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ اور نیز وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ

اور نیز قولہٗ مومنی نقضی علیہ قال ھذا من عمل الشیطان اور غیر ممکن ہے کہ افعال انبیا معصوم
معصیت ہون پس معلوم ہوا کہ ہر عمل شیطانی معصیت نہین ہی ہان البتہ ہر معصیت عمل شیطانی ہے
ہرگاہ غنا ساتھہ دف کے عمل شیطانی قسم مباحات سے ہوا تو کچھہ محذور لازم نہین آتا۔ اور نہ خوفناک
ہونا جاریہ کا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور ہرسہ خلفاء کرام رضی اللہ عنہم سے اور خوفناک ہونا اوسکا عمر
ثانی رضی اللہ عنہ سے سبب تفضیل ایک کا دوسرے پر نہین ہوسکتا اسواسطہ کہ عام لوگون کو جو خوف
محتسب اور وزیر اور کوتوال سے ہوتا ہے وہ بادشاہ رحیم وصاحب خلق عظیم سے نہین ہوتا اور
انسان کی طبیعت مین یہ بات جبلی ہوتی ہے کہ جس شخص سے اثار جلال اور ربط وضبط بہت وقوع
مین آتے ہین اور اکثر اوقات مواخذہ شدید اوس سے امورات مین دیکھتے ہین تو اوس سے زیادہ
خوفناک ہوتے ہین اور اوسکی گرفت سے بے خوف نہین ہوتے بخلاف اوس شخص کے کہ اوس مین
غلبہ صفت جمال کا زیادہ نرمعائینہ کرتے ہین — اور بھاگنا شیطان کا ایسی صفت نہین ہے
کہ جس سے تفاضل ایک کا دوسرے پر خیال کیا جاوے نظیر اوسکی اذان ہے کہ حدیث صحاح مین آیا
ہے کہ جب موذن اذان کہتا ہے تو شیطان گوذ کرتا ہوا بھاگتا ہے اور اثنا نماز مین ہر طرح کے وسوسہ
اور خطرہ ڈالنے مین دریغ نہین کرتا ہی اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اذان افضل ہو نماز سے۔
حاصل کلام یہ ہی کہ صحابہ کرام حضرت عمر رض سے بسبب جلالت اور شدت اونکی کے کہ اسلام مین اونسے
زیادہ ملاحظہ کرتے تہی بعض امور مین کہ مباح ہوتے تھے عمل اونکے سے باز رہتے تھے۔ اور پوری نظیر
اس قصہ کی وہ حدیث ہی کہ صاحب مشکوۃ نے باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ مین لکھی ہی اور وہ یہ ہے
عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَہٗ
نِسْوَۃٌ مِّنْ قُرَیْشٍ یُکَلِّمْنَہٗ وَیَسْتَکْثِرْنَہٗ عَالِیَۃً اَصْوَاتُھُنَّ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ
عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضْحَکُ فَقَالَ اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

اللہ علیہ وسلم عجبت من ھؤلاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب قال عمر یا
عدوات انفسهن اتهبنني ولا تهبن رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلن نعم انت افظ واغلظ
فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ایه یا ابن الخطاب والذی نفسی بیده ما لقیک الشیطان
سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک متفق علیه۔

حدیث ہشتم قالت عائشة رضی الله عنها دخل علی ابوبکر رضی الله عنه وعندی جاریتان
من جواری الانصار تغنیان ما تقاولت به الانصار یوم بعاث ولیستا بمغنیتین قال ابوبکر رضی
الله عنه مزامیر الشیطان فی بیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال رسول الله صلی الله علیه
وسلم یا ابابکر ان لکل قوم عیدا وهذا عیدنا اخرجه البخاری وفی روایته له دخل علی رسول
الله صلی الله علیه وسلم وعندی جاریتان تغنیان بغناء بعاث فاضطجع النبی صلی الله علیه وسلم
علی الفراش وحول وجهه فدخل علی ابوبکر فانتهرنی وقال مزمار الشیطان عند رسول
الله صلی الله علیه وسلم فاقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال دعهما حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہ فرماتے ہین کہ میرے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سوفت انصار کی لڑکیون
سے دو لڑکیان میرے پاس تھین اور گاتی تھین وہ چیز کہ جسکو ساتھ انصار نے روز جنگ بعاث
کی گفتگو کی تھی پس کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مزامیر شیطان کے گھر مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہین پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای ابوبکر ہر قوم کے لئے عید ہے اور یہ آجکا
دن ہماری عید کا ہے روایت کیا اسکو بخاری نے اور دوسری روایت بخاری کی یہ ہے کہ عائشہ رضی فرماتے
ہین کہ تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے پاس دو لڑکیان گا رہی تھین گیت
بعاث کے پس لیٹ رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچھونے پر اور اپنے موہنہ کو پھیر لیا پھر آئے حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مجھکو جھڑکا اور کہا کہ مزمار شیطان کے رسول اللہ کے پاس پس متوجہ ہوئے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ چھوڑ دو انکو یعنی زجر نہ کرو۔

ف اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز لڑکیوں کا گانا سنا اور بستر پر لیٹے رہے اور جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زجر کیا حضرت عائشہ کو تو آپنے فرمایا کہ منع مت کرو یہ دن ہماری عید کا ہے پس ثابت ہوا کہ وقت خوشی و سرور کے غنا سننا مباح ہے۔

حدیث نہم عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ حَاطِبِ الْجُمَحِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصْلُ مَا بَیْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدَّفُّ وَالصَّوْتُ فِی النِّکَاحِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَہ وَالنَّسَائِیُّ روایت ہے محمد ابن حاطب الجمحی سے کہ صحابی تھے قوم بنی جمح سے وہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرق ہے درمیان حلال کے کہ نکاح ہے اور حرام کے کہ زنا ہے دف بجانا اور آواز خوش وقت نکاح کے یعنی گانا اور نغمہ کرنا روایت کی اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی نے مقصود اس حدیث کا یہ ہے کہ نکاح میں اعلان شرط ہے اور وہ دو قسم پر ہے ایک واسطے حاضرین کے کہ وہ بسبب حاضری گواہان کے حاصل ہوتا ہے دوسرے واسطے غائبین کے کہ وہ دف بجانے اور گانے سے حاصل ہوتا ہے۔

حدیث دہم عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْہُ فِی الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَیْہِ بِالدُّفُوْفِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ بِالْغِرْبَالِ اَیِ الدُّفُوْفِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ آشکارا کرو نکاح کو اور پہراؤ اوسکو مسجدوں میں کہ محل نزول رحمت الٰہی کا ہے اور بجاؤ اوپر اوسکے دفوں کو یعنی اعلان نکاح کا ساتھ ان چیزوں کے کرو۔

ف مساجد میں گشت کرنا اور دف بجانا اعلان نکاح کے واسطے حسب اتفاق جمہور علمائے محققین مشروع ہے اسکے قیاس پر تمام اوقات خوشی میں اور عرایس میں مباح ہے۔

حدیث یازدہم عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی قَرَظَۃَ بْنِ کَعْبٍ وَاَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ

فِي عُرُسٍ وَاِذَا جَوَارٍ تُغَنِّيْنَ فَقُلْتُ اَيْ صَاحِبَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلِ بَدْرٍ يُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ فَقَالَا اجْلِسْ اِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَاِنْ شِئْتَ فَاذْهَبْ فَاِنَّهٗ قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرُسِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ كَذَا فِي الْمِشْكٰوةِ۔ روایت ہے عامر بن سعد سے کہ کہا اونہون نے کہ داخل ہوا مین اوپر قرظہ بن کعب اور ابی مسعود انصاری کے ایک شادی مین وہان لڑکیان گا رہی تہین پہنے اون سے کہا کہ ای صحابی رسولخدا کے اور ای اہل بدر تمہارے سامنے اور تمہاری حاضری مین یہ غنا ہوتا ہے دونون صاحبون نے فرمایا کہ اگر تو چاہے بیٹہہ اور ہمارے ساتہہ سن اور نہین چاہتا ہے تو تو جا تحقیق کہ رخصت دی ہمکو واسطے اس لہو کے شادی مین روایت کیا اسکو نسائی نے اور ایسا ہی مشکوۃ مین ہے **ف** یہ حدیث دلالت رکہتی ہے اس بات پر کہ بعد زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام بوقت سرور اور خوشی کے اباحت غنا پر استمرار اور استقرار رکہتے تہے اور نیز مؤید اس بات پر ہے کہ ہر لہو حرام نہین ہے بلکہ اطلاق لہو کا فعل مباح پر بہی ہوتا ہے۔

حدیث دوازدہم رَوَى الْحَافِظُ مُحَمَّدُ ابْنُ طَاهِرٍ فِي كِتَابِهٖ صِفْوَةِ التَّصَوُّفِ بِسَنَدِهٖ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ اَنَّهٗ كَانَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةٌ تُغَنِّيْ فَاسْتَاذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ وَقَامَتْ فَدَخَلَ عُمَرُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَا اَضْحَكَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَكَرَ لَهُ الْخَبَرَ فَقَالَ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى اَسْمَعَ لِمَا كَانَ يَسْمَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ۔ روایت کرتے ہین حافظ محمد بیٹے طاہر کے اپنی کتاب صفوۃ التصوف مین ساتہہ اسناد اپنی کے کہ مسلسل ہے عبد اللہ بن ابی ملیکہ تک کہا عبد اللہ نے کہ تحقیق عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث کی اوسکو کہ تحقیق ایک عورت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہی کہ وہ گا رہی تہی کہ ناگاہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اجازت حاضر ہونے کی چاہی اوسوقت مغنیہ نے دف کو ڈالدیا اور کہڑی ہوگئی پہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اوسوقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ہنستے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہون کس چیز نے آپکو ہنسایا یا رسول اللہ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صورت حال کا ذکر فرمایا عرض کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ مین جبتک وہ چیز نہ سنون کہ جس چیز کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا یہان سے نہ جاؤنگا پس سنا حضرت عمرؓ نے غنا اوس عورت کا - ف احتجاج کیا جاتا ہی اس حدیث سے اوپر جائز ہونے غنا کے ساتھہ دف کے غیر ایام عید وتقریبات سرور کے کسواسطے کہ اوسوقت کوئی دن عید یا کوئی مجلس ولیمہ وغیرہ کی نہ تہی اگر غنا یا دف حرام ہوتا کسواسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اوسکے سننے پر اصرار کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اوسکے سننے کی اجازت دیتے - احادیث مرقومہ بالا سے سننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کا غنا ساتھہ دف کے ایام تقریبات وسرور اور بلا تقریب اور بغیر تخصیص زمان ومکان اور زجر اور ممانعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اونکے منع کرنے والون پر مستفاد ہوتا ہے اور یہ احادیث بالتصریح دلالت کرتی ہین کہ مطلق غنا مع مزامیر کہ دف ہے مباح ہے اور کسی مسلمان کو انکار اسکا بوجہ فعل رسول مقبولؐ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کے نہین ہے اگر منکرین ان احادیث پر بھی یقین نہ کرین تو فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ -

فصل ثانی بیچ نقل آثار واخبار کے جس سے ثابت ہوتا ہی کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سماع کو سنا ہے قَالَ الْمَاوَرْدِیْ فِی الْحَاوِیْ وَصَاحِبُ الْبَیَانِ اَنَّہٗ کَانَ بِعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جَارِیَتَانِ تَغَنِّیَانِ لَہٗ فَاِذَا کَانَ وَقْتُ السَّحَرِ قَالَ لَھُمَا اُسْکُتَا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس دو لونڈیان تہین کہ وہ گایا کرتی تہین حضرت کے آگے جب صبح ہوتی تو اونکو چپ کر دیتے تہے - اور عبد الرحمن بن عوف وغیرہ کہ عشرہ مبشرہ اور اجل صحابہ رضی اللہ عنہم سے تہے سنتے تہے غنا ساتھہ دف کے جیسا کہ روایت کی ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے ساتھہ سند اپنی کے جو متصل ابی سلمہ بن عبد الرحمن تک پہونچتی ہے اس طرح سے کہ ایک رات مالک نے دف بجایا اور گائے وہ اوپر سر عبد الرحمن وسعد

ابن ابی وقاص و حمزہ بن عبدالمطلب و عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہم کے اور یہ لوگ باوصف جلالت قدر اور عظمت شان اور ورع و تقویٰ کے غنا ساتھ دف کے سنا کرتے تھے بلکہ عبداللہ بن جعفر عود کے ساتھ بھی سنتے تھے۔ اور قدوۃ العلماء متاخرین شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوت مین تحریر فرماتے ہین کہ روایت کردہ شدہ است غنا و سماع آن از جماعۂ کثیر از اکابر صحابہ کہ در ایشان چندی از عشرہ بشرہ اند و جم غفیر از تابعین و تبع تابعین و اتباع تبع و دیگر علماء محدثین و علماء دین کہ از ارباب زہد و تقویٰ و علم و عبادت بودہ اند۔

اور زمانۂ خلافت جناب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مین جمیلہ نام ایک مغنیہ تھی اوس نے قسم کھائی تھی کہ مین کسی کے گھر مین جاکر نہین گاؤنگی مگر اپنے گھر مین گاؤنگی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کہ سماع ساتھ دف اور عود کے سنتے تھے وہ جمیلہ کے گھر تشریف لے گئے اور سنا گانا اوسکا اور جمیلہ سے کہا کہ تو اپنی قسم کا کفارہ دے۔

اور حضرت عبداللہ بن جعفر کے پاس لونڈی تھی کہ وہ عود بجاتی تھی آگے اونکے۔ اور سعید بن المسیب کہ افضل تابعین سے ہین اور اونکے ورع و تقویٰ کے ساتھ مثل دی جاتی ہے وہ غنا سنتے تھے۔

اور سالم بن عبداللہ بن عمر اور قاضی شُریح باوجود جلالت اور کبرسن کے غنا کنیزکان سے سنتے تھے۔ اور عبدالملک بن جُریح کہ علماء حفاظ و فقہا و عباد کا اجماع اونکی عدالت و جلالت پر ہے وہ غنا سنتے تھے اور الحان کو خوب جانتے تھے۔

صاحب تذکرہ حکایت کرتے ہین کہ امام ابوحنیفہ و سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما سے پوچھا گیا کہ غنا کا کیا حال ہے فرمایا کہ غنا نہ کبائر سے ہے اور نہ صغائر سے اور نقل کیا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے ہمسایہ مین ایک شخص تھا کہ ہر رات وہ اپنے گھر پر گاتا تھا اور امام صاحب کان اوسپر لگا کر سنا کرتے تھے ایک رات اوسکے گانے کی آواز نہین سنی صبح کو دریافت کیا تو اوسکی اہل خانہ نے کہا کہ ایک اہتمام مین وہ ماخوذ

ہوکر قید خانہ مین بہیجا گیا ہے اسوجہ سے آجکی رات آپنے اوسکی آواز نہین سنی یہ سنکر امام صاحب نے عمامہ اپنا باندہا اور حاکم وقت کے پاس تشریف لے گئے اور اوس شخص کی سفارش کرکر قید خانہ سے اوسکو رہا کرایا۔ یہ حکایت دلالت کرتی ہی کہ امام صاحب باوجود تقوی اور ورع کے ہر شب غنا سنتے تہے اور نہی اوسکو نہ فرماتے تہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک سننا غنا کا مباح ہے برخلاف اسکے جو امام صاحب سے روایت کی جاتی ہے وہ متعلق اوس غنا سے ہے جو مقترن بہ فحش ہو۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ غنا کا پوچہا گیا اونہون نے جواب مین حکایت ہمسایہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ مجلس ہارون رشید مین تشریف لے جاتے تہے وہان غنا سنتے تہی اور رو یا کرتے تہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ سے پوچہا گیا سماع کے معاملہ مین تو فرمایا کہ مین اپنے شہر مین اہل علم کو اوسکا منکر نہین دیکہتا اور فرمایا کہ منکر اسکا نہوگا مگر عامی یا جاہل یا عراقی غلیظ الطبع۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہی کہ تحریم غنا مذہب شافعی کا نہین ہے استاد ابو نصور بغدادی نے کہا ہے کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اباحت سماع کا ہے اور ابو منصور بغدادی یونس بن عبد الاعلی سے روایت کرتے ہین کہ امام شافعی رح ایک مجلس مین اونکو اپنے ہمراہ لے گئے وہان ایک قینیہ یعنی ڈومنی گارہی تہی جب فارغ ہوئی امام نے اون سے پوچہا کہ تمنے اسکو خوش کیا یا نہین یعنی تمنے کچہ اوسکو دیا یا نہین اونہون نے کہا کہ نہین امام صاحب نے فرمایا کہ تمکو حس صحیح نہین ہے۔ بالجملہ قول اور فعل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اباحت غنا کی پائی جاتی ہی نہ تحریم اوسکی۔ روایت ہے ابو العباس فرغانی سے کہ اونہون نے کہا کہ مینے صالح بن احمد بن حنبل سے سنا کہ مین سماع کو دوست رکہتا ہون مگر میرے باپ اوس سے ناخوش ہوتے تہے ایک رات جب مین نے جانا کہ والد میرے سو گئے مین نے ابن جنا دہ سے کہا کہ تو کچہ گا اوس نے گانا شروع کیا مین نے آواز پائی کوہی کی کوٹہے پر یعنی جسکے نیچے وہ گا رہا تہا اوپر جا کر مینے دیکہا تو امام احمد حنبل میرے والد

بالائی بام غنا سنتے تھے اور دامن اونکا نیچے بغل کے تھا اور اس طرح سے چلتے تھے کہ گویا وہ رقص کرتے ہین
اور بعض نے روایت کی ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وہ فرماتے ہین کہ اگر تنہا آدمی ہو اور تغنی کرے
واسطے دفع وحشت کے اپنے نفس سے تو لاباس بہٖ یعنی کچھ مضائقہ نہین ہے۔

اور استاد ابوالقاسم قشیری و شیخ ابوطالب مکی و شیخ شہاب الدین سہروردی کی تصانیف قولاً و فعلاً دلالت
کرتی ہین اوپر اباحت سماع کے اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ
اس طائفہ پر رحمت الٰہی تین مقام پر نازل ہوتی ہے ایک کھانے کے وقت اسواسطے کہ یہ نہین کھاتے مگر حالت
فاقہ مین دوسرے وقت مکالمہ انکے کے اسواسطے کہ نہین بولتے مگر مقامات صدیقین و انبیا و مرسلین مین
تیسرے وقت سماع کے اسواسطے کہ یہ سماع ساتھ وجد اور شہود حق کے سنتے ہین۔

پس ثابت ہوا کہ سماع اور غنا مطلق حرام نہین ہے بلکہ مباح ہے اور زمانۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے
صحابۂ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اور اونکے بعد ہر عصر اور زمانہ مین اب تک علما و فقہا و فقرا و صالحین
اسکو سنتے آئے ہین اور برکات اور فیوضات جو اس سے حاصل ہوتے ہین اوسکو وہی جانتا ہے جسکو
حاصل ہوتے ہین **مصرع** ذوق این مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی۔

حقیقت حال اور منشار اختلاف اس مسئلہ سماع مین یہ ہے کہ سرود ستا اور آلات و مزامیر بجانا زمانۂ قدیم مین
کاروبار بے قیدان و لاہیان اور فاسقان و شراب خواران کا تھا اسی واسطے حدیث صحیح مین آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بھیجا گیا ہون اور حکم کیا گیا ہون کہ محو کرون اور توڑون مین معازف
کہ نام آلات اور مزامیر طرب کا ہے اور نہی کرون مین پینے شراب اور زنا سے۔ اور زمانۂ رسول مقبول صلی
اللہ علیہ وسلم مین وقت شراب خواری کے لوگ مزامیر بجاتے تھے اور وہ شراب خواری کے لئے اوسکو سنکر آمادہ و تیار
ہو جاتے تھے اور نیز شراب پیکر اس کام مین اپنی اوقات ضائع کرتے تھے ہر گاہ آیۂ تحریم خمر خداوند تعالیٰ نے نازل فرمائی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال ظروف اور برتنون یعنی حنتم و مزفت و نقیر و دُبّا سے بھی جن مین شراب

رکھی جاتی تھی منع فرمایا چندے مدت تک یہ ممانعت استعمال ظروف کی رہی جب مسلمان بخوبی آگاہ اور واقف حرام ہونے شراب سے ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظروف مذکورہ کے استعمال کی اجازت دی اسی طرح سے حال معازف کا ہے چونکہ وہ داعی طرف شراب خواری کے تھے لہذا اونکی بھی ممانعت ہوئی اسوجہ سے لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ کل معازف اور مزامیر حرام ہین حالانکہ حرمت لذاتہ ان مین نہین تھی بلکہ دوسرے کی وجہ سے ممانعت اسکی ہوئی تھی بعد تحقیق حرمت شراب جب اجازت استعمال ظروف شراب ہوئی اور حال ظروف اور مزامیر کا ایک تھا یعنے حرمت لذاتہ اوس مین نہ تھی بلکہ لغیرہ تھی اسواسطے اجازت استعمال ظروف سے اباحت مزامیر کی بھی پائی گئی بعد اسکے دو فریق ہو گئے ایک نے خیال کیا کہ یہ عادت اور نشان اہل فسق کا تھا احتیاط کی ایک نے نظر اوپر معنی اور حقیقت حال کے ڈال کر مباح ٹھہرایا۔

مذہب تحقیق یہ ہے کہ جو غنا خواہ بلا مزامیر ہو یا با مزامیر غیر ممنوعہ اور وہ ملہی یعنی باز رکھنے والا صوم وصلوۃ واذکار واوراد وغیرہ سے ہو وہ بے شک لہو مین داخل ہے اور ناجائز ہے۔ اور جو غنا ایسا ہو کہ جسکے سننے سے توجہ اللہ کی طرف ہو اور کاروبار دنیا سے باز رکھے اور شوق اللہ تعالی کا پیدا کرے وہ غنا مباح بلکہ مستحب ہے۔ احادیث واقوال وافعال بزرگان جو حلت اور مباح ہونے غنا اور مزامیر یعنی دف کے مین دلالت کرتے ہین وہ اوپر لکھے گئے۔ جو دلائل منکرین واسطے حرمت غنا کی پیش کرتے ہین وہ مختصراً مع جواب کے ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

فصل سوم بیچ بیان دلائل منکرین اباحت سماع اور اونکے جواب مین

منکرین اباحت سماع ان آیات سے استدلال کرتے ہین اوّل وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ یعنی بعض آدمیون سے وہ لوگ ہین کہ خریدتے ہین بازی کی باتین تاکہ گمراہ کرین آدمیون کو راستہ خدا سے بغیر علم اور برہان کے اور پکڑتے ہین قرارت قرآن کو بازی یہ لوگ ہین کہ انکے لئے عذاب ہے خوار کرنے والا۔

اہل تحریم کہتے ہین کہ یہ آیت کریمہ تحریم غنا مطلق مین نازل ہوئی بلا مزامیر ہو یا با مزامیر اور استدلال کرتے ہین کہ بعض مفسرین نے عبداللہ ابن مسعود و عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مراد لہو حدیث سے غنا ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ آیت اول رکوع سورۂ لقمان مین ہے تمام مفسرین مثل بیضاوی و حسینی و صاحب معالم التنزیل و احمدی وغیرہ لکھتے ہین کہ شان نزول اس آیہ کا یہ ہے کہ نضر ابن حارث مشرک فارس کی طرف تجارت کو گیا تہا وہان سے قصہ اسفندیار اور رستم کا خرید کر کر لایا اور مجمع قریش مین اوسکو پڑہا کہ سب لوگ شیفتہ اور فریفتہ ہوے مشرک مذکور اپنے لاف اور گزاف کے ساتہہ یہ کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قصۂ عاد و ثمود و عظمت ملک سلیمان و داؤد کی خبر دیتے ہین تو مین بادشاہان عجم کے قصے اور اونکی مملکت کا حال بیان کرتا ہون اوسکے حال مین یہ آیت نازل ہوئی اسکو حاجت بحرمت غنا پر اصلا دلالت نہین ہے اور تفسیر بیضاوی اور بغوی مین بلفظ قیل یہ لکہا ہے وَقِيلَ كَانَ يَشْتَرِي الْقَيْنَاتِ وَيَحْمِلُهُنَّ عَلَى مُعَاشَرَةِ مَنْ أَرَادَ الْإِسْلَامَ وَمَنْعِهِ عَنْهُ یعنے کہا گیا ہے کہ نضر ابن حارث لونڈیان خرید کیا کرتا تہا اور جو شخص ارادہ اسلام لانے کا کرتا تہا اوسکے پاس اون لونڈیون کو واسطے مباشرت کے بہیجتا تہا اور مانع ہوتا تہا اسلام لانے سے۔ اور دیگر مفسرین نے جو اس آیت کی تفسیر مین لکہا ہے واسطے تنبیہ اور آگاہی منکرین کے نقل کیا جاتا ہے۔

قال فی تفسیر بحر الحقائق۔ مَا يَشْغَلُ عَنِ اللّٰهِ ذِكْرُهٗ وَسَمَاعُهٗ فَهُوَ لَهْوُ الْحَدِيْثِ۔ وفی تفسیر العرائس الاِشَارَةُ فِي لَهْوِ الْحَدِيْثِ اِلٰى طَلَبِ عُلُوْمِ الْفَلْسَفَةِ مِنْ عِلْمِ الطَّبْعِيِّ وَالرِّيَاضِيِّ وَعِلْمِ الْاِكْسِيْرِ وَالنَّيْرَنْجِيَاتِ وَاَبَاطِيْلِ الزَّنَادِقَةِ وَتُرَّهَاتِهِمْ لِاَنَّ هٰذِهٖ كُلَّهَا مُضِلَّةٌ لِلْخَلْقِ۔

پس اس آیت سے مطلق غنا کی حرمت ثابت نہین ہوتی۔ اور منکرین کا یہ بہی ایک قول ہے کہ یہ آیت ناسخ اون احادیث کی ہے جس سے اباحت اور حلت غنا کی پائی جاتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ سورۂ لقمان مکی ہے اور احادیث جو دلالت اوپر حلت یا اباحت غنا کی کرتی ہین اکثر وہ مروی حضرت عائشہ صدیقہ

جمع قینہ

رضی اللہ عنہا سے ہین اور اون مین حالات اور واقعات مدینۂ طیبہ کے بیان کئے گئے ہین پس کیونکر ہوسکتا ہے کہ یہ آیۃ ناسخ اون احادیث اور معاملات کی ہو جو مدینۂ طیبہ مین واقع ہوے۔

آیۃ ثانیہ جس سے احتجاج حرمت غنا پر منکرین کرتے ہین یہ ہے اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ یعنی اس حدیث سے یعنی قرآن سے تعجب کرتے ہو تم ازروی انکار کے اور ہنسے ہو تم ازروی استہزا کے اور نہین روتے ہو تم خوف وعید سے اور تم بازی کرنے والے ہو یا غافل۔ منکرین کہتے ہین کہ سامدون مشتق ہے سمود سے جو بمعنی غنا کے ہے پس یہ آیت دلالت کرتی ہے مطلق غنا کے حرام ہونے پر۔ جواب یہ ہے کہ صاحب بیضاوی نے سامدون کے معنی لاہون اور مستکبرون کے لکھے ہین اور یہ لکھا ہے کہ یہ مشتق ہے مِنْ سَمَدَ الْبَعِيْرُ فِيْ مَسِيْرِهٖ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ اسکو غنا سے کچھ مناسبت نہین ہے اور اگر سامدون کو مشتق سمد سے جو بمعنی غنا ہے فرض کرین تو یہ مطلب ہوگا کہ سرود بہ نیت باز رکھنے سماعت قرآن سے ممنوع یا مکروہ ہے تو یہ مخالف ہمارے نہین ہے اسواسطے کہ یہ بھی ایک سبب ہوگا اسباب منکرہ سے کہ وہ بالاتفاق حرام ہے پس کہان ہے اس آیت سے دلالت اوپر حرام ہونے کل غنا کے خصوصاً اوس غنا پر جو مذکر آخرت اور مشوق یاد الٰہی کا ہو۔

آیت ثالث جسکے ساتھ احتجاج حرمت غنا پر کرتے ہین یہ ہے کہ سورۂ بنی اسرائیل مین واقع ہے۔ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ترجمہ یہ ہے کہ بہکا جسکو تو بہکا سکے اونمین سے ساتھ آواز اپنی کے اور کھینچ لا اوپر اونکے سوارون اپنون کو اور پیادون اپنون کو اور شریک بن اونکا بیچ مالون اونکے کے اور اولاد اونکی کے اور وعدہ دے اونکو اور نہین ہے وعدہ دینا شیطان کا اونکو مگر فریب۔ وجہ استدلال مین یہ کہا جاتا ہے کہ صوت سے مراد غنا اور مزامیر ہے جواب اسکا یہ ہے کہ تمام کتب تفاسیر مین معنی صوت کے آواز اور شمول اوسکا ساتھ وسوسہ اور فساد کے لیا گیا ہے

اگر صوت سے غنا ارادہ کیا جاوے تو یقیناً غنای محرم مراد ہوگا بمقتضای مقام کے کہ بیان طریقہ گمراہی شیطان کا ہے غنای مطلق کی حرمت کے لئے کب اس آیت سے استدلال ہو سکتا ہے۔

چوتھی آیت جس سے استدلال حرمت غنا پر کیا جاتا ہے یہ ہے۔ وَمَا كَانَ صَلٰوتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً یعنی یہ ہین کہ نہین ہے نماز مشرکون کے نزدیک خانۂ کعبہ کے مگر سیٹھی بجانا اور تالی بجانا وجہ استدلال مین کہتے ہین کہ ہر گاہ سیٹھی بجانا اور تالی بجانا ممنوع ہوا پس غنا کہ خالی اوس سے نہین ہوتا بطریق اولی ممنوع ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ ممانعت دستک زنی اور صفیر سے ایک مقام خاص پر یہ ضرور نہین ہے کہ سب وقت اور سب جگہہ یہ امر ممنوع ہو چنانچہ دستک زنی عورت کا جو خارج نماز سے ہو درست نہین ہے مگر عین نماز مین اگر اوسکو ضرورت پڑے تو جائز ہے اس طرح سے دستک زنی کرے کہ ہتیلی ایک ہاتھ کو اوپر پشت دست دوسرے ہاتھ کے مارے ایسا ہی شیخ محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ مین بجواب استدلال کرنے اس آیت کے لکھا ہے وہو ہذا۔ وَالْاِسْتِدْلَالُ اَنَّ التَّصْدِيَةَ مَمْنُوْعٌ وَالْغِنَاءُ لَا يَخْلُوْ عَنِ التَّصْدِيَةِ فَاَسْئَلُ فَاِنَّ مِنْ مَنْعِ شَیْئٍ فِیْ حَالَةٍ مَخْصُوْصَةٍ لَا يَلْزَمُ مَنْعُهٗ فِیْ سَائِرِ الْاَوْقَاتِ وَالْمَقَامَاتِ وَلِهٰذَا يَجُوْزُ لِلْمَرْاَةِ فِی الصَّلٰوةِ ضَرْبُ الرَّاحَةِ عَلٰی ظَهْرِ كَفِّهَا اِذَا نَابَهَا شَیْئٌ وَلَا يَجُوْزُ فِیْ غَيْرِهَا وَلَمَّا كَانَ الْبَيْتُ مُعَظَّمًا وَالطَّوَافُ بِهٖ صَلٰوةٌ مَنَعَهُمْ عَنْ ذٰلِكَ۔

پس مدعی حرمت غنای مطلق کو واجب ہے کہ ایسی آیت پیش کرین کہ جس سے غنای مطلق کی حرمت ثابت ہو اگر ایسی آیات و ادلہ غیر ظاہر و خفی سے استدلال جائز ہو تو آیات جنکا ذکر شروع مین ہمنے کیا مثل اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اور وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ اور نیز دیگر آیت مثل اسکے جن سے سماع غنا مراد ہی بطریق اولی واسطے ابطال حرمت کے برہان قاطع ہو سکتی ہین۔

احادیث جو اہل تحریم پیش کرتے ہین وہ چار قسم کی ہین ایک وہ کہ کتب اہل حدیث مین اوسکے ضعیف ہونے یا اوسکے عدم صحت کے یا اوسکے موضوع ہونے کی تصریح ہے دوسرے وہ کہ کتب صحاح مین وہ حدیث پائی نہین جاتی جن کتابون مین وہ روایت کی گئی ہے اونکے معتبر ہونے مین محدثین کو کلام ہے تیسرے وہ کہ کتب احادیث مین اونکا پتہ نہین ہے تعصباً منکرین نے اختراع او افترا کر کر شہرت دی ہے۔

چوتھے یہ کہ وہ حدیث کتب صحاح مین پائی جاتی ہین مگر مورد اوسکا خاص ہے یعنی وہ حدیث مذمت یا حرمت غنای مین مقترن بمنکرات ہے وارد ہوئی ہے اور نافہمان نے اوسکو مورد عام پر لے جا کر علی الاطلاق اوسکی حرمت سمجھی ہے۔ اون احادیث کو مولوی نور اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ملقب بہ تنبیہ عشاق مین تیسرے باب مین مفصل مع اونکی جواب کے تحریر فرمایا ہے چونکہ وہ کتاب چھپ گئی ہے لہذا بوجہ طوالت ان اوراق مین اونکو نہین لکھا جاتا اوس کتاب کے ملاحظہ سے بخوبی معلوم ہوسکتی ہین۔

پس تغنی او رغنا کہ بمعنی سرود کہنے کے ہین اور سماع بکسر بمعنی سننے قول جمیل یعنی کلام موزون کہ ساتھ حسن صوت کے ہو مطلقاً حرام نہین ہے بلکہ جو سماع ایسا ہو کہ مثمر محبت الٰہی اور متابعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور دنیا او رکار دنیا سے بیزاری پیدا کرے اور توجہ الی اللہ کا باعث ہو وہ سماع طاعت ہے او رحلال ہے ہان البتہ وہ سماع کہ ملہی ہو یعنی باز رکہنے والا ہو صوم و صلوٰۃ او راذکار سے اور منجر ہو طرف امور شہوانی کے اور مذکر ہو شرب خمر کے لئے جیسا کہ زمانہ سابق مین عادت فساق و اہل دنیا کی تھی وہ حرام ہے اور ایسا سماع ہی حرام نہین ہے بلکہ جو چیز ایسے باز رکہنے والی ہو یاد خدا سے وہ کل حرام ہین جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۔

اگرچہ احادیث او راقوال بزرگان سے حلت او رمباح ہونا سماع کا حسب مندرجہ بالا احسن وجوہ ثابت ہوا مگر بعض اشخاص اس طرح سے کلام کرتے ہین کہ مطلق سماع مباح ہے مگر جو سماع کہ مزامیر کے ساتھ ہے وہ حرام ہے اسواسطے ضرور ہے کہ کچھ حال مزامیر اور معازف او رملاہی اور ملاعب کا لکھا جاوے۔

فصل چہارم بیچ بیان مزامیر کے - معنی لہو و لعب و معازف و مزمر کے بیان کیے جاتے ہین
واضح ہو کہ اَللَّهْوُ فِي القَامُوسِ لَهَا لَهْوًا بازی کرد کَالْتَهَى وَالْهَاهُ بازی کنانید اور آن بازی -
اَلْمَلَاهِي آلات بازی اَللَّعِبُ فِي القَامُوسِ لَعِبَ سَمِعَ لَعْبًا وَلِعِبًا بازی کرد ضد جد اَلْمَعَازِفُ
آلات لہو مِعْزَفٌ بکسر میم وسکون عین آواز حسن وجرسے کہ شنیدہ شود در بادیہ بہ شب و بعضی آواز باد نیز
آمدہ کذا فی القاموس - اَلْمِزْمَارُ مشتق ہے زمر سے فِي القَامُوسِ - زَمَرَ يَزْمِرُ زَمْرًا
وَزَمَّرَ يُزَمِّرُ تَزْمِيرًا نواخت نے را زَامِرَةٌ زن نے نواز زَمَّارٌ كَشَدَّادٍ نے نواز
یہ معنی لغوی الفاظ کے ہین مگر عرف مین لہو و لعب دونون بازی کے معنی مین مشہور ہین لیکن
محققین نے ایک فرق دقیق دونون مین بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز ایسی ہو کہ اوسکے ارتکاب
مین ایک غایت مقصود ہو جیسا کہ تانس خاطر اور تفرج طبع وتنشیط دل اوسکو لہو کہتے ہین جیسا کہ
جانورون کو پالنا اور گنجفہ شطرنج و نرد وغیرہ کھیلنا اور جو چیز ایسی ہو کہ اوس کے ارتکاب مین
کوئی غایت ملحوظ نہ ہو اور بغیر تصور مقصود اوسکے ساتھ شغل کرین اوسکو لعب کہتے ہین اور شرع
شریف مین لہو ولعب کے لئے ایک حکم نہین ہے بلکہ ہر قسم کے لئے حسب حیثیت واعتبار اور بلحاظ اوسکے
غایت کے احکام مختلف ہین - علی ہذا القیاس مزامیر اور معازف عرف عام مین بمعنی ساز اور آلات
غنا کے مشہور ہین لیکن اہل تحقیق کہتے ہین کہ مزامیر وہ چیز ہے کہ مُنہ سے بجائی جاوے جیسے نے و
بانسلی و صرنای و قرنای ہے - اور معازف وہ ہے جو ہاتھ سے بجائی جاوے مانند دف و طبل
و عود و ستار و طنبور و اوتار وغیرہ کے - پس سب مزامیر اور معازف کے لئے ایک حکم شرع مین نہین ہے
علی الاطلاق سب معازف اور مزامیر کو حرام کہنا جہالت اور سفاہت ہے علمای محققین نے
بعض کو مستحب و مسنون کہا ہے اور بعض کو حرام کہا ہے اور بعض مین سکوت کیا ہے
ہر ایک کی تفصیل آگے آتی ہے -

فصل پنجم بیان اقسام واحکام مزامیر کے بین

چونکہ معازف اور مزامیر عرف عام مین بہ معنی ساز وآلہ غنا کے شہرت رکہتے ہین مگر اہل شرع کے عرف مین حدود معازف اور مزامیر اوراوتار مین اختلاف بہت ہے اسواسطے حکم بہی اونکے مختلف ہین یہ بیان کرنا کہ یہ ساز بسایط سے ہے یا مرکب ہے اور کس نے اسکو ایجاد کیا اور کب ایجاد ہوا اور فائدہ اوسکا کیا ہے ہمکو ضرور نہین ہے اوسکا ذمہ اہل موسیقی پر ہے مگر جن مین اہل شرع نے گفتگو کی ہے وہ مزامیر از روے عقل چار قسم پر ہین ایک وہ کہ تار رکہتا ہو رودہ یا ریشم خواہ آہنی یا برنجی سو اہل ہند اوسکو تنتری کہتے ہین جیسے کہ بین اور طنبورا اور رباب اور قانون وغیرہ ہین دوسرے یہ کہ تار نہ رکہتا ہو اور چمڑے سے منڈہا ہوا ایک طرف سے یا دونون طرف سے اوسکو اندہ کہتے ہین مثل نقارہ وطبلہ وطبل ومردنگ ودائرہ ودف وغیرہ تیسرے یہ کہ تار اور چمڑا دونو رکہتا ہو دو ساز کو ملاکر بجاوین اور وہ مجوف ہو اوسکے اندر کوئی چیز ڈالین کہ اوسکی حرکت سے آواز دے اوسکو گُن کہتے ہین مثل جہانجہ ومجیرہ وگہونگرو وگہنٹہ یا اوسکے اندر اہل صناعت ایسی چیز ڈالین کہ اوسکی تہوڑی حرکت سے بوسیلہ آلات واجزاے اندرونی کے خود بخود آواز دے جیسے ارغنون ہے کہ انگریزی مین اوسکو ارگن کہتے ہین چوتہے یہ کہ دم کی کشش سے مُنہ سے بجاوین اوسکو اہل ہند سنکر کہتے ہین مثل نے وشبانہ وسرنای وقرنای ونفیری وغیرہ۔

اب مدعی حرمت مزامیر سے پوچھا جائے کہ آیا ہر چہار قسم کے مزامیر کو علی الاطلاق حرام اور گناہ کبیرہ وہ کہتے ہین یا بعض قسم کو بعموم انواع یا بخصوص افراد کے ہر دو صورت مین تین وجہ سے منع اونکے قول پر وارد ہوسکتی ہے اولاً یہ کہ تعریف کبیرہ کی اوسپر صادق نہین آتی اسواسطے کہ کبیرہ وہ ہے کہ حرمت اوسکی دلیل قطعی سے جس مین شبہ نہو ثابت ہوا اور ایسی نص حرمت مطلق مزامیر یا اوسکی جنس مخصوص ہین غیر مسلم ہے ہان بعض احادیث صحاح مین مذمت غنا ومعازف

بشمول حرمت خمر وغیرہ شعار جاہلیت کے آئی ہے مثل حرمت حنتم و مزفت و نقیر و دبا برتنوں شراب کے لیکن یہ حرمت عارضی ہے ہرگاہ حرمت شراب بخوبی ثابت اور تحقیق ہوئی احتیاج واسطے قمع و قلع اوسکے آثار او علامت کے نہ رہی حکم نہی مذکرات شراب کا بھی باقی نہ رہا چنانچہ ظروف شراب کے اباحت فقہاء و محدثین کے نزدیک مشہور و معروف ہے اور مزامیر مثل ظروف کے ہین بیچ حکم رفع ہونے حرمت عارضی کے۔ اور حرمت عارضی ہر چیز مباح الاصل بلکہ طاعت اور قربت مین عارض ہوتی ہے مثلاً نماز کہ حالت جنب و قصدریا مین حرام ہوتی ہے اور سجدہ اوقات مکروہہ مین حرام ہوتا ہے اور کھانا غذا اور دوا کا بہ نیت تحصیل قوت زناکاری کے حرام ہوتا ہے باوجود اسکے حرمت کذائی اوسکی بطرف مطلق نماز وسجدہ وغذا و دوا کے سرایت نہین کرتی۔ دوسرے یہ کہ حکم کبیرہ اور حکم غنا و مزامیر مین بہت تفاوت ہے کسواسطے کہ مرتکب گناہ کبیرہ کا موافق وعید کے مستحق عذاب وعقاب کا ہوتا ہے اور جو شخص مرتکب مزامیر کا ہوتا ہے اوسکے لئے شرع مین بجز اسکے کہ لا تُقْبَلُ شَهَادَةُ مَنْ يَّلْعَبُ بِالطَّنْبُوْرِ وَمَنْ يُّغَنِّيْ لِلنَّاسِ اور کوئی شناعت وارد نہین ہوئی اور بہت امور ہین کہ اونکی وجہ سے سقوط عدالت شہادت سے ہوتا ہے یعنی اونکے مرتکب کی شہادت مقبول نہین ہوتی اور کبایر مین نہین شمار کئے گئے مثلاً سیری شکم پر ایک لقمہ زیادہ کھانا اور سر بازار کھانا اور راستہ مین پیشاب کرنا و دیگر امور خسیسہ مین جن سے عدالت گواہ کی ساقط ہوتی ہے اور کچھ وعید واسطے عذاب وعقاب کے اوسکے حق مین وارد نہین ہے اور چونکہ مطلق غنا اور مزامیر کا سننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوچکا تو وہ امور خسیسہ مین شامل نہین ہوسکتا چہ جائے کہ معصیت اور گناہ کا لفظ اوسپر اطلاق کیا جاوے۔

تیسرے یہ کہ اختلاف متقدمین و متاخرین فقہا و محدثین مین بیچ حلت و حرمت انواع معازف اور مزامیر مین برہان قاطع ہے اس بات پر کہ کوئی نص صحیح اوسکی مطلق حرمت مین ثابت نہین ہے کیونکہ جس چیز کی حرمت نص قطعی قرآن یا حدیث سے ثابت ہوتی ہے اوسکی تمام انواع اور افراد کے لئے

حرمت متفق علیہ تمام مجتہدین کے نزدیک ہوتی ہے مثل زنا و سرقہ و قتل و اکل میتہ و مانند اوسکے
ہرگاہ حسب روایات فقہہ حلت اور حرمت اقسام مزامیر مین اختلاف کا واقع ہونا ثابت ہوتا ہی پس
معلوم ہوا کہ کوئی نص قطعی حرمت مطلق یا جنس مزامیر مین وارد نہین ہوئی اسوقت مین مزامیر
بھی مثل غنا کے مختلف اور مجتہد فیہ پائے گی اور انکار اور ارتکاب امر مجتہد فیہ مین نہ فاسق ہوتا ہے اور
نہ مستحل اوسکا کافر ہوتا ہے۔

فِی الْفَوَائِدِ اُسْتُفْتِیَ الْاِمَامُ عَیْنُ الدِّیْنِ عَنْ سِمَاعٍ صُنِعَ فِیْ زَمَانِنَا مَعَ الْاٰلَاتِ قَالَ اِنَّہٗ
مُبَاحٌ وَقَالَ مُجْتَھِدُ الْعَصْرِ وَالزَّمَانِ اِمَامُ فَخْرِ الدِّیْنِ شِیْرَازِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اَلْمَزَامِیْرُ
مُوْجِدٌ لِلْاَصْوَاتِ الْمَوْزُوْنَۃِ فَھُوَ بِالنَّظَرِ اِلٰی نَفْسِہٖ مُبَاحٌ وَذَکَرَ الْاِمَامُ اَمَّا الْحُرْمَۃُ لِعِلَّۃٍ
اُخْرٰی وَھُوَ التَّذَکُّرُ عِنْدَ شُرْبِ الْخَمْرِ کَمَا رَوَی الثِّقَاتُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِذَا حُرِّمَ الْخَمْرُ حُرِّمَ الْمَزَامِیْرُ اِذِ النَّاسُ یَضْرِبُوْنَ وَقْتَ شُرْبِہٖ فَحُرِّمَ ضَرْبُہٗ لِتَذَکُّرِہٖ اَیْضًا
وَھُوَ قَبِیْحٌ لِمَعْنًی فِیْ غَیْرِہٖ فَاِذَا کَانَتْ ھٰذِہِ الْمَفْقُوْدَۃُ یَفْقُدُ الْحُرْمَۃُ اَیْضًا وَلِھٰذَا یُبَاحُ
ضَرْبُ الدُّفِّ فِی الْحَرْبِ وَالْعُرْسِ وَضَرْبُ الصَّنْجِ لِلْاَوْقَاتِ الْخَمْسِ بِحَیْثُ اَنَّ الْحُکْمَ یَتَغَیَّرُ
بِتَغَیُّرِ الْعِلَّۃِ وَاِذَا کَانَتِ النَّفْسُ مُنَزَّھَۃً بِالصَّوْتِ الزُّکَامُشَافِھَۃً لِمُشَاھِدَتِہٖ تَعَالٰی
فَاَصْوَاتُ الْمَزَامِیْرِ دَاعِیَۃٌ مِنَ الْکَدَرِ اِلَی الصَّفَا وَمُرَفِّعَۃٌ مِنَ السُّفْلِ اِلَی الْعُلٰی اِذَا الصَّوْتُ
الْحَسَنُ ھُوَ قُوَّۃُ الْاَرْوَاحِ وَقُوْتُھَا فِیْ عَالَمِ الْمَلَکُوْتِ ترجمہ فتاوی فوائد مین مروی ہے
کہ امام عین الدین سے استفتی کیا گیا اوس سماع سے جیسا کہ ہمارے زمانہ مین مع آلات کے
ہوتا ہے کہا اونہون نے کہ وہ مباح ہے اور کہا مجتہد عصر امام فخرالدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
نے کہ مزامیر موجد ہین آواز موزون کے لیئے وہ بہ نظر ذات اپنی کے مباح ہین اور ذکر کیا ہے
امام نے کہ مزامیر مین حرمت بوجہ دوسری علت کے ہے جو اسکو عارض ہوئی ہین اور وہ یاد دلانا ہے

شراب خواری سے جیسا کہ روایت کی ہے ثقات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب حرام کی گئی شراب حرام کئے گئے مزامیر اسواسطے کہ وقت شراب خواری کے آدمی اوسکو بجاتے تھے پس اونکا بجانا حرام کیا گیا بوجہ یاد دلانے خمر کے پس مزامیر قبیح ٹھہرائے گئے دوسری وجہ سے جو اوسکے غیر مین تھے جب وہ وجہ جاتی رہی تو جاتی رہی گی حرمت بہی اوسکی اور اسی واسطے بجانا دف کا لڑائیون اور شادی مین اور بجانا صنج یعنی جہانجہ کا اوقات خمسہ مین مباح ہوا کیونکہ بوجہ متغیر ہونے علت کے حکم بہی متغیر ہوجاتا ہے اور ہرگاہ نفس منزہ ہوتا ہے آواز زکی یعنی پاک کے ساتھہ تو وہ زیادہ اور تیار ہوجاتا ہے واسطے مشاہدہ اللہ تعالی کے پس آواز مزامیر کی نفس کو کدورت سے طرف صفائی کی بولانیوالی ہوتی ہی اور اسفل سے اعلی کی طرف کہینچ لیجاتی ہے اسواسطے کہ آواز حسن قوۃ ارواح کی ہے اور اوسکو عالم ملکوت مین ایک قوت ہے۔ اور احیاء العلوم مین حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہین کہ ظروف شراب اور مزامیر مین حرمت عارضی ہے نہ ذاتی اور ایسا ہی فتوی ابراہیم شاہی اور فتاوی غیاثیہ مین مرقوم ہے۔ اور نیز شیخ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محققین نے فرمایا ہے کہ ممانعت اوتار اور مزامیر سے تین وجہ پر ہے اول یہ کہ ابتدای اسلام مین مزامیر کی آوازین داعی ہوتی تہین شراب خواری کے لئے یعنی اونکو سنکر لوگ شراب پینے کے لئے مستعد ہوجاتے تہے جب شراب حرام ہوئی تو دواعی بہی اوسکی حرام کئے گئے دوسرے یہ کہ قریب وقت شراب خواری کے جو مزامیر بجائے جاتے تہے وہ زیادہ شوق شراب خواری پر دلاتے تہے اور لوگ شراب خواری اور شوق فسق مین زیادہ اقدام کرتے تہے تیسرے یہ کہ اجتماع اور جماؤ کرنا اوتار اور مزامیر پر عادت اہل شرب یعنی شراب خوارون کی اوس زمانہ مین تہی لہذا مسلمانون کو منع کیا گیا کہ تشبہ بکفار لازم نہ آوے پس حال علت اول اور ثانی کا بلا تفاوت حال حرمت ظروف شراب کا ہے یعنی تا وقتیکہ حرمت شراب مسلمانون کے ذہن مین کماحقہ راسخ نہین ہوئی ظروف شراب کا بہی استعمال حرام کیا گیا اور بعد تقرر اور تحقیق حرمت

شراب کی حرمت ظروف سے زائل کی گئی چونکہ علت ممانعت ظروف ومزامیر مشترک ہی پس اجازت ظروف کے استعمال سے اباحت مزامیر کی ہی کہ اصل مین مباح ہے ثابت ہوئی اور علت سوم کہ تشبہ بکفار ہے وجمیع آلات غنا مین پائی نہین جاتی اسواسطے کہ تشبہ بکفار سے وہی چیز حرام ہوتی ہے جو چیز خصائص کفار سے ہو اور اسلام مین پائی نہ جائے جیسے سنکہہ ہندرون مین بجائے جاتے ہین اگر کوئی مسجد مین سنکہہ بجائے اور اسکو عبادت جانے البتہ وہ حرام ہوگا اور ایسے ہی مخنثون کا طبل ہے کہ جسکو ہندی مین ڈورو کہتے ہین اور مختص فاسقون کے لئے ہے اور مثل انکے اور جو کچھ ہو۔

سوال اگر کوئی کہے کہ احادیث اور اخبار جو دلایل اباحت مین ذکر کی گئین اون سے سنا دف کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سنا عود بربط وطبل غازی وحجاج کا صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے باختلاف اقوال ثابت ہوا اگر ڈہول اور طبلہ ومردنگ وپکہاوج وسارنگی وستار اور طنبورہ وغیرہ آلات مخترعہ کہ زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نہ تھے حکم اباحت اونکے کا کہان سے معلوم ہوا۔ جواب مین کہتا ہون کہ موافق مذہب حنفی اوسکی اباحت محتاج دلیل کی نہین ہے اسواسطے کہ موافق ضابطہ حنفیہ کے اشیا مین در اصل اباحت ہے حرمت کسی چیز کی ثابت نہین ہوتی مگر بوجہ وارد ہونے نص کے خاص اوس چیز مین چنانچہ علما حنفیہ فرماتے ہین کہ حدیث اِنْ کُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِی وَاَعْلِنُوا النِّکَاحَ بِالدَّفِ مین حکم واسطے استحباب اور سنت دف زنی کے ہے والا اباحت غنا ودف زنی حکم کی محتاج نہین ہے۔ اور بموجب مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ اون کے نزدیک اصل ہر شے مین حرمت ہے احادیث مذکورہ اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے اباحت مطلق مزامیر کے کفایت کرتا ہے اسواسطے کہ وارد ہونا نص کا ایک فرد مین ثابت کرتا ہے مطلق اباحت کو لیکن دیگر اقسام مزامیر کہ نص شرعی کا اونکی حلت مین وارد ہونا پایا نہین جاتا سکوت عنہ رہے اکثر علما حنفیہ موافق اپنے اصول کے اونکی اباحت کے قائل ہوے اور بعضے ساکت ہین۔ اور علما شافعیہ نے

قیاس اپنا جاری کیا یعنی جس چیز کو جنس دف وطبل وعود وشبانہ سے پایا اوسکی اباحت کی تصریح
فرمائی اور جس مین نہی پائی اوسکو حرام کہا اور باقی مین سکوت اختیار کیا پس مقدمہ مزامیر کا مجتہد فیہ پایا گیا
اور انکار اور ارتکاب امر مجتہد مین نہ فاسق ہوتا ہے نہ تضلیل اوسکا کافر ہوتا ہے۔ از نغمۃ الشوق

خاتمہ (آثار وفوائد وشرائط وآداب سماع مین)

واضح ہو کہ سماع سبب اصلاح طبع اور موجب جمعیت حال سامع کا ہے اسواسطے کہ آدمی مین ایک نفس دوسرے ہوا یعنی خواہش تیسری عقل چوتھے روح ہے اور ان چارون کے واسطے غذا ضروری ہے آدمی کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے اوس سے یہ اثر مترتب ہوتا ہے کہ وہ غذا ان چارون کے لئے ہو یا کسی ایک کے لئے جب غذا ایک کی حاصل ہوتی ہے تو دوسرے کو وحشت اور پریشانی پیدا ہوتی ہے جب چارون کے لئے ایک نعمت سے غذا یعنی حصہ پہنچتا ہے تو پھر کوئی خصومت اون مین نہین رہتی اور ہر ایک اپنی غذا کے ساتھہ مشغول ہوتا ہے پس یہی حال سماع سے حاصل ہوتا ہے اسواسطے کہ جو بات ساتھہ آواز خوش کے سنی جاتی ہے اوس سے یہ چارون محظوظ ہوتے ہین اولاً نفس راستی اور درستی اور کجی آواز نظم ونثر وصنائع وبدائع اوس بات مین محظوظ ہوتا ہے۔

اور ہوا یعنی خواہش استقامت وانحراف اصول موسیقی وترتیب وتنسیق نغمون مین مائل ہوتی ہے اور عقل اصل معانی اور لطافت سخن کے ساتھہ ملتفت ہوتی ہے اور روح آواز خوش کے ساتھہ کہ مبدا اوسکا ہے عالم ارواح سے میل کرتی ہے پس اوس بات کی استماع سے ہر ایک اپنی غذا سے بہرہ مند ہو کر وہ لذت اور جمعیت اور ذوق اور شوق حاصل کرتا ہے جو اور نعمای الٰہی سے میسر نہین آتا اسی واسطے کہا گیا ہے کہ سماع حق سے ہے کہ طبیعتون مین اثر کرتا ہے بعض آدمی سماع مین بے ہوش اور بعض ہلاک ہوتے ہین کوئی ایسا آدمی نہین ہے کہ حد اعتدال سے اوسکی طبیعت باہر نہ ہوتی ہو یہ دعویٰ محتاج دلیل اور برہان کا نہین ہے ہر ذی روح کہ جسکی عقل اور حواس صحیح ہون گے

اس بات کو دریافت کر سکتا ہے اور جو اس لذت سے محروم ہے جاننا چاہیے کہ طبیعت اوسکی جماد اور عقل اور روح اوسکی علیل ہے اوسکو انسانیت سے حصہ نہین دیا گیا ہے ہرگاہ خاصیت مطلق سماع کی دریافت ہوئی اب جاننا چاہیے کہ سماع محرک اوس معنی کا ہوتا ہے کہ جو سامع کے دل مین ہو چنانچہ تائب جب سنتا ہے اوسکو سماع سے حسرت اور ندامت اور مشتاق کو شوق رویت اور موقن یعنی یقین کرنے والے کو یقین کی تاکید اور محب کو باعث انقطاع علائق اور بے نوا کو بینوا و نومیدی کی خلائق سے اور نزدیکی مہاجرت اور واصل کو لذت مواصلت زیادہ ہوتی ہے۔ اور یہ بہی کہا گیا ہے کہ مثال سماع کی مانند آفتاب کے ہے کہ جس چیز پر وہ چمکتا ہے اوسکو موافق مرتبہ اپنے کے ذوق اور مسرت حاصل ہوتا ہے ایک کو جلاتا ہے ایک کو افسردہ کرتا ہے ایک کو نوازتا ہے یعنی فائدہ پہنچاتا ہے ایک کو گلاتا ہے پس آثار سماع کے موافق اختلاف طبائع اور تفاوت استعداد سننے والون کے مختلف اور متفاوت ہوتے ہین مراتب مستمعان سماع ہرچند مستمعان کے مراتب یعنی درجے بہت ہین لیکن بمقتضای غلبۂ نفس و ہوا و عقل و روح چار قسم سے باہر نہین ہین اول یہ کہ صرف آواز کے سننے سے محظوظ ہون وہ آواز خواہ انسان کے گلے سے ہو یا وہ آواز نغمہ آلات و ساز کے ہو اور عام اس سے کہ مہمل ہو یا موضوع ہو اور موزون ہو یا ناموزون اور قطع نظر اس سے کہ جو بات سننے کی ہو وہ سمجھ مین آوے یا نہ آوے یہ ادنیٰ تاثیر سماع کی ہے اور اس اثر مین ہر ذی روح انسان کے شریک ہے حتیٰ کہ بیل اور اونٹ اور سانپ و مور وغیرہ اسواسطے کہ عالم ارواح کو ساتھ عالم حسن و جمال کے ازل سے ایک مناسبت ہے۔ دوم یہ کہ طبیعت الحان اور نغمات کے ساتھ جو موزون بوزن موسیقی کے ہون مناسبت رکھتی ہے ایسے سننے والے صرف بوجہ سننے آوازون کے کہ مولف فیمابین سُر اور تال اور سم کے ہون متلذذ ہوتے ہین برابر ہے کہ وہ آواز خوش آوازی سے ادا کیجاوے یا کہ یہ آواز کے ساتھ ہو اور وہ انسان سے ہو یا چوب اور تار وغیرہ آلات سے ہو اور قطع نظر اس سے کہ

ظہور پذیر ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ سماع مین امر اہم سمجھنا مسموع کا اور اوسکو اپنے حالات پر وارد کرنا ہے اور اکثر کلام نظم و نثر و دوہرہ و کبت و خیال و ٹپہ و ہولی و ٹھمری وغیرہ مین ایسے الفاظ مستعمل کئے گئے ہین اور اونکے معانی ظاہری کا مصداق معشوق حقیقی مین پایا نہین جاتا مثلاً زلف و خال و خط و رخسار و لب و دانت و آنکھہ و کان و ہاتھہ و پا و سر و گردن و سرین و کمر و ناز و کرشمہ و سحر و جادو کہ یہ مخصوص ساتھہ معشوقان مجازی کے ہین اور شراب و کباب و میخانہ و ساقی و پیمانہ و پیالہ و مینا و صنم و تبخانہ وغیرہ کہ یہ نہین پائے جاتے مگر دنیاوی عیش مین اور اہل شریعت کے نزدیک شرط مسموع کے لئے یہ ہے کہ وہ تاویل پذیر ہوا اور صاحبان طریقت کے نزدیک بہی ایسی چیز کے ساتھہ التفات کرنا کہ جو معشوق حقیقی سے تعلق نہ رکھتی ہو بزہ کاری ہے اور اس مین شک نہین ہے کہ ہزارہا اولیا و صدیقین نے ایسے اقوال اور اشعار کے سننے مین کہ جنمین الفاظ مذکورہ شامل ہین جان دی ہے اور حظ وافر اور نصیبہ تمام حاصل کیا ہے پس معلوم ہوا کہ اس گروہ حق پژوہ کے نزدیک ان الفاظ ظاہری سے معنی مرادی اور ہین کہ اونکے سننے سے ساتھہ معشوق حقیقی کے توجہ فرماتے ہین اور اپنی مراد معنوی کو پہونچتے ہین۔ اسی واسطے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین جامع طریقۃ وحقیقۃ حضرت سید اشرف جہانگیر السمنانی قدس سرہٗ نے لطیفہ ہجدہم کتاب لطائف اشرفی تشریح معانی ایسے الفاظ کی فرمائی ہے اوسکو ملاحظہ کیا جاوے اس نحیف نے آخر اس کتاب مین نقل کر دیا ہے۔

آداب سماع

آداب سماع کے کہ اہل طریقت واسطے استفادہ سماع کے اونکے لئے تاکید فرماتے ہین وہ منحصر ہین زمان و مکان و اخوان کی رعایت کرنے مین لیکن زمان سے مراد وقت ہے کہ فارغ ہو فکر نماز و تلاوت قرآن و مراقبہ و لورادو وغیرہ واجبہ اور ملتزمہ سے اور نیز وہ وقت خالی ہو خلجان ضرورت بشری سی مانند

وقت کہانا کہانے اور حاجت پیشاب و پاےخانہ وغیرہ سے اور وہ وقت ایسا نہو کہ بوجہ دوسرے فکرون کے خاطر پریشان ہو کہ ایسے اوقات مین سماع کچہہ فائدہ نہین دیتا بلکہ وقت سماع کے جمعیت دل و فراغ خاطر تعلق ماسوی اللہ سے ضرور ہے تاکہ قلب سامع کا مستجلب رحمت الٰہی کا ہو۔

لیکن مکان۔ مراد مکان سے وہ ہے کہ محل سماع کوچہ و بازار و رہ گذر عام و مجمع تماشائیان عورت و مرد کا نہو اور جگہہ تنگ و تاریک اور موقعہ نجاست مثل گہوڑے وغیرہ کے نہو اور نیز مکان کسی امیر جابر اور بادشاہ و وزیر ظالم کا نہو اس واسطے کہ صوفیون کے دل وہان وساوس اہل دنیا سے خطرناک ہونگے ایسے مقامات مین سوای ضائع کرنے وقت کے کچہہ فائدہ سماع سے حاصل نہین ہوتا۔ لیکن اخوان سے یہ مراد ہے کہ مجلس اور صحبت سماع مین جو لوگ حاضر ہون وہ اہل اوسکے ہون اہل سے یہ مراد ہے کہ دل اون لوگون کے خالی عشق اور محبت خدا سے نہ ہون اور اہل اللہ کے ساتہہ حسن عقیدت رکہتے ہون اور غفلت اور انکار کے ساتہہ سماع کو نہ سنتے ہون اگر محفل مین سالکان ہم طریق مانند چشتیان و قادریان وغیرہم مجتمع ہون اونکی اثر صحبت سے زیادہ تر فیض محفل مین جلوہ گر ہوتا ہے ہرگاہ اہل غفلت و ہوا و دنیادار بے ادب و متکبر یا بعض سالکان منکر اور متعصب یا درویشان شریک ہون اور واسطے نمائش کے جوش و خروش کرین ایسے لوگون کی حضوری سے وہ فیض جو سماع سے ہوتا ہے مسدود ہوجاتا ہے اور صحبت کا رنگ دگرگون ہوتا ہے اگر مجلس مین اشخاص مختلف ہون تو وللاکثر حکم الکل ہوتا ہے مگر مجلس مین اگر ایک صاحب دل و صاحب تصرف ہو تو سب پر وہ محیط ہوتا ہے اور اپنے رنگ مین سب کو جسکو وہ چاہے رنگ لیتا ہے لیکن اعراس بزرگون مین جو مجمع اشخاص مختلف الطبائع کا ہوتا ہے اون سب مین اثر فیض صاحب مزار ضرور ہوتا ہے اور کل اوس سے حسب ظرف اپنے کے بہرہ ور ہوتے ہین حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیمیاء سعادت مین تحریر فرمایا ہے کہ جو لوگ اہل سماع

ظہور پذیر ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ سماع مین امر اہم سمجھنا مسموع کا اور اوسکو اپنے حالات پر وارد کرنا ہے اور اکثر کلام نظم و نثر و دوہرہ و کبت و خیال و ٹپہ و ہولی و ٹھمری وغیرہ مین ایسے الفاظ مستعمل کئے گئے ہین اور اونکے معانی ظاہری کا مصداق معشوق حقیقی مین پایا نہین جاتا مثلاً زلف و خال و خط و رخسار و لب و دانت و آنکھہ و کان و ہاتھہ و پاو سر و گردن و سرین و کمر و ناز و کرشمہ و سحر و جادو کہ یہ مخصوص ساتھہ معشوقان مجازی کے ہین اور شراب و کباب و میخانہ و ساقی و پیمانہ و پیالہ و مینا و صنم و بتخانہ وغیرہ کہ یہ نہین پائے جاتے مگر دنیاوی عیش مین اور اہل شریعت کے نزدیک شرط مسموع کے لئے یہ ہے کہ وہ تاویل پذیر ہوا اور صاحبان طریقت کے نزدیک بھی ایسی چیز کے ساتھہ التفات کرنا کہ جو معشوق حقیقی سے تعلق نہ رکھتی ہو بزہ کاری ہے اور اس مین شک نہین ہے کہ ہزارہا اولیا و صدیقین نے ایسے اقوال و اشعار کے سننے مین کہ جنمین الفاظ مذکورہ شامل ہین جان دی ہے اور حظ وافر و نصیبہ تمام حاصل کیا ہے پس معلوم ہوا کہ اس گروہ حق پژوہ کے نزدیک ان الفاظ ظاہری سے معنی مرادی اور ہین کہ اونکے سننے سے ساتھہ معشوق حقیقی کے توجہ فرماتے ہین اور اپنی مراد معنوی کو پہونچتے ہین۔ اسی واسطے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین جامع طریقۃ و حقیقۃ حضرت سید اشرف جہانگیر السمنانی قدس سرہٗ نے لطیفہ ہجدہم کتاب لطائف اشرفی تشریح معانی ایسے الفاظ کی فرمائی ہے اوسکو ملاحظہ کیا جاوے اس نحیف نے آخر اس کتاب مین نقل کر دیا ہے۔

آداب سماع

آداب سماع کے کہ اہل طریقت واسطے استفادہ سماع کے اونکے لئے تاکید فرماتے ہین وہ منحصر ہین زمان و مکان و اخوان کی رعایت کرنے مین لیکن زمان سے مراد وقت ہے کہ فارغ ہو فکر نماز و تلاوت قرآن و مراقبہ و اوراد وغیرہ واجبہ اور ملتزمہ سے اور نیز وہ وقت خالی ہو خلجان ضرورت بشری سے مانند

وقت کہانا کہانے اور حاجت پیشاب و پایخانہ وغیرہ سے اور وہ وقت ایسا نہو کہ بوجہ دوسرے فکرون کے خاطر پریشان ہو کہ ایسے اوقات مین سماع کچہہ فائدہ نہین دیتا بلکہ وقت سماع کے جمعیت دل و فراغ خاطر تعلق ماسوی اللہ سے ضرور ہے تاکہ قلب سامع کا مستجلب رحمت آلہی کا ہو۔
لیکن مکان۔ مراد مکان سے وہ ہے کہ محل سماع کوچہ و بازار و رہ گذر عام و مجمع تماشائیان عورت و مرد کا نہو اور جگہہ تنگ و تاریک اور موقعہ نجاست مثل گھوڑے وغیرہ کے نہو اور نیز مکان کسی امیر جابر اور بادشاہ و وزیر ظالم کا نہو اسواسطے کہ صوفیون کے دل وہان وساوس اہل دنیا سے خطرناک ہونگے ایسے مقامات مین سوای ضائع کرنے وقت کے کچہہ فائدہ سماع سے حاصل نہین ہوتا۔ لیکن اخوان سے یہ مراد ہے کہ مجلس اور صحبت سماع مین جو لوگ حاضر ہون وہ اہل اوسکے ہون اہل سے یہ مراد ہے کہ دل اون لوگون کے خالی عشق اور محبت خدا سے نہ ہون اور اہل اللہ کے ساتہہ حُسن عقیدت رکہتے ہون اور غفلت اور انکار کے ساتہہ سماع کو نہ سنتے ہون اگر محفل مین سالکان ہم طریق مانند چشتیان و قادریان وغیرہم مجتمع ہون اونکی اثر صحبت سے زیادہ تر فیض محفل مین جلوہ گر ہوتا ہے ہرگاہ اہل غفلت و ہوا و دنیادار بے ادب و متکبر یا بعض سالکان منکر اور متعصب با درویشان شریک ہون اور واسطے نمائش کے جوش و خروش کرین ایسے لوگون کی حضوری سے وہ فیض جو سماع سے ہوتا ہے مسدود ہوجاتا ہے اور صحبت کا رنگ دگرگون ہوتا ہے اگر مجلس مین اشخاص مختلف ہون تو وللاکثر حکم الکل ہوتا ہے مگر مجلس مین اگر ایک صاحب دل و صاحب تصرف ہو تو سب پر وہ محیط ہوتا ہے اور اپنے رنگ مین سب کو جسکو وہ چاہے رنگ لیتا ہے لیکن اعراس بزرگون مین جو مجمع اشخاص مختلف الطبائع کا ہوتا ہے اون سب مین اثر فیض صاحب مزار ضرور ہوتا ہے اور کل اوس سے حسب ظرف اپنے کے بہرہ ور ہوتے ہین حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیمیای سعادت مین تحریر فرمایا ہے کہ جو لوگ اہل سماع

ہین اگر وہ مجلس مین بیٹھین تو ادب یہ ہے کہ سب لوگ سر ڈالکر بیٹھین ایک دوسرے کی طرف نہ دیکھے نہ کسی سے بات کرے اور پانی نہ پئین اور ادہر اودہر نہ دیکھین اور ہاتھ پاؤن نہ ہلاوے اور اس طرح سے بیٹھے جیسے تشہد پڑہتے وقت نماز مین بیٹھتے ہین اور سب اپنے دل کو حق تعالی کی طرف متوجہ رکھین اور منتظر اسکے رہین کہ کیا فتوح غیب سے ظاہر ہوتا ہے بوجہ غلبہ وجد کے اگر کوئی کہڑا ہوجاوے تو سب لوگ اوسکی موافقت کے لئے کہڑے ہوجاوین اگر اوسکا کپڑا یا پگڑی گر پڑے تو اوسکو اوٹھالین علاوہ اسکے اور آداب ہین کہ ہر مرید اپنے پیر سے معلوم کرسکتا ہے۔

آداب قوالان

چاہیئے کہ قوال می خوار و بد اطوار نہ ہو بلکہ نماز گزار و اہل نیاز ہو یعنی بزرگون اور صوفیون کے ساتھ عقیدت مند ہو اور اُجرت اپنی سرود کی مقرر نہ کرے بلکہ ﷲ خوش کرنا مستمعان کا اوسکا مقصود ہو بطور انعام و صلہ شیخ وقت یا کسی صوفی صاحب حال سے جو وہ پاوے اوسکو تبرک جانے اور صوفیونکی محفل مین باطہارت بیٹھے اور آغاز اور اختتام سماع کا کلام ربانی و آیات قرآنی پر کرے اگر قوال کو کچھ قرآن شریف سے یاد نہو تو اہل محفل سے جو کوئی قاری اور حافظ ہو وہ کچھ تبرکاً پڑہے بعدہ قوال کو چاہیئے کہ اول حمد پھر نعت پھر مدح بزرگان دین سے آغاز سرود کرے بعد ازان حسب رغبت اہل صحبت برعایت وقت و بلحاظ فہم مستمعان گاوے اور جو صوفیون کی سمجھ مین نہ آوے وہ نہ گاوے بلکہ واسطے مردمان عرب کے عربی اور ترکیون کے لئے ترکی اور آگے فارسی دانون کے کلام فارسی اور آگے ہندیون کے ہندی گاوے اور ایسا آہنگ اختیار نہ کرے کہ الفاظ و مضمون اہل محفل کی سمجھ مین نہ آوین۔ اور تداخل مضامین مین نہ کرے یعنی اگر کلام شعر ہجر شروع کرے تو اوسمین دوسرا کلام جو متضمن وصل ہو نہ ملاوے تاکہ موجب توحش خاطر مستمعان کا نہو اور جس چیز پر کسی صوفی کو ذوق و شوق ہو اوسکی تکرار کا مضائقہ نہین ہے اور جو مزامیر کہ مخصوص اہل شرک اور اہل ہوا کے ہین اونکو نہ بجاوے

مثلاً سنکھہ وناقوس وطبل مخنثان کہ اوسکو ڈورو کہتے ہین ویراع یعنی بانسلی اور کوبہ یعنی مرذنگ کہ اون مین مخصوص شارع سے نہی آئی ہے اسواسطے کہ محفل صوفیون کی محض واسطے ازدیاد عشق ومحبت الٰہی اور تحصیل ذوق وشوق آخرت وزہد اور بیزاری دنیا کے لیے موضوع اور مرتب ہوتے ہے اور ہرحال مین آداب شریعت وطریقت کو نگاہ رکھین اسواسطے کہ سماع باآدابہ وشرائطہ مستجب رحمت الٰہی اور مستوجب زیادہ کرنے نسبت کا صوفیون علیہم الرحمۃ کے حق مین ہے۔

بیان وجد وتواجد وتجلی کا

قدوۃ المحققین علی ابن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب مین لکھتے ہین کہ وجد اور وجود مصدر ہین ایک بمعنی اندوہ یعنی غم اور دوسرے بمعنی یافتن چونکہ دونون کے فعل ایک ہین لہذا فرق جوان مین ہوتا ہی وہ مصدر سے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ یون بولا جاتا ہے وَجَدَ یَجِدُ وُجُوْدًا بمعنی یافت اور وَجَدَ یَجِدُ وَجْدًا بمعنی اندوہگین شد اور نیز یون ہی کہا جاتا ہے وَجَدَ یَجِدُ جِدَۃً بمعنی توانگر شد وَجَدَ یَجِدُ وُجُوْدَۃً چون درخشم شد۔ پس ان سب مین فرق مصدر سے معلوم ہوتا ہے نہ افعال سے حضرات صوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مراد وجد اور وجود سے ثابت کرنا دو حال کا ہے جو اونکو سماع مین پیدا ہوتے ہین ایک وہ کہ مقرون باندوہ ہو دوسرے وہ کہ موصول ہو ساتھہ پانے مراد کے حقیقت اندوہ فقدان محبوب اور منع مراد سے ہے اور حقیقت پانے مراد کی حصول ہونا مراد کا ہے اسکا نام وجد ہے فرق درمیان حزن اور وجد کے یہ ہے کہ حزن نام ایک اندوہ کا ہے کہ اپنے نصیب مین ہو اور وجد نام اوس اندوہ کا ہے کہ نصیب غیر ہو بوجہ محبت کے اور یہ تعبیرات سب صفت طالب کی ہین اور حق لایتغیر اور کیفیت وجد کی عبارت کے تحت مین نہین آسکتی اسواسطے کہ وہ ایک الم معاینہ مین ہوتا ہے اور الم کو قلم بیان نہین کرسکتا ہے۔ پس وجد ایک سر ہے درمیان طالب اور مطلوب کے کہ اوسکی انکشاف مین بیان کرنا عیب مین داخل ہے اور کیفیت وجود نشان اور اشارہ سے درست طور پر

بیان تواجد

بیان نہین کیجا سکتی ہے اسواسطے کہ وہ ایک طرب ہے مشاہدہ مین پس وجود ایک فضل ہے محبوب سے ساتھ محب کے اور ایک گروہ یہ فرماتے ہین کہ وجد صفت مریدون کی ہے اور وجود نعمت عرفان ہے اور درجہ عارف کا مرید سے بلند ہوتا ہے۔ تواجد وہ تکلف کرنا ہے اتیان یعنے حصول وجد اور انعام اور شواہد حق کو اپنے دل پر عرض کرنے مین اس مین دو گروہ ہین ایک وہ کہ تقلید کرتے ہین حرکات ظاہری اور ترتیب رقص اور تزئین اشارات بزرگان مین یہ حرام محض ہے دوسرے یہ کہ وہ محقق ہین کہ مراد اونکی تواجد مین طلب احوال اور طلب درجات بزرگان ہے نہ حرکات و رسوم اونکی۔ اصل یہ ہے کہ فرمایا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من تشبہ بقوم فہو منہم اور نیز فرمایا اِذَا قَرَأْتُمُ الْقُرْاٰنَ فَابْكُوْا وَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا یہ حدیث ناطق ہے واسطے اباحت تواجد کے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھی سورۂ نساء آگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جب کہ اس آیت پر پہنچے فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حسبک یعنی بس کر اور دونون آنکھو مبارک سے آپکی آنسو بہتے تھے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ آگے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آیت پڑھی گئی اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا پس غش رسید۔ واضح ہو کہ وجل و خشوع بھی وجد ہے اگرچہ وہ من قبیل مکاشفات نہین ہے مگر من قبیل الاحوال ہے۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ کیفیت تھی کہ جب آیۂ رحمت پر گذرتے تھے تو دعا اور استبشار فرماتے تھے اور استبشار بھی وجد ہے اور ثنا اور تعریف فرمائی ہے اللہ تعالی نے اہل وجد کی جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہے وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور آپکا سینہ مبارک ایسا جوش کرتا تھا جس طرح سے

ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

درین ایام فرخندہ فرجام عجالہ نافعہ درباب اباحت سماع بالمزامیر

رسالہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی

حسب الارشاد جناب شاہ عبدالحق صاحب مجددی دمزادہ پانی پتی نبیرۂ مصنف علیہ الرحمہ

در مطبع سیدی واقع حیدرآباد دکن طبع شد

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین وصلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه
اجمعین فضیلت پناه وکمالات دستگاه برخوردار گرامی قدر محمد سالم
جعله الله من الاخیار والابرار از فقیر محمد ثناء الله بعد از سلام سنت
الاسلام ودعای برخورداری دارین واشتیاق ملاقات مطالعه
نمایند خط بهجت نمط شما که بعبارت عربی فصیح نوشته بودند رسیده
موجب انشراح خاطر گردید در استفسار مسئله غنا نوشته بودند
انه قد کثر فی هذا الزمان وجد بسماع الغناء بالمزامیر واهل الوجد
یقولون حق حق لا شک ان مطلق الغناء فعل حرام خصوصا الغناء
الذی بالمزامیر فانه حرام قطعی یکفر جاحده ومستحله فاذا ذکر اسم من
اسماء الله عز وجل فی هذا الموضع ینبغی ان یحصل به الکفر کما ذکر فی الحادی

القُدسِی مَا مُحَصَّلَہٗ اَنَّ ذِکرَ اسمٍ مِن اَسمَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی عِندَ ضَربِ المَزَامِیرِ کُفرٌ

یعنی بیشتر درین زمانہ مردم اندکہ وجد بشنیدن سماع با مزامیر یعنی دہل و

طنبور وغیرہ میکنند و وجد کنندگان حق حق میگویند و شک نیست کہ

سرود مطلقا حرام است خصوصًا آن سرود کہ با مزامیر باشد حرام

قطعی است حلال دانندہ او کافر می شود و وقتیکہ درچنین محل نام

ذکر کردہ شود سزاوار آن ست کہ کفر حاصل شود چنانچہ در حاوی

قدسی ذکر کردہ آنکہ ذکر کردن نامی از نامہای خدا تعالی نزد نواختن

مزامیر کفر است۔ برخوردارا در تکفیر اہل اسلام جلدی نباید کرد خصوصًا

درچنین مقام کہ این طعن منجر می شود برا کابر دین رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی مَحَبَّتَہُم

وَاتِّبَاعَہُم حضرت شاہ العالمین شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس اللّٰہ

سرہ العزیز با وجود کمال علم ظاہر و رفعت شان در علم باطن سماع

غنا با مزامیر افراط میداشتند شعر گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش

اندر طعنہ پاکان برد ٭ ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس ٭ کم زند در عیب معیوبان

نفس ٭ عَن اَبِی ذَرٍّ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَن دَعَا رَجُلًا

بِالکُفرِ اَو قَالَ عَدُوَّ اللّٰہِ وَلَیسَ کَذٰلِکَ اِلَّا عَادَ عَلَیہِ مُتَّفَقٌ عَلَیہِ در صحیح

در صحیح مسلم از ابی ذر رضی الله عنه مروی است که رسول الله صلی الله
وسلم فرمود که هر کسی دیگری را نسبت بکفر کند یا عدو الله گوید و او
چنین نباشد مگر آنکه آن قول بر گوینده رجوع میکند و در جامع الفتاوی
گفته یَنْبَغِی لِلْعَالِمِ اِذَا رُفِعَ اِلَیْهِ اَنْ لَا یُبَادِرَ بِتَکْفِیرِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ وَمَعَ اَنَّهُ
یَقْضِی بِاِسْلَامِهِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوفِ مِنَ الْمُلْتَقَطِ یعنی لایق است مر عالم را
اگر برده شود پیش او ذکر کسی از مسلمین که دران احتمال کفر باشد در کافر
گفتن او جلدی نکند و با وجود آنکه حکم کرده میشود باسلام کسیکه در سایه شمشیر
اسلام آورده باشد وقال فی فصول العمادی اذا کانت فی مسئلة
وُجُوهٌ مُوجِبَةُ الْکُفْرِ وَوَجْهٌ وَاحِدٌ الَّذِی یَمْنَعُ التَّکْفِیرَ فَعَلَی الْمُفْتِی
اَنْ یَمِیلَ اِلَی الْوَجْهِ الَّذِی یَمْنَعُ التَّکْفِیرَ تَحْسِینًا لِلظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ در فصول
عمادی گفته وقتیکه باشد در چند وجوه کافر گفتن ویک وجه باشد
که از کافر گفتن مانع است پس واجب بر مفتی است آنکه میل کند بسوی
آن وجه که مانع تکفیر است برای گمان نیک بسوی مسلم اکنون
در تحقیق مسئله حل و حرمت سرود و مزامیر سخن میرود آیات واحادیث
در ماده سرود متعارض اند قال الله تعالی وَمِنَ النَّاسِ

من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا اولئك
لهم عذاب مهين یعنی بعضی مردم کسانند که خرید میکنند سخن لهو یعنی آنچه از
خدا باز میدارد تا که گمراه کند مردم را از راه خدا بغیر علم و بگیرد راه خدا
را مسخرگی باشد آنها را عذاب اهانت کننده این آیه در تحریم سرود وارد شده
حدیث ابی امامه رضی الله تعالی عنه ما رفع احد صوته بغناء الا بعث الله
شيطانين على منكبيه يضربان باعقابهما على صدره حتى يمسك رواه
ابن ابي الدنيا في ذم الملاهي والطبراني في الكبير یعنی روایت کرده ابن
ابی دنیا و طبرانی از ابی امامه اگر بلند نمیکند کسی آواز خود را بسرود
مگر میفرستد الله تعالی دو شیطان بر هر دو دوش او میزنند با پاشنهای
خود بر سینه او تا که باز ماند شیخ عبد الرحیم عراقی که تخریج احادیث
احیاء العلوم کرده این حدیث را ضعیف گفته و حدیث عائشة ان
الله حرم الاغنية وبيعها وثمنها وتعليمها رواه الطبراني في الاوسط طبرانی
از حدیث عائشه رضی الله عنها روایت کرده که الله تعالی عز و جل حرام
کرده است سرودها و فروختن آنها و قیمت آنها و آموختن آنها و بیهقی گفته
این حدیث محفوظ نیست و بخاری در حرمت ملاهی و اوتار و مزامیر احادیث

ابن عامر روایت کرده وعَنْ اَبِی مَالِکِ الاَشْعَرِی قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّم لَیَکُونَنَّ مِنْ اُمَّتِی اَقْوَامٌ یَسْتَحِلُّونَ الخَمْرَ وَالحَرِیرَ وَالمَعَازِفَ
واز ابی مالک الاشعری مروی ست که رسول خدا فرمود صلی اللہ علیہ وسلم
که ہر آئینہ خواہند بود در امت من قومہا که حلال خواہند گفت
خمر وحریر را یعنی پارچہ ریشمی ومعازف یعنی آلات لہو را این حدیث
نزد بخاری صورت تعلیق ست وبرای ہمین ابن حزم آن را
ضعیف گفتہ وابو داود واسماعیلی این حدیث را متصل روایت
کرده از حدیث ابی امامہ که اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اَمَرَنِی اَنْ اَمْحَقَ المَزَامِیرَ
وَالکَبَارَاتِ یَعْنِی البَرَابِطَ وَالمَعَازِفَ یعنی خدای عز وجل امر فرموده است که
مرا که در رسازم وناچیز کنم مزامیر وکبارات را یعنی آلات مطربان
واین حدیث قیس بن سعد بن عباده رضی اللہ عنہم اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ
عَلَیَّ الخَمْرَ وَالکُوبَةَ وَالاَغْنِیَةَ وابو داؤد از حدیث قیس بن عباده
روایت میکند که فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم که پروردگار
من حرام کرده بر من خمر وکوبہ یعنی اسباب بازی وسرودہا وله فی
حدیث ابی امامة التَّغْذِیث باستحلالهم الخمور وضربهم الدفوف

و در حدیث ابن أمامه مذکور کرده تعذیب برای حلال دانستن خمر و نواختن
دفها عبد الرحیم عراقی گفته که این همه احادیث ضعیف اند و روی ابو
ابو الشیخ من حدیث مکحول مرسلا الاستماع الی الملاهی معصیة و ابو الشیخ
از رسول کریم مرسل روایت میکند از حدیث مکحول که شنیدن ملاهی
گناه است و ابی داود از ابن عمر روایت میکند که ابن عمر شنید
سرود و مزمار پس هر دو انگشت دستهای خود بر هر دو گوش نهاده و این
حدیث را ابو داود منکر گفته و حدیث لهو المسلم باطل الا ثلثة تعلیمه
بقوسه وتادیبه لفرسه وملاعبته مع نسائه رواه اصحاب السنن الاربعة
اصحاب سنن اربعه از عقبه بن عامر روایت کردند که رسول کریم فرمود بازی
کردن مسلمان باطل است یعنی حرام مگر سه چیز یکی آموختن بکمان خود
و آراستن اسپ خود و ملاعبت کردن با زن خود عن جابر قال رسول
الله صلی الله علیه وسلم الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت
الماء الزرع رواه البیهقی فی شعب الایمان بیهقی در شعب الایمان
روایت کرده از جابر رضی الله عنه که رسول خدا صلی الله علیه وسلم
فرمود که سرود میرویاند نفاق را در دل چنانکه میرویاند آب زراعت را

این حدیث مذکور بر حرمت سرود و مزامیر دلالت میکند و دیگر احادیث
بر اباحت سرود و بعضی بر اباحت مزامیر دلالت وارد یکی حدیث در
صحیحین از عائشه رضی الله عنها مروی است قالت دخل علیّ رسول الله
صلی الله علیه وسلم وعندی جاریتان تغنیان بغناء بعاث الحدیث فی
الصحیحین وفی روایة ان ابابکر دخل علیها وعندها جاریتان تدففان
وتغنیان والنبی صلعم متغش بثوبه فانتهرهما ابوبکر فکشف النبی صلی الله علیه
وسلم عن وجهه وقال دعهما یا ابابکر فانها ایام عید رواه مسلم از عائشه رضی
که داخل شد بر من رسول الله صلی الله علیه وسلم درحالیکه نزد من دو دختر
بودند که سرود میکردند سرود روز بعاث و روز بعاث آن روز بود
که در جاهلیت در جماعت اوس وخزرج که بعد از اسلام انصار نام یافتند
بطور عید ونوروز قرار یافته بود اینقدر حدیث در صحیحین است و در روایت
در صحیحین است که ابوبکر داخل شد بر عائشه ونزد او دختران بودند که دف
میزدند وسرود میکردند و درحالیکه نبی صلعم پارچه از روی خود بر داشت
وفرمود بگذار اینها را ای ابوبکر که این روزها ایام عید اند و در سبیل ارشاد
مذکور است نبی صلعم هرگاه که داخل مدینه شد در قبیله بنی نجار فرود آمد

و دختران بنی نجار سرود میکردند میگفتند شعر نحن جوارٍ من بنی نجار
وحبّذا محمدٌ من جار یعنی ما دخترانیم از بنی نجار ای قوم چه خوبست
که محمد همسایه باشد صلی الله علیه وسلم و بیهقی در دلائل النبوة آورده
حدیث عایشه رضی الله عنها در شعر خواندن زنان نزد تشریف آوردن
رسول الله صلی الله علیه وسلم از غزوه تبوک شعر طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع و وجب الشکر علینا ما دعی الله داعی
یعنی طلوع کرد بر ما بدر از ثنیات وداع که مکانیست در مدینه و واجب شد
شکر بر ما وقتیکه دعا خواهند از خدا دعا خواهند کان امام
غزالی شعر خواندن آنها با دف زدن و الحان کردن گفته و نزد
بیهقی ذکر دف و الحان نیست وعن محمد بن حاطب قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم فصل بین الحلال والحرام الدف
والصوت فی النکاح یعنی فرق درمیان حلال وحرام آنست
که دف بزنند و آواز یعنی سرود کنند در نکاح این حدیث ترمذی
وابن ماجه ونسائی روایت کرد و ترمذی حسن گفته وعن عائشة
رضی الله عنها قالت رسول الله صلی الله علیه وسلم اعلنوا

هذا النکاح واجعلوا فی المساجد واضربوا علیها الدفوف یعنی عائشه
روایت کرده از رسول صلی الله علیه وسلم که علانیه کنید این نکاح را وکنید
در مساجد وبزنید بر آنها دف ها واین حدیث را ترمذی روایت کرده
وگفته که این حدیث غریب است وعن الربیع بنت معوذ قالت جاء
رسول الله صلی الله علیه وسلم فدخل علی لیلة بنی بی فجلس علی فراشی
فجعلت جویرات یضربن بالدف ویندبن من قتل من آبائی یوم بدر
وقالت احدیهن وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال رسول الله دعی هذه وقولی
بالذی کنت تقولین از ربیع بنت معوذ مرویست که گفت آمد رسول الله
صلی الله علیه وسلم پس داخل شد بر من شبی که بعد نکاح بخانه شوهر فرستاده
شدم پس نشست بر بستر من پس گشتند دختران که میزدند دفهای
خود ومرثیه میگفتند کسان را که روز بدر از پدران من شهید شده بودند
ویکی از آنها گفت که درمیان ما پیغمبر است که میداند آنچه در فردا خواهد
شد پس رسول صلعم فرمود بگذار این سخن را وبگو آنچه میگفتی
وعن عائشه رضی الله قالت ارسلت امراة الی رجل من
الانصار فقال نبی الله اما کان معکم لهو فقد اعجبهم اللهو رواه البخاری

در صحیح بخاری از عائشه رضی الله عنها مروی است که فرستاده
شد زن عروس بسوی مردی از انصار فرمود رسول
صلی الله علیه وسلم آیا نبود با شما لهو یعنی سرود پس انصار را
خوش می آمد لهو وفی صحیح ابن حبان قالت عائشة
كَانَتْ عِنْدِي جَارِيَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ هٰذَا الْحَيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ يُحِبُّونَ
الغناء و در صحیح ابن حبان است که گفت عائشه رض که بود نزد
من دختری از انصار نکاح کرده دادم او را پس فرمود رسول
صلعم ای عائشه سرود نمی کنانی پس بتحقیق این قبیله
از انصار است که دوست دارند سرود را و از عامر بن سعد
مروی است که داخل شدم من بر قرظه بن کعب و ابی مسعود
انصاری در شب نکاح پس ناگاه دختران سرود میکردند پس
گفتم من ای مصاحبان رسول صلی الله علیه وسلم و
اهل بدر این چنین نزد شما کرده میشود پس گفت اگر خواهی
بنشین و بشنو همراه ما و اگر خواهی برو پس بدرستیکه
رخصت داده است ما را رسول صلی الله علیه وسلم در لهو در

نزد نکاح روایت کرده این حدیث را نسائی و مروی است
که عمر بن خطاب رضی الله تعالی عنه برآه میرفت آواز
غنا شنید فرمود که این چیست گفتند که شادی حیان
ست پس سکوت کرد و منع نفرمود چون در حل و حرمت
غنا نصوص متعارض آمده ابوحنیفه رحمة الله علیه فتوی بر
حرمت داده احتیاطاً چنانچه قاعده اصول است
که عند التعارض حرمت را بر اباحت مقدم میدارند حتی که
در ولیمه هم جایز نداشته قال فی الهدایة فی کتاب
من دعا الی ولیمة او طعام فوجد ثمه لهوا او غنا
فلا بأس ان یقعد و یاکل قال ابوحنیفة ابتلیت بهذا مرة
فصبرت قال صاحب الهدایة دلت المسئلة علی ان
الملاهی کلها حرام حتی الغناء بضرب القضیب و لهذا قال
ابوحنیفة ابتلیت لان الابتلاء بالمحرم یکون یعنی در هدایه
آمده است که هر که دعوت کرده شود بسوی ولیمه یا طعامی دیگر
پس یافت آنجا لهو یا سرود پس باک نیست که بنشیند و

بخورد ابو حنیفه گفته که مبتلا شدم من یکبار پس صبر کردم صاحب
ہدایہ گفته این قول دلالت کرده بر آن که ملاهی همه حرام اند
حتی که سرود بزدن قصب و لهذا ابو حنیفه گفته که مبتلا
شدم چرا که ابتلا بحرام میباشد و شافعی رح احادیث
غنا را حمل میکنند بر آنچه بنا بر لهو باشد یا در ان خوف
فتنه باشد و آنچه بنا او بر غرض صحیح باشد مثلا اعلان
نکاح و مانند آن آن را مباح میدانند و این چنین روایت
در کتب حنفیه هم موجود است چنانچه در ہدایہ در کتاب
الغصب گفته طبل الغزاء والدف الذی یباح ضربه فی العرس
یضمن باتلافه من غیر خلاف یعنی نقاره غازیان و دف که مباح
نواختن آن در نکاح ضامن می شود تلف کننده آن بغیر خلاف
امام حجة الاسلام امام محمد غزالی رحمة الله علیه در احیاء العلوم
گفته که احادیث حرمت غنا که وارد اند محمول اند بر ان که مراد
شیطان از دل بر آرد از شهوات و عشق مجازی اما آنچه که محبت
خدا آرد محبوب است یعنی عبادت و آنچه نه مراد شیطان می آرد

ونه محبت خدا می آرد آن فعل بذات مباح هست چون سماع
در اوقات سرور می افزاید پس اگر آن سرود مباح است
آن سماع مباح است چنانچه در عید و وقت نکاح و قدوم
غائب و بر طعام ولیمه و ولادت مولود و در عقیقه و ختنه و
روز تمام حفظ قران و مانند این قول را اکثر علمای حنفیه هم
اختیار کرده اند وفی الخزانة الکافی حرمة الغناء وغیره مقید
باللهو فما یکون بغیر اللهو لغرض الدین کما فی العرس والولیمة واعداد
الغزات والقافلة وحصول رقة قلوب عباد الله المرضیة
لا یکون حراماً علی مذهب الحنفیة یعنی در خزانه کافی روایت
کرده که حرمت سرود وغیره مقید است بلهو و آنچه بغیر لهو باشد
برای غرضی چنانچه وقت نکاح و در ولیمه و تیاری غازیان و قافله و برای
رقت دلهای بندگان خدا که خدا ازانها راضی است یعنی صوفیان
حرام نیست نزد امام ابی حنیفه فی الاقناع ان سماع یحصل به رقة القلب
والخشوع واثارة شوق لقاء الله تعالی والخوف من سخطه وعذابه
وغضبه قربة واذا کان السماع هکذا فکیف یکون فیه شائبة اللهو

وَالهوا، در اقناع هست هر سرود که در شنیدن آن رقت قلب
وخشوع حاصل شود وشوق قرب خدا تعالی وخوف از عذاب
وغضب بیارد اینچنین سرود عبادت ست پس وقتیکه این چنین
سرود شنیده شود چگونه در وی احتمال لهو وهوا باشد حضرت
شیخ شهاب الدین سهروردی رح که از اکابر علمای ظاهر
ورئیس اولیاء اند در عوارف گفته السَّماعُ یَستَجلِبُ رحمة الله الکریم
یعنی سرود می کشد رحمت از خدای کریم وحضرت خواجه خواجگان
عالیشان خواجه بهاء الدین نقشبند رحمة الله علیه میفرمایند در سماع که
نه انکار میکنیم ونه این کار میکنیم چون بناء طریقه ایشان بر کمال اتباع
سنت هست ویقین هست که رسول الله صلی الله علیه وسلم واصحابه الکرام
را سماع معمول نبود لهذا فرمود که نه این کار میکنیم وچون حرمت
سماع نزد ایشان ثابت نبود لهذا فرمود که نه انکار میکنیم اگر حرام میدانستند
البته انکار می کردند ونهی از منکر می فرمودند چون تحقیق شنیدی پس آنچه
شما گفتید لَاشکَ انّ مطلق الغناء فعلٌ حرام بیجاست مطلق
چگونه حرام باشد بلکه بعضی از افراد غنا آنست که رسول صلعم آنرا جائز داشته

و باز نوشته‌اند که الغناءُ الذی بالمزامیر کفرٌ جاحده و مستحله یعنی آن سرود که با مزامیر
میشود حرام قطعی است منکر آن و حلال داننده آن کافر میشود این قول
هم هیچ است در نکاح بضرب دفوف رسول کریم صلعم امر فرموده و مالک
آن را شرط نکاح گفته و چون ضرب دف برای اعلان نکاح حلال یا مستحب
باشد دهل و طنبور و نقاره وغیره را از دف چه تفاوت است برای لهو همه حرام
است و برای غرضی صحیح همه حلال باشد اعلان نکاح از هر یک میشود فرق کردن
در دف و غیر آن امری است غیر معقول و بر تقدیر تسلیم حرمت مزامیر حرمت قطعی
گفتن چه معنی دارد دلیل قطعی نیست مگر آیه محکم یا حدیث متواتر یا اجماع امت اگر یا لغرض
حرام باشد حرمت آن از احادیث احاد است و احادیث احاد دلیل ظنی است
از انکار ما ثبت بها کفر لازم نمی‌آید حرمت سماع از احادیث احاد ثابت است و مالک
قائل حرمت آن نیست مکروه میگوید شافعی شطرنج را مباح میداند حالانکه لهو است
و حرمت آن از احادیث ثابت و ذبیحه متروک التسمیه عامداً بنص قرآن حرام
شافعی آن را حلال میگوید و فتوی دل میکند و مسکرات سوای خمر که قلیل باشد
و سکر نیارد نزد امام اعظم حلال است حالانکه رسول صلعم فرموده ما اسکر کثیره
فقلیله حرام غرض که مستحل مزامیر را کافر گفتن هرگز جایز نیست و آنچه در عمادی

قدسی گفته ذکر اسم الله عند ضرب الدف امیر کبیر مراد آن است که مطرب برای لهو دف
زند و وقت فی زدن و طنبور نواختن بسم الله گوید که حرمت است برای ترک تعظیم اسم الله
نزد بعضی و آنکه شخصی دف میزند و شخصی دیگر بذکر خدا مشغول باشد و حق میگوید اگر
گفته شود که قول حضرات صوفیه در حق غنا و لا اله حق است لیکن درویشان اهل آن
نیستند و وجد بتکلف میکنند جواب آنکه نباید گفت که هیچکس درین زمانه ازین جماعت
اهل آن نیست رسول صلعم فرمود لا یزال من امتی امة قائمة بامر الله لا یضرهم من خذلهم ولا
من خالفهم یعنی خواهند بود از امت من جماعتی قایم بحکم خدا ضرر نخواهد کرد ایشان را
کسیکه قصد کند رسانیدن شان کند و نه کسیکه مخالفت شان کند و فرمود مثل
امتی کمثل المطر لا یدری اوله خیر ام آخره یعنی حال امت من مانند حال
باران است دریافت نمیشود که اول آن بهتر است یا آخر آن ای برادر اهل وجد
بر سه قسم اند یکی اهل الکمال اند که واردات الهی بر باطن شان می آید و ایشان را بیقرار میسازد و
این جماعت از حزب الله اند انکار شان موجب خرابی دین است در حدیث قدسی آمده
من عادی لی ولیا باذنی بالمحاربة متفق علیه یعنی در صحیحین است که حق تعالی
میفرماید هر کسیکه دشمنی کند با ولی پس بدرستیکه بر آمد برای جنگ با من دوم آن
کسانند که سماع میکنند برای استدعای احوال شریفه و میخواهند که واردات کسب

نمایند بحیله این هم محمودست سوم آن کسانند که وجد میکنند بریا تا مردم آنها را اهل کمال
دانند حالانکه انها هیچ نیستند اینجماعت فاسقان مبطلان اند نماز ریا خواندن شرک
خفی ست کذا قال الغزالی رح التواجد بالتکلف منه ما هو مذموم و هو الذی
یقصد به المریاء واظهار الاحوال الشریفة مع الافلاس عنها وفیه ما هو محمود و هو التوسل
باستدعاء الاحوال الشریفة واکتسابها واجتلابها بالحیلة فان للکسب مدخلا
فی طلب الاحوال ولذلک امر رسول الله صلعم من لم یحضره البکاء فی قراءة القران
ان یباکی و یحازن فان هذه الاحوال قد تکلف فی اوائلها ثم یتحقق فی اواخرها
امام غزالی گفته که وجد کردن بتکلف دو قسم است یکی آنکه قصد کرده شود ازان نمود خود
و ظاهر کردن احوال بزرگ با وجود مفلسی ازان و این قبیح و مذموم است دیگر قسم
وسیله جستن است بدرخواست کردن از احوال بزرگ و کسب کردن آن
بحیله چرا که کسب کردن را هم دخل ست در آوردن احوال و این محمودست
و برای همین امر فرمود رسول خدا صلعم هر کسیکه او را وقت خواندن قران مجید
گریه نیاید باید که بتکلف گریه کند و خود را غمگین سازد یعنی بملاحظه عذاب
خدا پس مدتیکه احوال گاهی بتکلف در ابتدا آوردن میشود پس در آخر آن
احوال متحقق میشود پس باید دانست که هر کرا در سماع وجد دیده شود انکار

آن نباید کرد و سوء ظن نباید داشت حسن ظن بر مسلمانان واجب ست قال الله
تعالی لولا اذ سمعتموه ظن المومنون والمومنات بانفسهم خیرا وقال الله تعالی
ان بعض الظن اثم حق تعالی فرمود که چرا وقتیکه شنیده بودند آن قصه را گمان
نیکو نکردند مسلمانان با مسلمانان نیک و فرمود که بعض گمان یعنی بدگمان گناه است
پس از بدگمانی در حق دیگری بدگمانی کننده خود فاسق میشود آن شخص دیگر فاسق
باشد یا نباشد در قران قول معروف مؤمن آل فرعون مذکور شد حیث قال
ان یک کاذبا فعلیه کذبه وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم
یعنی اگر آنکس کاذب باشد پس بر وست گناه دروغگوی و اگر صادق باشد
برسد شما را بعضی آنچه وعده میکند بعذاب شعر هر کرا جامه پارسا بینی
پارسا دان و نیکمرد انگار شیخ سعدی گوید شعر مرا پیر دانای مرشد شهاب
دو اندرز فرمود بر روی آب یکی آنکه بر خویش خودبین مباش دوم آنکه بر
غیر بد بین مباش این طول کلام بنا بر نصیحت است که نوشته شد
شعر نصیحت نیوش کن جانان که از جان دوست تر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را۔ نوشته بودند که آنچه یعنی
الصوفیة یقولون ان ذات الله تعالی هو الوجود المطلق

الماخود بشرط شیء و یقولون باحاطته بکل شیء برین قول طعن
نوشتند و گفتند هو المخالف لعقائد اهل الحق ان الله تعالی لا یحل فی غیره
ولا یحل بغیره فکیف یتصور ان الکل واحد یعنی صوفیان میگویند که ذات الله
تعالی وجود مطلق است که در ان هیچ مخلوط نیست و میگویند که محیط است جمیع
اشیارا و این قول مخالف است عقاید اهل حق را که اهل حق میگویند حق تعالی
حلول نمیکند در غیر خود و متحد نمیشود با غیر خود چگونه متصور باشد که همه را خدا گفته شود
جوابش مراد صوفیان از وجود بمعنی مصدری نیست که آن از خارج موجودست از معقولات
ثانیه بلکه مراد از وجود ما به الموجودیت است و چون حقتعالی در وجود و توابع وجود
خود محتاج بغیر نیست بلکه ذات او تعالی تقاضای وجود او میکند و هم ذات
او بسبب اراده خود تقاضاے وجود ممکنات میکند و وجود بمعنی مصدری
که از ممکن منتزع میشود مقتضاے ذات ممکن نیست و نه مقتضاے امری است
که با وی منضم شده بلکه ما به الموجودیت ممکن تعلق باراده الهی است
و اراده الهی صفتی است از صفات او تعالی تعلق آن اراده مقتضاے
ذات حقتعالی چیزے دیگر درمیان نیست پس ما به الموجودیت ممکنات
نیست مگر ذات حق تعالی پس ذات حق را وجود گفتن بمعنی ما به الموجود است

عین حق وصواب ست واحاطه او جمیع اشیا را که از قرآن
ثابت ست باین معنی باید گفت که ما به الموجودیت جمیع اشیا
اوست تعالے واو را وجود مطلق لابشرط شی ازان گفته میشود
که ذات او چنانچه مقتضی وجود خود ست همچنین مقتضی وجود سائر
صفات کمال خود است از سمع وحیات وبصر وعلم وقدرت
واراده وکلام لهذا قدرت او تعالی را واجب بالذات میگویند
وصفات را که زائد بر ذات اند نزد اهل اسلام واجب بالغیر میگویند
پس ذات او تعالی لابشرط شی ست الصفات المطلقة عن القیود و
الاعتبارات واجب بالذات ست وما به الموجودیت صفات
جمیع کائنات از جا حلول یا اتحاد با ممکنات فهمیدن خالی از حماقت
نیست شخصی از فقیر سوال کرد که حق تعالی عین ممکنات است
یا غیر آن فقیر در جواب وی گفته که هیچکس خدا را عین ممکنات نگفته است
وآنچه از کلام صوفیه وجود باین معنی اشمام میکند از نافهمی است
شیخ اکبر رحمة الله که بانی مبانی وحدت وجود ست میگویند که
العالم ما شمت رائحة الوجود یعنی عالم را وجود نیست مگر در مرتبه علم

وخیال لیکن وهمیست متفق باتفاق العقلی از عدم اعتبار بغیر آن نشاط -
نمیشود و در خارج موجود نیست مگر خود ذات پاک او ولا موجود الا الله
باینمعنی که زید عمرو هر چه هست خدا است یا خدا بمنزله کلی طبیعی است -
نعوذ بالله منها حقتعالی که تا صل الوجود است چگونه عین موهوم الوجود
گفته شود و چون حق تعالی میفرماید ونحن اقرب الیه منکم اگرچه
این قرب هیچون است در فهمیدن نمی آید مگر این قدر می آید که در مرتبه عدم
زید زید گفتن صادق نیست که برای حمل ایجابی وجود موضوع شرط
است پس تا که زید را با خالق نسبتی بهم نرسد حمل اولی هم صحیح نباشد
اول نسبت با خالق بهم رسد آن زمان زید را زید گفتن صادق آید پس
ذات حق تعالی با ذات زید اقرب است این قدر توان فهمید وگرنه معنی
قرب که از متشابهات است کو در فهمیدن ما نیاید بایمان بدان باید آورد
قوله تعالی والراسخون فی العلم یقولون آمنا به چون اعتقاد کنیم که ذات حقتعالی
از ذات ممکن اقرب است و بدیهی است که هیچ ممکن مغایر ذات خود نیست
پس چیزی [illegible] ذات او هم با وی قریب تر باشد با وی مغایر نتوان
گفت اگر کسی گوید که درینصورت ارتفاع نقیضین لازم می آید که نیست

۲۹۷۶۶۲
ح ب - ا

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

ہدایت نامہ

جامعہ عثمانیہ

۱- [illegible]

۲- [illegible] کتابیں [illegible]

۳- [illegible] کتابیں [illegible]

۴- مدت مقررہ [illegible] کتابیں [illegible]

۵- [illegible] کتاب [illegible] لازم ہے

۶- کتابیں گم [illegible]

۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا حاشیہ [illegible]

۸- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں [illegible] فقط